لگتا، ابو جعفر اس اثنا میں خاموش بیٹھے رہے ان کے چہرہ کا رنگ غصہ سے متغیر تھا اتنے میں جعفر بن حنظلہ البہرانی دربار میں آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر پہلے اس نے سلام کیا اور پھر اس نے کہا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اپنے چچیرے بھائی کی موت کا اجر عطا فرمائے اور مرنے والے کی خطا کو جو اس نے آپ کے حق کے بارے میں کی تھی معاف کر دے، یہ سن کر اب ابو جعفر کا رنگ زرد پڑا اور انھوں نے اسے مخاطب کر کے کہا اے ابو خالد آؤ یہاں آکر بیٹھو اس واقعہ سے لوگوں کو تنبہ ہوا کہ ابو جعفر کو اس کے قتل کا سخت رنج ہے چنانچہ اب جو لوگ آئے ان سب نے تعزیت ہی کی اور وہی کہا جو جعفر بن حنظلہ نے کہا تھا،

اس سال باب الابواب میں ترک اور خزر نے یورش کر کے آرمینا کے بہت سے مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ اس سال سری بن عبداللہ بن الحارث بن عباس رض بن عبدالمطلب کی امارت میں جو ابو جعفر کی طرف سے مکہ کا عامل تھا فریضہ حج ادا ہوا۔ اس سال عبداللہ بن الربیع الحارثی مدینہ کا والی تھا، عیسیٰ بن موسیٰ کوفے اور اس کے علاقہ کا والی تھا، سلم بن قتیبۃ الباہلی بصرہ کا والی تھا عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔ (۳۱۹)

سنہ ۱۴۶ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اس سال ابو جعفر نے اپنے شہر بغداد کو پورا کیا محمد بن عمر کہتا ہے کہ اس سال ماہ صفر میں ابو جعفر مدینہ ابن ہبیرہ سے بغداد منتقل ہوئے اب وہیں انھوں نے مستقل سکونت اختیار کی اور شہر بغداد آباد کیا،

بغداد کی تعمیر کا ذکر

منصور نے بغداد کی تعمیر کے لیئے حسب ضرورت لکڑی۔ ساگوان کے شہتیر وغیرہ مہیا کر لیے تھے مگر اب انھیں محمد بن عبداللہ کے خروج کی اطلاع ملی وہ بغداد سے

کوفے کو روانہ ہوئے روانہ ہوتے وقت وہ اپنے ایک مولی اسلم نامی کو بغداد میں اس لیے چھوڑ آئے کہ یہ اس سامان کو تعمیر کے لیے تیار کرا سکے، جب اسلم کو یہ معلوم ہوا کہ ابراہیم نے ابوجعفر کی فوج کو شکست دیدی ہے اس نے اس تمام ساگوان اور لکڑی کو جس کی نگرانی کے لیے ابوجعفر اسے مقرر کر آئے تھے اس اندیشہ سے کہ مبادا اس کے آقا کے مغلوب ہونے کی صورت میں یہ تمام سامان اس سے چھین لیا جائے جلا ڈالا جائے جب ابوجعفر کو اس واقعہ کی اطلاع ملی انھوں نے اسے اس فعل پر ملامت لکھ بھیجی اس کے جواب میں اسلم نے لکھا کہ چونکہ مجھے اندیشہ ہو گیا تھا کہ ابراہیم کو ہم پر فتح ہو جائے گی اور پھر وہ اس تمام سامان پر قبضہ کرے گا میں نے اس سامان کو جلا دیا۔ اس جواب کو دیکھ کر پھر ابوجعفر نے کچھ نہ کہا۔

(۳۲۰)

ابراہیم الموصلی کہتا ہے کہ جب منصور نے بغداد کی تعمیر کا ارادہ کیا تو اس بارے میں اپنے دوستوں سے جن میں خالد بن برمک بھی تھا مشورہ لیا اس نے بغداد کا مشورہ دیا۔ اسی نے بغداد کی داغ بیل ڈالکر اسے منصور کو دکھایا جب منصور کو ملبہ کی ضرورت ہوئی انھوں نے خالد بن برمک سے مشورہ لیا کہ اگر مدائن کے ایوان کسریٰ کا ملبہ میں اپنے اس شہر کی تعمیر کے لیے لے آؤں تو کیسا، اس نے کہا میں اس کا مشورہ نہیں دیتا منصور نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا کہ یہ اسلام کی بے تعصبی اور رواداری کی یادگار ہے، اگر اس سے دنیاوی فوائد پیش نظر ہوں تو بھی یہ قائم رکھے جانے کا سزاوار ہے چہ جائیکہ اس سے دین کی عزت و وقار کا استقرار مد نظر ہے علاوہ بریں اس میں حضرت علیؓ کا ایک مصلی بھی ہے، یہ جواب سن کر منصور نے کہا اے خالد اب تک تم میں اپنی عجمی عصبیت باقی ہے۔

منصور نے قصر ابیض کے انہدام کا حکم دیا اس کا ایک حصہ توڑ دیا گیا اس کا سامان و ملبہ بغداد لے آیا گیا مگر جب اس کے توڑنے اور ملبہ کے منتقل کرنے کے اخراجات کا اندازہ لگایا گیا تو اس کی لاگت نئے ترشے ہوئے مصالح سے بھی زیادہ آئی۔ اس کی اطلاع باقاعدہ طور پر منصور کو کی گئی انھوں نے خالد بن برمک کو بلا کر اس سے ملبہ کی شکست اور پھر باربرداری کے کثیر اخراجات کا ذکر کیا اور کہا کہ اب مشورہ دو کہ کیا کیا جائے اس نے کہا کہ میں نے تو خاب والا سے

پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ اسے ہاتھ نہ لگائے مگر جب آپ نے اس کام کو شروع کر دیا ہے تو اب میری رائے یہ ہے کہ آپ اسے بنیادوں تک منہدم کرائے بغیر نہ چھوڑیں تاکہ کوئی یہ نہ کہنے پائے کہ آپ تو اسے توڑ بھی نہ سکے مگر منصور نے اب اس کے انہدام کا خیال ترک کر دیا اور انہدام کی مسدودی کا حکم جاری کر دیا۔

(۳۲۱) موسیٰ بن داؤد المہندسی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مامون نے مجھ سے کہا اے موسیٰ تم جو عمارت میرے لیے تعمیر کرو اسے اس قدر پائیدار و مستحکم بنانا کہ لوگ آئندہ اسے توڑ نہ سکیں تاکہ کم از کم اس کے کھنڈر اور آثار ہی باقی رہ جائیں، شہر کے لیے ابو جعفر کو کواڑوں کی ضرورت ہوئی۔ عبد الرحمان الہمانی کے خیال کے مطابق حجاج کے بنائے ہوئے شہر واسط کے قریب حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے ایک شہر زندورد نام تعمیر کیا تھا اور اس کے لیے حضرت سلیمان کے حکم سے شیاطین نے فولاد کے پانچ جوڑ ایسے زبردست کواڑ تیار کئے تھے کہ آج اتنے بڑے کواڑوں کی ساخت لوگوں کے امکان سے باہر ہے کواڑوں کی یہ پانچوں جوڑیاں حجاج کے شہر واسط کی تعمیر تک بدستور اس شہر میں لگی رہیں، واسط کی تعمیر کے بعد یہ قدیم شہرا جڑ گیا حجاج ان فولادی کواڑوں کو زندورد سے واسط لے آیا اور یہاں اس نے ان کو نصب کر دیا۔ اب جبکہ ابو جعفر نے اپنا شہر بنایا انھوں نے انھیں کواڑوں کو لے کر اپنے شہر کے دروازوں میں لگا دیا جو اب تک وہیں نصب ہیں۔

اس شہر کے آٹھ دروازے ہیں چار اندرونی اور چار بیرونی، ان کواڑ کی جوڑیوں میں سے چار تو اس نے شہر کے چاروں اندرونی دروازوں پر نصب کر دیں اور پانچویں باب القصر کے بیرونی دروازے میں لگا دی۔ باب الخراسانی کے بیرونی در پر اس نے وہ جوڑی نصب کی جو فراعنہ کی بنائی ہوئی شام سے اسے موصول ہوئی تھی۔ باب الکوفہ کے بیرونی در پر وہ جوڑی نصب کی جسے خالد بن عبد اللہ القسری نے تیار کیا تھا اور جو کوفہ سے لائی گئی تھی البتہ باب الشام کے دروازے میں نصب کرنے کے لیے ان کے حکم سے خود بغداد میں ایک جوڑ کواڑ بنائے گئے جو دوسرے دروازوں کے کواڑوں سے بہت کمزور ہیں۔

شہر کو گول دائرہ کی شکل میں اس لیے بنایا گیا تھا کہ ہر حصۂ شہر کی مسافت بادشاہ

سے مساوی فاصلہ پر رہے اس میں کمی بیشی نہ ہو جس طرح جنگ میں فوج کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اسی مناسبت سے انھوں نے شہر کے چار دروازے رکھے دو فصیلیں بنوائیں اندرونی فصیل بیرونی سے زیادہ بلند ہے وسط شہر میں اپنا قصر بنایا اور اس کے گرد جامع مسجد بنائی۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابو جعفر کے حکم سے حجاج بن ارطاۃ نے جامع مسجد کا نقشہ مرتب کیا تھا اور اس کی بنیاد قائم کی کہا جاتا ہے کہ اس کا قبلہ درست نہیں ہے اور مصلے میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اسے باب البصرہ کی سمت تھوڑا سا پھیر دیا جائے، رصافہ کی مسجد کا قبلہ شہر کی مسجد کے قبلہ سے زیادہ صحیح ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شہر کی مسجد قصر کی تعمیر کے بعد اس کی متابعت میں تعمیر کی گئی اور مسجد رصافہ قصر سے پہلے بنی تھی اور پھر قصر مسجد کے لحاظ سے بنایا گیا اسی وجہ سے یہ فرق پڑ گیا۔ (۳۲۲)

ابو جعفر نے تعمیر کے لیے شہر کے چار حصے کر کے ایک حصہ ایک مہتمم تعمیر کے متعلق کر دیا تھا تاکہ جلد سے جلد تعمیر مکمل ہو جائے انھوں نے خالد بن الصلت کو ایک حصہ کے اخراجات کا خزانچی مقرر کیا تھا خالد بیان کرتا ہے کہ جب اس حصہ کی تعمیر سے میں فارغ ہوا تو میں نے تمام اخراجات کا حساب ان کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے انگلیوں کے ذریعہ حساب کر کے پندرہ درہم میرے ذمے نکالے اور اس پاداش میں چند روز تک انھوں نے مجھے شرقیہ جیل میں قید کر دیا یہاں تک کہ میں نے وہ رقم ادا کر دی، جو اینٹیں شہر کے لیے بنائی گئی تھیں ان کا عرض و طول ایک ایک گز تھا۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ باب المحوّل کے قریب فصیل کا ایک حصہ منصور نے تڑوا دیا اس میں ایک اینٹ نکلی جس پر سرخ کھریا سے اس کا وزن ایک سو سترہ رطل لکھا ہوا تھا جب اسے ہم نے تولا تو ٹھیک وہی وزن نکلا جو اس پر منقوش تھا۔ ابو جعفر کے اکثر فوجی عہدیداروں اور کاتبوں کے مکانوں کے دروازے مسجد کی صحن کی طرف تھے۔

عیسیٰ بن علی نے ابو جعفر سے شکایت کی کہ مجھے چوک کے دروازے سے قصر تک پیدل چل کر آنے میں زحمت ہوتی ہے میں بہت بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہوں ابو جعفر نے کہا تم محافہ میں بیٹھ کر آیا کرو اس نے کہا محافہ میں بیٹھتے ہوئے (۳۲۳)

مجھے شرم آتی ہے ابو جعفر نے کہا کیا اب بھی کوئی ایسا شخص زندہ ہے جس سے شرما یا جائے عیسیٰ نے کہا آپ مجھے کسی پیدل سپاہی کا ایک مکان سکونت کے لیے دیدیجئے کہنے لگے شہر میں جسقدر آبادی ہے وہ سب عسکری ہیں چاہے پیدل ہوں یا سوار،

مگر اب منصور نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنے دروازے مسجد کے چوک کی سمت کے بجائے کمانوں کے آگے کوچوں کی سمت نکال لیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب چوک میں جو شخص آتا وہ پیدل ہی ہو کر آ سکتا، اس تبدیل کا دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر کی چاروں سڑکوں پر جو کمانوں کے بعد واقع تھیں چار بازار لگ گئے، ہر کمان میں ایک ایک بازار لگ گیا۔ ایک مدت تک شہر کی یہی صورت قائم رہی اسکے بعد ایک رومی بطریق سرکاری کام پر ابو جعفر کے پاس آیا ابو جعفر نے ربیع کو حکم دیا کہ وہ اسے شہر اور حوالی شہر کی سیر کرائے تاکہ یہ شہر کی آبادی اور ساخت کو دیکھ لے، ربیع نے اسے سب میں پھرایا، جب وہ واپس آیا تو ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہ شہر کی نسبت تمھاری کیا رائے ہے، یہ شہر کی فصیل اور دروازوں کی برجوں پر چڑھا تھا اس بطریق نے کہا عمارت نہایت عمدہ ہے مگر صرف یہ خرابی ہے کہ آپ کے دشمن آپ کے ساتھ وسط شہر میں موجود ہیں۔ ابو جعفر نے پوچھا وہ کون؟ کہنے لگا یہ بازاری یہ سنتے ہی اس وقت سے ابو جعفر کے دل میں بازاروں کی مخالفت بیٹھ گئی، بطریق کے واپس جاتے ہی انھوں نے بازاروں کو شہر سے خارج کردینے کا حکم دیدیا۔ نیز انھوں نے اخراج سے پہلے ہی ابراہیم بن حبیش الکوفی کو اس کی اطلاع کردی اور اس کے ساتھ جواس بن المسیب الیمانی اپنے مولیٰ کو شامل کردیا اور حکم دیا کہ کرخ کی نواح میں بازار بناؤ جس میں دکانوں کی کئی قطار ہوں اور ہر جنس و ضرورت کے لیے علیحدہ علیحدہ حصے رکھے جائیں اور پھر انکو لوگوں کے حوالے کردیا جائے۔

جب یہ دونوں بازار بنا چکے تو اب ابو جعفر نے بازاروں کو وہاں منتقل کردیا اور ہر گز کے اعتبار سے اس کا کرایہ مقرر کیا۔ جب آبادی کی کثرت ہوگئی تو لوگ ایسے مقامات پر بھی دکانیں بنانے لگے جہاں ابراہیم بن حبیش اور جواس کو انکے بنانے کا خیال نہ آیا تھا کیونکہ یہ بات ان کی ابتدائی تجویز میں شامل نہ تھی، اس بنا پر

ان دکانوں کا کرایہ سرکاری دکانوں کے کرایہ سے کم رکھا گیا۔

اس تبدیل کی بعض راویوں نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ کسی نے ابوجعفر سے (۳۲۴)
کہا کہ غربا وغیرہ بازاروں میں سو جاتے ہیں ممکن ہے کہ ان میں جاسوس اور مخبر ہوں جو
کسی وقت بھی موقع پاکر رات کو شہر کا دروازہ کھولدیں اس وجہ سے ابوجعفر نے
تمام بازار شہر سے نکالدیا اور بازار کی دکانیں پولیس اور فوج خاصہ کے سپاہیوں
کو رہنے کے لیے دیدیں اور تاجروں کے لیے باب طاق الحرانی۔ باب الشام
اور باب الکرخ پر بیروں شہر دکانیں بنادیں۔

ایک دوسرے صاحب نے اس تبدیل کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ۱۵۷ھ ہجری
میں منصور نے ایک شخص ابو زکریا یحییٰ بن عبداللہ کو بغداد اور اس کے بازاروں کا
محتسب مقرر کیا اس وقت تمام بازار شہر کے اندر ہی تھے اور منصور عبداللہ بن
حسن کے بیٹے محمد اور ابراہیم کے ساتھ خروج کرنے والوں کی ہر وقت تلاش و
تعاقب میں تھا یہ محتسب ان لوگوں سے خفیہ تعلق رکھتا تھا اس کے اشارے
سے شہر کے آوارہ گرد انفار واراذل نے منصور کے خلاف جمع ہو کر مظاہرہ کیا اور
شور و غل برپا کردیا منصور نے ابو العباس الطوسی کو ان کے پاس بھیجا اس نے سمجھا
بجھا کر انکو خاموش کردیا نیز اس نے ابو ذکریا کو گرفتار کرکے اپنے ہی پاس قید کردیا
اور پھر منصور کے حکم سے ابو العباس کے حاجب موسیٰ نے اپنے ہاتھ سے چوک
میں سب کے سامنے ابو ذکریا کو قتل کردیا نیز انھوں نے حکم دیا کہ جو مکانات شہر کی
سڑکوں پر نکلے ہوئے ہوں انکو توڑ دیا جائے شہر کی سڑکوں کی چوڑائی چالیس گز
مقرر کردی گئی اور اب اس معیار کے اعتبار سے جو مکان سڑک پر ذرا سا بھی نکلا ہوا
پایا اسے اسی قدر منہدم کرادیا۔ نیز انھوں نے تمام بازار کرخ میں منتقل کردیے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب ابوجعفر نے نقل بازار کا حکم دیدیا تو ابان بن صدقہ نے (۳۲۵)
ایک بقال کے لیے منصور سے اجازت چاہی انھوں نے اسے منظور کرلیا
اور پھر یہ کیا کہ شہر کے ہر ربع میں ایک ایک بقال کی دکان اس مثال کی بنا پر رہنے دی
فضل بن الربیع کہتا ہے کہ جب بغداد میں منصور کا قصر تعمیر ہو گیا تو وہ معائنہ کے
لیے اس میں آئے سب پھر کر دیکھا اس کی عمارت اور فضا بہت ہی پسند آئی مگر جو

لاگت آئی تھی وہ ان کو بہت گراں گذری ایک مقام کو دیکھ کر اس کی بیحد تعریف کی مجھ سے
کہا کہ ابھی جا کر ربیع کو مسیّب کے پاس بھیجو کہ وہ اس سے کہے کہ اسی وقت ایک نہایت
ہوشیار معمار یہاں حاضر کرے میں خود ہی مسیّب کے پاس آیا اور میں نے امیرالمومنین
کا حکم سنایا اس نے اسی وقت میر عمارت کو بلا بھیجا اور اسے بارگاہ خلافت
میں حاضر کر دیا۔ جب یہ ان کے سامنے پہنچا ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہ تم نے
اس قصر کو ہمارے عہدہ داروں کی نگرانی میں کس حساب سے بنایا ہے اور اس کی
ہر ہزار خام اور پختہ اینٹ کی کیا اجرت لی ہے اس میر عمارت سے اس کا کوئی جواب
نہ بن پڑا وہ رعب کی وجہ سے ساکت وصامت کھڑا رہا اس سے مسیّب کو اندیشہ ہوا
کہ دیکھئے یہ کیا کہہ دیتا ہے، منصور نے پھر اس سے پوچھا کہ بولتے کیوں نہیں کچھ تو کہو
اس نے کہا جواب والا میں نہیں جانتا، منصور نے کہا تم ڈرو مت بلا تکلف ہر بات
کہہ سکتے ہو تم کو کوئی خطرہ نہیں ہے اس نے کہا جی نہیں میں اس سے قطعی واقف
نہیں ہوں اور نہ جانتا ہوں کہ اس پر کیا لاگت آئی ہے، منصور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا چل میں تجھے دکھاؤں اور اب وہ اسے اس کمرہ میں لیکر آئے جو انھیں
بے حد پسند آیا تھا اور اس کی شہ نشین دکھا کر کہا کہ اسے اچھی طرح دیکھ لو اور اس کے
مقابل میرے لیے ایک ایسی محراب اور بنا دو جو اپنی نزاکت اور خوبصورتی میں تمام
قصر کے مماثل ہو مگر اس میں لکڑی کہیں نہ لگائی جائے اس نے کہا بہت اچھا۔ اس پر (۳۲۶)
وہ میر عمارت اور اس کے دوسرے ساتھی منصور کی اس ہوشیاری اور فن تعمیر کی
واقفیت پر عش عش کرنے لگے، میر عمارت نے تو یہاں تک کہا کہ مجھے اندیشہ
ہے کہ شاید میں اس ایسا طاق ٹھیک اسی پیمانہ پر نہ بنا سکوں گا جیسا کہ آپ چاہتے ہیں۔
منصور نے کہا میں اس بارے میں تمھاری مدد کروں گا اور تم کو مشورہ دیتا رہونگا۔

ان کے حکم سے پختہ اینٹیں اور چونا لایا گیا اور اس جدید محراب کی تعمیر میں
جس قدر اینٹ اور چونا صرف ہوتا منصور اسے شمار کر لیتے نیز اس کی تعمیر میں
ایک دن تمام اور دوسرے دن کا کچھ حصہ صرف ہوا اسے بھی انھوں نے اجرت
کی تشخیص کے لیے شمار کر لیا اس کے بعد مسیّب کو بلا کر حکم دیا کہ جس شرح سے
اب تک تم نے اجرت دی ہے وہ اب ادا کر دو، حساب کرنے سے پانچ درہم

ہوئے منصور کو یہ رقم زیادہ معلوم ہوئی انھوں نے اسے منظور نہیں کیا اور اس کی کمی پر اصرار کر کے ایک درہم کم کر دیا جب یہ شرح طے ہو چکی تو اب انھوں نے اس جدید محراب کو ہر سمت سے ناپ کر اس خاص کمرہ کی مقدار معلوم کر لی اور تمام گتہ داروں اور مسیّب کو بلا کر حسابات پیش کرنے کا حکم دیا اور دیانت دار معماروں اور انجینیروں سے ان کی جانچ پرتال کرائی انھوں نے صحیح لاگت مشخص کر دی اس معیار پر منصور نے مسیّب سے ایک ایک چیز کا حساب لینا شروع کیا اور اسی طاق کی لاگت کو معیار قرار دیکر تمام حسابات جانچے اس حساب سے مسیّب پر چھ ہزار سے کچھ زیادہ درہم سرکاری رقم کے واجب الادا نکلے اس کا انھوں نے مطالبہ کیا اور اسے قید کر دیا اور جب تک اس نے یہ رقم ادا نہ کر دی اسے قصر سے رہائی نہ ملی۔

عیسیٰ بن منصور کہتا ہے کہ ابو جعفر کے خزانے کے دفتر کے معائنہ سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس نے مدینۃ السلام مسجد جامع۔ قصر الذہب، بازار، کوچے، خندق، برجیاں اور دروازوں پر چار کرور آٹھ سو تینتیس درہم خرچ کئے جن کے ایک ارب تیرہ ہزار پیسے ہوتے ہیں اس کا حساب اس طرح ہے کہ روزانہ راج کو ایک قیراط چاندی کا اجرت میں ملتا تھا اور مزدور کو دو پیسے سے تین پیسے تک روزانہ اجرت ملتی تھی۔

اس سال منصور نے سلم بن قتیبہ کو بصرہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو مقرر کیا۔

بصرہ کی ولایت سے سلم کی علیحدگی

(۳۲۷)

بصرہ کا والی مقرر کرنے کے بعد منصور نے سلم کو لکھا کہ ابراہیم کے ہمراہ خروج کرنے والوں کے مکان ڈھا دے اور ان کی کھجوروں کے سر کاٹ دے، اس پر سلم نے منصور کو لکھا کہ جناب والا ارشاد فرمائیے کہ آیا پہلے مکان منہدم کراؤں یا کھجور کٹواؤں اس کے جواب میں منصور نے اسے لکھا میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کے کھجور برباد کر دو اس کے جواب میں تم مجھ سے سوال کرتے ہو کہ کون سے

کھجور بربنی یا شہریز پہلے برباد کیے جائیں یہ بالکل مہمل سوال ہے اور اسی بنا پر منصور نے سلم کو بصرہ کی ولایت سے علیحدہ کردیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان کو مقرر کیا، محمد نے بصرہ آکر خوب ظلم ڈھائے ۔

ابراہیم کی ہزیمت کے بعد سلم بن قتیبہ بصرہ کا والی مقرر ہوا اس نے ابوبرقہ یزید بن سلم کو اپنا کوتوال مقرر کیا یہ پانچ ماہ اس عہدہ پر برقرار رہا پھر علیحدہ کردیا گیا اور محمد بن سلیمان اس کی جگہ بصرہ کا والی مقرر ہوکر آیا محمد نے آتے ہی یعقوب بن الفضل اور ابومروان کے مکانوں کو جو بنی لیشکر کے محلہ میں واقع تھے منہدم کرادیا نیز عون بن مالک، عبدالواحد بن زیاد اور خلیل بن الحصین کے مکانوں کو جو محلہ عدی میں واقع تھے اور عفو اللہ بن سفیان کے مکان کو منہدم اور ان سب کے نخلستانوں کو قطع کرادیا۔

اس سال موسم گرما کی مہم نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کی قیادت میں کفار سے جہاد کیا اس سال عبداللہ بن الربیع مدینہ کی ولایت سے برطرف کردیا گیا اور اس کی جگہ جعفر بن سلیمان مقرر کیا گیا آخر الذکر ماہ ربیع الاول میں مدینے پہنچ گیا۔

نیز اسی سال سری بن عبداللہ مکہ کی ولایت سے برطرف کردیا گیا اور اس کی (۳۲۸) جگہ عبدالصمد بن علی مقرر ہوا۔ عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں اس سال حج ادا ہوا

۱۴۷ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

اس سال استرخاں الخوارزمی ترکوں کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ آرمینا کی سمت میں مسلمانوں پر یورش کرکے ہزارہا مسلمانوں اور ذمیوں کو پکڑ کر تفلیس لے گیا۔ ترکوں نے حرب بن عبداللہ الراوندی کو جس کے نام سے بغداد کا حربیہ مشہور ہے قتل کردیا یہ ان خارجیوں کے ہنگامے کے فرو کرنے کے لیے جنھوں نے جزیرہ میں اودھم مچار کھا تھا دو ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ موصل میں مقیم تھا جب

ابو جعفر کو ترکوں کی یورش کا علم ہوا انھوں نے جبرئیل بن یحییٰ کو ان سے لڑنے روانہ کیا اور اس کے ساتھ حرب کو بھی اس کے ہمراہ جانے کا حکم دیا حرب جبرئیل کے ساتھ ہولیا، لڑائی میں مارا گیا، جبرئیل نے شکست کھائی اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔

اس سال عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے انتقال کیا، اس کی وجہ موت میں اختلاف ہے، ایک بیان یہ ہے کہ مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ پر ولی عہدی کے لیے مقدم کرنے کے کئی ماہ بعد ۱۴۷ھ ہجری میں ابو جعفر حج کے لیے گئے اس سے پہلے ہی انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کی ولایت سے برطرف کرکے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو والی مقرر کرکے اسے اپنی جگہ نائب بنا کر مدینۃ السلام بھیجدیا اب انھوں نے عیسیٰ کو بلا کر آدھی رات کو خفیہ طور پر عبداللہ بن علی کو اس کے سپرد کیا اور کہا کہ اس شخص نے اس نعمت خلافت سے مجھے اور تم کو محروم کرنے کی کوشش کی مہدی کے بعد تم میرے ولی عہد ہو اور خلافت تمکو ملنے والی ہے تم اسے لیجاؤ اور اس کی گردن ماردو، اس معاملہ میں ہرگز ہرگز کمزوری اور بزدلی کا اظہار مت کرنا ورنہ میری یہ ساری محنت برباد جائے گی، یہ ہدایت کرکے ابو جعفر اپنے سفر حج پر روانہ ہوگئے اور اثنائے راہ سے انھوں نے تین مرتبہ عیسیٰ کو اس ہدایت پر عمل پیرا ہونے کی مزید تاکید لکھی، عیسیٰ نے جواب میں لکھا کہ میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کردی ہے۔ اس جواب پر ابو جعفر کو اپنی جگہ یقین کامل ہوگیا کہ عیسیٰ نے ضرور میرے حکم کی متابعت میں عبداللہ کا کام تمام کردیا ہے۔ دوسری جانب جب عبداللہ کو عیسیٰ بن موسیٰ کے سپرد کیا گیا اس نے اسے اپنے پاس چھپا لیا اپنے میر منشی یونس بن فروہ کو بلا کر اس سے کہا کہ منصور نے اپنے چچا کو میرے سپرد کیا ہے اور اس کے بارے میں مجھے یہ ہدایت کی ہے، یونس نے کہا اس سے انکا مطلب یہ ہے کہ وہ تم کو اور اسے دونوں کو قتل کردے اسی وجہ سے انھوں نے تم کو عبداللہ کے خفیہ طور پر قتل کردینے کا حکم دیا ہے تاکہ جب تم اس کا کام تمام کردو تو پھر علانیہ طور پر وہ تم سے اس کا مواخذہ کرے اور قصاص لے، عیسیٰ نے کہا تو پھر کیا

(۳۲۹)

کیا جائے اس نے کہا کہ تم عبداللہ کو اپنے پاس اس طرح چھپائے رکھو کہ کسی کو اس کا حال معلوم نہ ہو سکے تاکہ اگر منصور علانیہ طور پر اس کا تم سے مطالبہ کریں تم اس وقت سب کے سامنے عبداللہ کو ان کے سامنے لاکر پیش کر دو مگر یہ خیال رکھنا کہ کبھی اسے خفیہ طور پر دوبارہ منصور کے حوالے نہ کرنا کیونکہ یہ مانا کہ اس نے عبداللہ کو خفیہ طور پر قتل کئے جانے کے لیے تمہارے حوالے کیا ہے مگر یہ بات ظاہر ہو کر رہے گی، عیسیٰ نے اسی کی رائے پر عمل کیا۔

حج سے واپس آکر منصور نے اپنے چچاؤں کو اشارہ کیا کہ تم مجھ سے عبداللہ کی معافی کے لیے سفارش کرو اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے منظور کر لونگا، اس قرارداد کے مطابق یہ سب کے سب منصور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت ہی لجاجت و عاجزی کے ساتھ اور اپنی قرابت قریبہ کا اظہار کر کے اس کے لیے معافی کے خواستگار ہوئے۔ منصور نے کہا اچھا عیسیٰ بن موسیٰ کو میرے پاس بلاؤ وہ آگیا منصور نے اس سے کہا میں نے اپنے اور تمہارے چچا عبداللہ بن علی (۳۳۰) کو حج کے لیے جانے سے پیشتر تمہارے سپرد کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ اسے اپنے مکان میں رکھنا۔ عیسیٰ نے کہا بے شک امیرالمومنین نے ایسا ہی حکم دیا تھا، منصور کہنے لگا ہاں تو اب تمہارے یہ سب چچا اس کی جان بخشی کے لیے سفارش کرنے میرے پاس آئے ہیں اور میں بھی یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اُسے معاف کر کے رہا کر دیا جائے تم اسے میرے پاس لے آؤ، عیسیٰ نے کہا امیرالمومنین آپ نے تو مجھے اس کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا اور میں نے ارشاد کی بجاآوری میں اسے قتل کر دیا منصور نے کہا نہیں ہرگز نہیں میں نے اس کے قتل کر دینے کا تم کو حکم نہیں دیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ اسے اپنے مکان میں قید رکھو، عیسیٰ نے کہا آپ نے مجھے اس کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا منصور کہنے لگا تو جھوٹ بولتا ہے میں نے کبھی اس کے قتل کر دینے کا حکم نہیں دیا تھا پھر اپنے چچاؤں سے مخاطب ہو کر انھوں نے کہا دیکھئے یہ شخص آپ کے بھائی کے قتل کا اقرار کرتا ہے اور مدعی ہے کہ میں نے اسے اس کا حکم دیا تھا حالانکہ یہ بالکل جھوٹا ہے، انھوں نے کہا کہ آپ اسے ہمارے حوالے کیجئے ہم عبداللہ کے

عوض میں اسے قتل کریں گے منصور نے کہا اچھی بات ہے جو تمہارا جی چاہے کرو،
اب یہ سب عیسیٰ کو قتل کرنے کے لیے چوک میں لے کر آئے ہزارہا آدمی تماشہ کے لیے جمع ہو گئے تمام شہر میں یہ واقعہ مشہور ہو گیا ایک شخص اپنی تلوار نیام سے نکال کر عیسیٰ کی طرف بڑھا تاکہ اسے قتل کر دے عیسیٰ نے اس سے کہا کیا تم واقعی مجھے مارنا چاہتے ہو اس نے کہا بے شک عیسیٰ نے کہا تو جلدی مت کرو مجھے امیرالمومنین کے پاس واپس لیکر چلو۔ اب یہ پھر اسے منصور کے پاس لے آئے۔ عیسیٰ نے ان سے کہا کہ اس کے قتل کرا دینے سے آپ کا اصلی مقصد یہ تھا کہ میں قتل کیا جاؤں لیجئے آپ کے چچا صحیح و سالم زندہ ہیں اگر آپ مجھے ان کی حوالگی کا حکم دیں تو میں ابھی ان کو پیش کئے دیتا ہوں۔ منصور نے کہا اسے حاضر کرو، عیسیٰ نے اسے حاضر کر دیا اور کہا کہ آپ نے میرے خلاف بڑی گہری سازش کی تھی مگر میں اسے تاڑ گیا اور اب میرا خیال بالکل درست نکلا اب آپ جانیں اور یہ آپ کے چچا منصور نے کہا کہ سر دست اسے قصر میں بھیجدیا جائے پھر جو ہونا سب ہوگا ہم حکم دیں گے۔

اس کے تمام چچا جو سفارش کے لیے آئے تھے واپس چلے گئے۔
منصور نے عبداللہ کو ایک ایسی کوٹھری میں قید کر دیا جس کی بنیادوں میں لونی لگی ہوئی تھی منصور نے اس پر پانی بہا دیا جس کی وجہ سے وہ منہدم ہو گئی اور عبداللہ اوسی میں دب کر مر گیا، اسی سال اس کی وفات ہوئی۔ باب الشام کے مقبروں میں دفن کیا گیا یہ پہلا شخص ہے جو وہاں دفن ہوا۔ ۱۴۷ ہجری میں باون سال کے سن میں اس کی وفات ہوئی۔

اس کی موت کے بعد ایک دن منصور ہوا خوری کے لیے باہر نکلے عبداللہ بن عیاش ہمراہ تھا اور انکے برابر برابر چل رہا تھا منصور نے پوچھا تم ایسے پانچ خلیفہ جانتے ہو جن کے نام کا پہلا حرف عین ہو اور انھوں نے پانچ خارجیوں کو قتل کیا ہو جن کے نام حرف عین سے شروع ہوتے ہوں، اس نے کہا میں اس بات سے تو خود پورے طور پر واقف نہیں ہوں البتہ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ علی نے عثمان کو قتل کیا مگر یہ بات بالکل غلط ہے اور عبدالملک بن مروان نے

(۱۲۳)

عبدالرحمان بن محمد بن الاشعث عبداللہ بن الزبیر اور عمرو بن سعید کو قتل کیا اور عبداللہ بن علی پر چھت گر پڑی منصور نے کہا بے شک عبداللہ بن علی پر چھت گر پڑی اس میں میرا قصور نہیں ہے، عبداللہ بن عیاش نے کہا میں نے تو یہ بات نہیں کہی تھی کہ اس معاملہ میں آپکی کوئی خطا ہے۔

اس سال منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو منصب ولی عہد خلافت سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے مہدی کے لیے لوگوں سے بیعت لی اور عیسیٰ کو مہدی کے بعد ولی عہد قرار دیا۔

عیسیٰ کی ولی عہدی کا فسخ

ابوالعباس کی وفات کے بعد منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ اور اس کے علاقہ کا بدستور والی برقرار رکھا یہ اس کی بہت عزت و تعظیم کرتے تھے دربار میں اسے اپنی داہنے جانب بٹھاتے اور اپنے بیٹے مہدی کو اپنے بائیں، ایک عرصہ تک یہی آئین جاری رہا، خلافت ملنے کے ایک عرصہ کے بعد اب منصور نے اپنے بعد بجائے عیسیٰ کے مہدی کو ولی عہد خلافت بنانے کا ارادہ کر لیا۔ ابوالعباس نے اپنے بعد منصور کو اور ان کے بعد عیسیٰ کو ولی عہد خلافت بنایا تھا، جب منصور نے اس تبدیلی کا عزم کر لیا تو انھوں نے اس بارے میں خود عیسیٰ سے بہت ہی نرم الفاظ میں گفتگو چھیڑی۔ عیسیٰ نے جواب دیا مگر یہ تو فرمائیے کہ اس منصب کو قبول کرتے وقت میں نے اور تمام مسلمانوں نے لونڈی غلام آزاد کرنے اور بیویوں کو طلاق دینے کی اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں جو عہد و پیمان اور مغلظ قسمیں اپنے اوپر عائد اور لازم کی ہیں انکا کیا ہوگا امیرالمومنین یہ بات نہیں ہوسکتی اس کا کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا، جب ابوجعفر نے دیکھا کہ وہ انکی اس بات کو کسی طرح ماننے کے لیے آمادہ ہی نہیں ہے اسکے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور انھوں نے اسی وقت سے اپنے اس کے تعلقات میں تھوڑی سی کبیدگی اور کشیدگی کا اظہار شروع کر دیا اور حکم دیا کہ ملاقات کے لیئے

(۳۳۲)

جب سب آیا کریں تو عیسیٰ سے پہلے مہدی کو اندر آنے کی اجازت دی جایا کرے
چنانچہ اب یہ دستور ہوگیا کہ جب مہدی آتا تو اسے پہلے دربار میں جانے کی اجازت
ملتی اور وہ منصور کی داہنی جانب عیسیٰ کی نشست گاہ پر بیٹھنے لگا اس کے بعد
عیسیٰ کو اجازت ملتی یہ اسی سمت مہدی سے فروتر جگہ میں بیٹھ جاتا مگر کبھی اس
دربار میں جس میں مہدی شریک ہوتا یہ منصور کے بائیں جانب نہیں بیٹھتا اس کی
اس آن سے منصور اور بھی برہم ہوا اور اسے ذلیل کرنے کے لیے اب اس نے
یہ دستور کر لیا کہ سب سے پہلے مہدی کو دربار میں آنے کی اجازت ملتی اس کی تھوڑی
دیر کے بعد عیسیٰ بن علی کو ملتی اس کے کچھ وقفہ کے بعد عبدالصمد بن علی کو اجازت
ہوتی اور اس کے بھی بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو بار ہوتا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ دستور قرار پایا
کہ مہدی کو تو ہر حال میں سب سے پہلے اندر آنے کی اجازت ملتی، مگر دوسرے
دونوں اشخاص میں ترتیب کا لحاظ نہیں کیا جاتا بلکہ کبھی کسی کو اور کبھی دوسرے کو پہلے
آنے کی اجازت ہوتی، عیسیٰ بن موسیٰ اس تمام اثناء میں یہی گمان کرتا رہا کہ ابو جعفر
ان اصحاب کو کسی خاص ضرورت کی وجہ سے یا کسی معاملہ میں مشورہ کی غرض سے
پہلے بلا لیتے ہیں اس خیال کی بنا پر وہ بالکل خاموش رہا اس نے اس کے متعلق
ایک حرف بھی شکایت کا زبان سے نہیں نکالا، مگر اب حالات بد سے بدتر ہو گئے
اوس کے ساتھ بدسلوکی کی یہ نوبت پہنچی کہ ایک مرتبہ بارگاہ خلافت میں جانے سے
پہلے جب وہ اپنی مقررہ نشست میں آکر بیٹھا اس کے ساتھ اس کا ایک لڑکا (۳۳۴)
بھی تھا اس نے دیوار کی جڑ میں سے کھودے جانے کی آواز سنی اور اس
دیوار کے گر پڑنے کا خوف پیدا ہوا ہٹی تک اس پر گری اس نے نظر اٹھائی
تو دیکھا کہ چھت کی کڑی ایک سمت سے ہٹائی گئی ہے اس درز کی وجہ سے
اس کی ٹوپی اور کپڑوں پر مٹی گرنے لگی اس نے اپنے بیٹے کو اس جگہ سے
ہٹا دیا اور خود نماز پڑھنے کھڑا ہوا، اس کے بعد اسے اندر بلایا گیا یہ اسی طرح
خاک جھاڑے بغیر منصور کے پاس آیا منصور کہنے لگا کوئی شخص آج تک اس طرح
خاک آلودہ کپڑوں کے ساتھ میرے پاس نہیں آیا کیا یہ تمام خاک راستے کی ہے؟
عیسیٰ نے جواب دیا میرا خیال یہی ہے کہ راستے کی خاک ہے، اس استفسار

کی تہ میں منصور کی یہ نیت تھی کہ یہ کسی طرح کوئی شکایت اپنی زبان سے کرے مگر عیسیٰ نے ایک حرف شکایت کا زبان سے نہیں نکالا۔

منصور نے ولی عہدی کے مسئلہ کو اپنی منشا کے مطابق طے کرانے کے لیے عیسیٰ بن علی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیجا تھا عیسیٰ بن موسیٰ کو اس معاملہ میں اس کا دخل دینا ناگوار گذرا اور اس سے وہ یہ سمجھا کہ منصور اس طرح اسے دق کر رہا ہے،

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو کوئی مہلک شئے کھلا دی گئی وہ مجلس سے ایک دم اٹھ کر جانے لگا منصور نے پوچھا اے ابو موسیٰ کہاں جاتے ہو اس نے کہا مجھے سخت گھبراہٹ معلوم ہو رہی ہے انھوں نے کہا تو صحن میں چلے جاؤ عیسیٰ نے کہا مجھے اس قدر تکلیف ہے کہ میں صحن قصر میں نہیں ٹھہر سکتا منصور نے پوچھا تو آخر پھر کہاں اس نے کہا میں اپنے مکان جانا چاہتا ہوں تاکہ لیٹ جاؤں وہاں سے اٹھ کر عیسیٰ اپنے مکان کے آتشدان میں آیا منصور بھی اس کی طرف سے بہت پریشان صورت بنائے اس کے پیچھے ہی آتشدان میں آیا عیسیٰ نے اس سے کوفہ جانے کی اجازت مانگی منصور نے کہا بہتر یہ ہے کہ یہیں رہکر علاج کرو مگر اس نے نہ مانا اور کوفہ جانے پر اصرار کیا آخر منصور نے اسے کوفہ جانے کی اجازت دیدی اس اصرار پر اسے اس کے طبیب معالج بختیشوع بن جبرئیل نے جراءت دلائی تھی اور کہدیا تھا کہ منصور کے سامنے میں تمھارا علاج کرنے کی جراءت نہیں کرونگا کیونکہ مجھے خود اپنی جان کا خطرہ ہے، آخر منصور نے اسے کوفہ جانے کی اجازت دی اور کہا کہ چونکہ اس سال میں خود حج کرنے جا رہا ہوں تو میں تمھارے پاس بھی آکر مہمان رہونگا اس وقت تک انشاء اللہ تمھاری طبیعت بھی سنبھل جائیگی،

اب حج کا زمانہ قریب آگیا منصور مدینۃ السلام سے کوفہ آئے اور یہاں رصافہ میں کئی روز تک قیام پذیر رہے، گھوڑ دوڑ بھی کی، کئی مرتبہ عیسیٰ کی عیادت کو بھی گئے اور پھر مدینۃ السلام واپس چلے گئے اور مکہ کے راستے میں پانی کی قلت کا بہانہ کر کے حج کا ارادہ بھی ملتوی کر دیا۔ اس مرض سے عیسیٰ کی حالت نہایت زبوں ہو گئی یہاں تک کہ اس کے تمام بال گر پڑے مگر بہر حال اسے افاقہ ہو گیا۔

(۳۲۴)

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن علی نے منصور سے کہا کہ عیسیٰ بن موسیٰ اس وجہ سے مہدی کی بیعت سے رکتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے اس خلافت کا منتظر ہے اور در اصل موسیٰ ہی اسے مہدی کی بیعت سے روک رہا ہے منصور نے اس سے کہا کہ تم جاؤ اور موسیٰ بن عیسیٰ سے اس معاملہ میں گفتگو کرو کہو کہ اگر وہ نہ مانے گا تو اس کے باپ اور بیٹے دونوں کی جان خطرے میں پڑ جائیگی عیسیٰ نے موسیٰ سے جا کر اس بارے میں گفتگو کی اسے حکومت کے ملنے کی طرف سے مایوس کر دیا اور منصور کے غضب سے خوب ڈرایا دھمکایا۔

جب موسیٰ کو اس بات کا خوف پیدا ہوگیا کہ اس معاملہ میں اسے تکلیف اٹھانا پڑے گی وہ عباس بن محمد کے پاس آیا اور اس سے کہا اے میرے چچا میں آپ سے ایک ایسی بات کہتا ہوں جو نہ اب تک میں نے کسی دوسرے سے کہی ہے اور نہ آیندہ زبان سے نکالوں گا مگر چونکہ میں آپ پر پورا بھروسہ رکھتا ہوں اور آپ کی طرف سے مجھے قطعی اطمینان ہے اسوجہ سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں وہ بات ایسی ہے کہ میں اپنی جان آپ کے ہاتھ میں دے رہا ہوں، (۳۳۵) عباس نے کہا اے میرے برادر زادے تم میری طرف سے بالکل اطمینان رکھو اور بلا خوف جو کہنا چاہتے ہو کہو، موسیٰ نے کہا مجھے معلوم ہے کہ میرے باپ کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ مہدی کے حق میں اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جائیں اور اسی وجہ سے انکو ہر قسم کی تکلیف دی جا رہی ہے کبھی انکو دھمکی دی جاتی ہے کبھی انکو دربار میں آنے کے لیے دوسروں کے بعد اجازت ملتی ہے، کبھی دیواریں ان پر ڈھائی جاتی ہیں اور کبھی مہلک اشیا انکو کھلادی جاتی ہیں مگر ان تمام مصائب کے ہوتے ہوئے بھی میرے باپ اب تک انکار پر مصر ہیں اور آیندہ بھی وہ اسے منظور نہیں کرینگے۔ البتہ ایک شکل میری سمجھ میں آتی ہے اگر اس طرح انھوں نے دست برداری دیدی تو دیدی ورنہ اور کوئی دوسری صورت ان کو مجبور کرنے والی نہیں ہے۔

عباس نے پوچھا وہ کیا ہے جلد بتاؤ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے جو بات سوچی ہوگی وہ درست ہوگی، موسیٰ نے کہا آپ میرے سامنے میرے والد کو امیرالمومنین

کے پاس بلائیے اور وہ ان سے کہیں کہ عیسیٰ میں خوب واقف ہوں کہ تم ولی عہدی سے مہدی کے حق میں دست بردار ہونے کے لیے جو انکار کر رہے ہو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ تم خود خلیفہ بننا چاہتے ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ تمھاری عمر اتنی ہو گئی ہے کہ اب موت کا وقت قریب ہے اور تم کو معلوم ہے کہ اگر خلافت مل بھی گئی تو وہ کتنے دن کے لیے ہوگی تمہارا یہ انکار تمھارے بیٹے موسیٰ کی خاطر معلوم ہوتا ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اسے زندہ چھوڑ دونگا کہ وہ تمھارے بعد میرے بیٹے مہدی پر حکومت کرے بخدا یہ ہرگز نہیں ہوگا میں تمہارے سامنے تمھارے بیٹے کا کام تمام کر دیتا ہوں تاکہ مجھے اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ اسے میرے بعد میرے بیٹے پر حکومت کرنے کا موقع نہیں رہا اور تم بھی اس سے مایوس ہو جاؤ، کیا تم اس خام خیال میں ہو کہ میں تمھارے بیٹے کو اپنے بیٹے سے زیادہ چاہتا ہوں، اس گفتگو کے بعد وہ میرے قتل کا حکم دیں اس وقت یا میرا گلا گھونٹا جائے یا تلوار اٹھائی جائے اب اگر وہ اس بات کو منظور کرنے والے ہونگے تو شاید اس طریقہ سے کر گذریں ورنہ اور دوسری کوئی صورت نہیں ہے کہ اس کام کے لیے اونکو مجبور کیا جاسکے۔

(۳۲۶) عباس نے کہا اے میرے برادر زادے تم نے بڑی عمدہ تجویز سوچی ہے اللہ تمکو اس کی جزاء خیر عطا کرے تم اپنے آپ کو اپنے باپ کے عوض پیش کرتے ہو اور ان کی زندگی کی خاطر اپنے حق سے دست بردار ہو رہے ہو، یہ بہت ہی عمدہ رائے ہے، عباس نے ابو جعفر سے آکر یہ بات بیان کی انھوں نے موسیٰ کو دعا دی اس تجویز کو بہت پسند کیا اور کہنے لگے کہ میں انشاء اللہ اس پر عمل کرونگا، سب لوگ دربار میں جمع ہو گئے اور عیسیٰ بن علی بھی حاضر تھا منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مخاطب کرکے کہا کہ میں تمھاری دلی منشاء سے واقف ہو گیا ہوں تم اس خلافت کو اپنے ایسے بیٹے کے لیے جو خود اپنے اور تمہارے دونوں کے لیے منحوس ہے حاصل کرنا چاہتے ہو، اسی وقت عیسیٰ بن علی نے کہا امیر المومنین مجھے پیشاب معلوم ہو رہا ہے منصور نے کہا ہم تمھارے لیے یہیں پیشاب کا برتن منگائے دیتے ہیں عیسیٰ نے کہا مجھ سے کبھی یہ گستاخی نہیں ہو سکتی

کہ میں آپ کے دربار میں بیٹھ کر پیشاب کروں، البتہ مجھے قریب تر نالی بتادی جائے کہ وہاں بیٹھ کر پیشاب کروں، منصور نے اس کام کے لیے اپنے ایک خدمتگار کو حکم دیدیا۔ عیسیٰ اٹھ کر چلا عیسیٰ بن موسیٰ نے اپنے بیٹے موسیٰ سے کہا کہ تم اپنے چچا کے ساتھ جاؤ ان کے کپڑے ان کے پیچھے تھام لینا اور اگر کوئی رومال تمہارے پاس ہو تو وہ انکو پیشاب جذب کرنے کے لیے دیدینا۔

عیسیٰ پیشاب کرنے بیٹھا موسیٰ نے جاکر اس کے کپڑے اس کے پیچھے سے اٹھالیے، اختلاف رخ کی وجہ سے عیسیٰ نے اسے نہیں دیکھا پوچھا کون ہے اس نے اپنا نام بتایا عیسیٰ کہنے لگا میرا باپ تجھپر قربان ہوجائے بخدا میں خوب جانتا ہوں کہ تم دونوں کے بعد اس خلافت میں کوئی خیر نہیں اور تم دونوں اس کے سب سے زیادہ اہل اور حقدار ہو مگر منصور کو اس ولی عہدی کے معاملہ میں سخت طیش آگیا ہے، موسیٰ نے اپنے جی میں کہا بخدا اس وقت یہ میرے قابو میں ہے یہی منصور کو میرے والد کے خلاف بھڑکاتا رہتا ہے آؤ اس کے اس قول کی بنا پر میں اس کا کام تمام کردوں اس کے بعد مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ امیر المومنین مجھے قتل کردیں اس کے قتل کردینے میں دونوں فائدے ہیں کہ میرے باپ اس کے شر سے محفوظ ہوجائیں گے اور اگر اس کے عوض میں قتل کیا گیا تو ان کو میری طرف سے بھی یکسوئی ہوجائے گی۔

جب یہ دونوں دربار میں اپنی اپنی جگہوں پر آبیٹھے تو موسیٰ نے کہا امیر المومنین میں اپنے باپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں منصور اس اجازت طلبی سے خوش ہوا اور اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ اسی ہمارے معاملہ کا اس سے ذکر کرتا ہوگا انھوں نے موسیٰ کو دربار سے اٹھ جانے کی اجازت دیدی وہ اپنے باپ کے پاس آیا اور کہنے لگا جناب والا کو معلوم ہے کہ عیسیٰ نے میرے اور آپ کے قتل میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی آج اس نے مجھے یہ موقع دیا ہے کہ ہم اس کا خاتمہ کرادیں، عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا، موسیٰ نے سارا واقعہ سنایا کہ عیسیٰ ابن علی نے مجھ سے یہ اور یہ بات کہی ہے میں امیر المومنین کو اس کی اطلاع کردیتا ہوں وہ اس کی پاداش میں اسے قتل کردیں گے اور اس طرح آپ کا جی

۱۴۷ھ

اس کی طرف سے ٹھنڈا ہو جائے گا اور قبل اس کے کہ وہ آپ کو اور مجھے قتل کرے خود آپ اس طرح اس کا کام تمام کر چکے ہونگے اس کے بعد کیا ہوگا اس کی ہمیں پھر کوئی پروانہ رہیگی، عیسیٰ بن موسیٰ نے سن کر کہا مجھے تمہاری اس نیت اور ارادے پر بہت افسوس ہے تمہارے چچا نے تم کو خوش کرنے کے لیے راز میں تم سے ایک بات بیان کی اور تم اسی کو بہانہ بنا کر اسے برباد اور ہلاک کرنا چاہتے ہو، خبردار آئندہ یہ بات تمہاری زبان سے نہ نکلے جاؤ اپنی جگہ بیٹھو،

موسیٰ بن عیسیٰ پھر اپنی جگہ آ بیٹھا ابو جعفر اس اثنا میں اس بات کے منتظر تھے کہ موسیٰ کی اپنے باپ سے جو گفتگو ہو رہی ہے اس کا ضرور کوئی اثر نمایاں ہوگا مگر جب انھوں نے اس کا کوئی اثر نہ دیکھا تو اب پھر حسب سابق اسے ڈراوا اور دھمکی دینے لگے کہنے لگے میں تیرے سامنے ہی تیرے بیٹے کا کام تمام کر دیتا ہوں تاکہ تجھے اپنے ارادے میں قطعی مایوسی ہو جائے ربیع تو جا کر موسیٰ کے پرتلہ سے اس کی گردن گھونٹ دے، ربیع اٹھا اس نے موسیٰ کے پرتلہ سے اس کی گردن باندھی اور آہستہ آہستہ گھونٹنا شروع کیا۔ موسیٰ چلّانے لگا، اے امیر المومنین میں اپنے معاملہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو خیال اس معاملہ میں میرے متعلق کیا جاتا ہے میں اس سے کوسوں دور ہوں میرا قطعی کوئی تعلق نہیں ہے علاوہ بریں اگر مجھے قتل بھی کر دیا جائے تو عیسیٰ کو اس کی کیا پروا ہوگی اوس کے بارہ تیرہ بیٹے موجود ہیں جن سے وہ وہی تعلق خاطر رکھتا ہے جو اسے میرے ساتھ ہے بلکہ ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اسے میرے مقابلہ میں زیادہ عزیز ہیں۔ اس دوران میں ابو جعفر برابر کہتے جاتے تھے ہاں ربیع اس کا خوب گلا گھونٹو اسی طرح مار ڈالو ربیع کو بھی اپنی جگہ یہ خیال ہو گیا کہ منصور واقعی اسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں مگر وہ اپنی گرفت کو ڈھیل دیتا رہا موسیٰ شور مچاتا رہا یہ حالت دیکھ کر عیسیٰ بن موسیٰ سے نہ رہا گیا کہنے لگا امیر المومنین مجھے یہ خیال کبھی نہ تھا کہ اس معاملہ میں آپ یہاں تک بڑھ جائیں گے مہربانی فرما کر اس کے چھوڑنے کا حکم دیجئے اگر اس معاملہ کی وجہ سے میرا ایک غلام بھی قتل ہو تو میں اپنے گھر واپس نہیں جا سکتا چہ جائیکہ میرا بیٹا، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں مہدی کے ہاتھ پر بیعت کے لیے اسی وقت تیار ہوں

اگر اس کے خلاف کروں تو میری بیویاں مطلقہ، میرے مملوک آزاد اور میری ساری جائداد اللہ کے راستے میں وقف سمجھی جائے۔

(۳۴۸) منصور نے اپنے حسب منشا عیسیٰ سے مہدی کے لیے بیعت لے لی جب یہ مکمل ہوگئی تو اب منصور نے اس سے کہا کہ یہ کام تو تم نے بادل ناخواستہ میرے لیے کیا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ ایک کام اپنی خوشی سے میرے لیے اور کردو، تاکہ اس فعل کی ندامت جو میں اپنے قلب میں محسوس کرتا ہوں دور ہو جائے عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا منصور نے کہا میری یہ خوشی ہے کہ اب مہدی کے بعد تم ولی عہدی خلافت قبول کرو، عیسیٰ نے کہا ایک مرتبہ اس منصب جلیلہ سے علیحدہ ہونے کے بعد میں دوبارہ اوسے قبول کرنا نہیں چاہتا مگر منصور اور اس کے اہل خاندان نے جو دربار میں موجود تھا اس پر اس معاملے میں اسقدر اصرار کیا کہ اسے قبول کرنا پڑا۔

کوفہ کا ایک شخص جس کے سامنے عیسیٰ اس روز کے دربار میں جاتے ہوئے گذرا تھا کہتا ہے کہ ولی عہدی سے علیحدگی کا قضیہ دوسرے دن طے ہو گیا۔ متذکرۂ بالا بیان آل عیسیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہی اس معاملہ کو اس طرح بیان کرتے تھے اسکے علاوہ دوسرے ارباب سیر نے اس معاملہ کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ منصور نے مہدی کے لیے بیعت لینے کا ارادہ کرلیا اس نے فوجی عہدہ داروں سے اس معاملہ میں گفتگو کرلی اس کے بعد سے فوج والوں کا یہ دستور ہو گیا تھا کہ جب وہ عیسیٰ کو دیکھتے تو اس پر نا سزا فقرے چست کرتے عیسیٰ نے منصور سے انکی شکایت کی انھوں نے فوجیوں سے کہا تم میرے بھتیجے کو مت ستاؤ میں اسے بہت عزیز رکھتا ہوں اگرچہ ایک بات میں نے تم سے پہلے سے کہدی ہے مگر اسکی وجہ سے تم اس کی توہین نہ کرو ورنہ میں تمھاری گردن ماردونگا، اس ڈانٹ کا یہ اثر ہوا کہ چند سے وہ لوگ خاموش رہتے مگر پھر اسے ستانے لگتے ایک عرصہ تک یہ حالت قائم رہی پھر منصور نے یہ خط عیسیٰ کو لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یہ خط عبد اللہ عبد اللہ المنصور امیر المومنین کی جانب سے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا جاتا ہے،

سلام علیک، میں تمھارے سامنے اس ذات پاک کی تعریف

کرتا ہوں، جس کے ماسوا اور کوئی ذات الوہیت نہیں ہے،
امّا بعد اس خدا کی ثنا کرتا ہوں جس کا احسان قدیم ہے جس کا فضل عظیم ہے جس نے اس عالم کو ایک خوبصورت امتحان گاہ بنایا، جس نے محض اپنے علم سے اس مخلوق کی ابتداء کی اپنے حکم سے اس کے متعلق فیصلہ نافذ کر دیا۔ مخلوق کا کوئی فرد اس کی ذات کی حقیقت کو نہیں پا سکتا اور نہ کوئی اس کی عظمت کو احاطہ ذکر میں محدود کر سکتا ہے جو چاہتا ہے اپنے حکم سے کر بیٹھتا ہے اسے نافذ کر دیتا ہے نہ کوئی وزیر اور مددگار ہے جو اسے مشورہ دے، جو بات کرنا چاہتا ہے وہ اس پر گمھم نہیں رہتی، بندے چاہے پسند کریں یا ناپسند کریں وہ انکے لیے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے نہ اس کے حکم کو وہ روک سکتے ہیں اور نہ اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں وہ زمین اور ہر اس شئے کا جو زمین پر ہے مالک ہے، اسی نے پیدا کیا اور وہی حاکم مختار ہے، تبارک اللہ رب العالمین۔

(۳۳۹)

تم کو معلوم ہے کہ ظالموں کے عہد حکومت میں ہماری کیا حالت تھی ایک ملعون خاندان استبدادی طور پر ہم پر حکومت کرتا تھا جس کو انھوں نے والی مقرر کیا ہم اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے رہے ہم پر ہر طرح کے مظالم اور سختیاں ہوئیں مگر اس کا کوئی چارہ نہ کر سکے" ہمیں ہمارے حقوق سے محروم کر دیا گیا تھا، نہ کسی بُری بات سے انکار کر سکتے تھے اور نہ اپنے حقوق حاصل کر سکتے تھے، آخر کار ان کا وقت بھی پورا اور انکی حکومت کی مدت بھی پوری ہو گئی، اللہ نے اپنے دشمن کو ہلاک اور اپنے نبی کی اہلبیت پر نزول رحمت و برکت کا حکم دیدیا۔ مختلف ممالک سے اور مختلف اسباب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کے خون کا بدلہ لینے اور ان کے دشمن سے لڑنے کے لیے ان کے مددگار پیدا کر دیئے یہ ان کی محبت کے داعی اور ان کی دولت کے معین و مددگار بنے انکی مختلف اغراض ہماری طاعت میں ایک ہو گئیں اللہ تعالیٰ

نے ہماری دوستی اور نصرت کے لیے ان کے دل یکجا کر دیئے اور ہماری نصرت سے ان کی عزت افزائی کی حالانکہ ہم نہ کبھی ان سے ملے اور نہ کبھی ان کے ہمراہ کسی معرکۂ جنگ میں شریک شمشیر زنی ہوئے تھے مگر پھر بھی اللہ نے ان کے دلوں میں کچھ ایسی محبت ہماری ڈال دی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ پوری طرح سوچ سمجھ کر اور مخلصانہ طاعت کے جذبات کو اپنے قلوب میں لیے ہوئے اپنے اپنے علاقوں سے ہماری مدد کے لیے اُمنڈ آئے جہاں گئے فتح وظفر ہمرکاب رہی ان کا رعب ایسا تھا کہ جس سے مقابلہ ہوا اسے شکست دی جو کینہ دوز مقابل آیا مارا گیا اس طرح اللہ نے ہمیں وہ انتہائی کامیابی عطا کی جس کی ہمیں آرزو تھی اور جس کے لیے ہم نے یہ ساری جدوجہد کی تھی، یہ اللہ کا ہم پر سب سے بڑا احسان وفضل ہے اور محض اوس کی عطا ہے جس میں ہماری طاقت وقوت کو کچھ دخل نہ تھا۔

اللہ کے اس فضل سے ہم مسلسل بہرہ اندوز ہوتے رہے یہاں تک کہ یہ لڑکا سن شعور کو پہنچا اللہ نے اس مرتبہ پھر ہمارے ان حامی اور مددگاروں کے دلون میں جن کی وجہ سے ہمیں یہ نعمت خلافت حاصل ہوئی ہے اس لڑکے کی کچھ ایسی محبت ووقعت جاگزیں کردی ہے کہ وہ ہروقت اس کی بزرگی وسعادت کا ذکر کرتے ہیں اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور اس خلافت کو صرف اس کا حق سمجھتے ہیں جب امیرالمومنین نے دیکھا کہ اللہ نے اس کی محبت اور دوستی ہمارے مددگاروں کے دلوں میں جاگزیں کردی ہے ان کی زبانوں پر اس کا ذکر جاری کردیا ہے وہ اس کے علامات اور نام کی وجہ سے اس خلافت کا اس کو اہل اور مستحق سمجھتے ہیں اور عام لوگوں کا میلان بھی اسی کی جانب ہے تو امیرالمومنین کو یقین آگیا کہ یہ منصب اللہ نے براہ راست اسے دیدیا ہے اور اس کے لیے اس کا انتخاب کرلیا ہے اب بندوں کے لیے اس معاملہ میں دخل دینے یا صلاح ومشورہ کرنے کا بھی کوئی حق نہیں رہا اگرچہ پہلے ہی سب لوگ باتفاق اس کا نام لے رہے ہیں اسی وجہ سے امیرالمومنین کا یہ گمان ہے کہ چونکہ یہ امر خلافت پہلے سے مہدی کے لیے مقدر ہوچکا ہے اس وجہ سے

(۳۰۰)

اگر باپ کی طرف سے اسکو اوس کا حق نہ پہنچتا تب بھی وہی خلیفہ ہوتا اور جبکہ تمام لوگوں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے تو امیر المومنین کے لیے سوائے اس کے تسلیم کرنے کے اور کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا امیر المومنین کے خاص احباب اور معتمدین میں چاہے وہ فوجی عہدیدار ہوں یا ملکی ہوں جو سب سے زیادہ قربت اور ان کے مزاج میں درخور رکھتے ہیں وہی اس معاملے میں سب سے زیادہ مصر بھی ہیں اب سوائے اس کے کہ امیر المومنین ان کی صلاح مان کر اس پر عمل پیرا ہوں اور کیا کر سکتے ہیں علاوہ بریں شخصی اور ذاتی طور پر خود امیر المومنین اور ان کے اہل بیت کو دوسروں کے مقابلہ میں اس بات کا زیادہ حق ہے کہ وہ اپنے ایک فرد کی اس فطری فضیلت و سعادت کو تسلیم کر کے اس کی برکت کے منتظر ہوں اور اس کے بارے میں جو روایت منقول ہے اس کی تصدیق کریں اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے ان کی اولاد میں ایک ایسا مرد صالح پیدا کیا جس کے لیے انبیا نے اُن سے پہلے اللہ سے دعا مانگی تھی۔ حضرت ذکریا علیہ السلام نے دعا مانگی رَبِّ هَبْ لِي من لدنك وليا يرثني ويرث من آل يعقوب واجعله رب رضيا۔ (اے اللہ تو مجھے اپنے پاس سے ایک ولی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث بنے اور اے میرے رب تو اسے پسندیدہ اور مرغوب اخلاق والا بنا) اس کے برخلاف اللہ نے خود ہی امیر المومنین کو ایسا ولی (بیٹا) عطا فرمایا ہے جو پاک مبارک مہدی اور رسول اللہ صلعم کا ہم نام ہے اس کے علاوہ دوسرے جس شخص نے اس نام کا ادعا باطل کیا اور مہدی کے ایسے مشتبہ لفظ کو جس میں خود ارباب غرض متحیر اور اس بدبخت تحریک کے اہل فتنوں میں مبتلا ہو چکے ہیں آڑ بنا کر اپنے لیے دعوت دی اللہ نے اس خلافت کو ان سے چھین لیا اور انکو برباد و ہلاک کر دیا اور حق اسی کو دیدیا جو حقدار تھا اور بتا دیا کہ کون مہدی ہے اور کون اس کے دین کے انصار ہیں۔ امیر المومنین کو مناسب معلوم ہوا کہ وہ تمکو اس معاملہ سے جس پر اون کی رعایا نے اتفاق رائے کیا ہے آگاہ کر دیں۔ چونکہ امیر المومنین تم کو اپنے بیٹوں کے برابر سمجھتے ہیں اور تمھاری حفاظت، سعادت و عزت کے لیے وہی چاہتے ہیں۔ جو وہ اپنے اور اپنی اولاد کے لیے چاہتے ہیں اس

(۳۴۱)

وجہ سے وہ اس بات کو تمہارے لیے مناسب سمجھتے ہیں کہ جب تم کو اپنے ابن عم کی یہ کیفیت معلوم ہو کہ سب لوگوں نے انکی ولی عہدی پر اتفاق کرلیا ہے تو اسکی ابتدا خود تم اپنی طرف سے کرو تاکہ ہمارے خراسانی اور دوسرے تمام انصار واعوان کو معلوم ہو کہ جس بات پر ان سب کا خود اتفاق ہو چکا ہے اسے تم نہایت خوشی سے سب سے پہلے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو علاوہ بریں جس فضل وسعادت کا انھوں نے مہدی کے لیے اعتراف کیا ہے اور اس کی وجہ سے آیندہ جو توقعات قائم کی ہیں چونکہ تم مہدی سے قرابت قریبہ رکھتے ہو اس وجہ سے اس کا سب سے زیادہ نفع تم کو ہوگا اور تم کو سب سے زیادہ خوش بھی ہونا چاہیے، امیر المومنین جو مشورہ تم کو دیتے ہیں اسے قبول کرو اس میں تمہاری فلاح وصلاح ہے والسلام علیک ورحمۃ اللہ

عیسیٰ بن موسیٰ نے اس خط کا حسب ذیل جواب لکھا۔

(۳۴۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ خط عیسیٰ بن موسیٰ کی جانب سے عبداللہ عبداللہ امیر المومنین کے نام لکھا جاتا ہے، سلام علیک ورحمۃ اللہ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے، اما بعد، مجھے آپ کا خط ملا، جس میں آپ نے عوام کے اس اتفاق کا ذکر کیا ہے جو انھوں نے حق کے خلاف کیا ہے جس کی وجہ سے انھوں نے قطع قرابت وتعلقات کا گناہ اپنے سر لیا ہے اور اس عہد واثق کی خلاف ورزی کی ہے، جو آپ کی خلافت اور میری ولی عہدی کے لیے لیا گیا تھا اور جسکا ایفا سب پر یکساں طور پر لازم تھا اس ناجائز کارروائی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ نے اپنے جس رشتۂ نظام کو جوڑا ہے وہ قطع کردیا جائے اپنی مخلوق میں جو یکجہتی اور اتحاد قائم کیا ہے وہ پراگندہ ہوجائے اور ہلاکت وبربادی کے اسباب وعلل جن کو اللہ نے پراگندہ کردیا ہے وہ پھر جمع ہو جائیں۔ یہ اللہ کی علو شان کے مقابلہ میں ایک طرح کی گستاخی ہے، اس کے فیصلہ کے خلاف اپنی طاقت

کا اظہار باطل ہے اور شیطان کی اتباع ہے جو اللہ سے جھگڑا کرتا ہے اللہ اسے پچھاڑ دیتا ہے، جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ اسے برباد کر دیتا ہے، جو اس کے مقابلہ میں کسی شے کے حاصل کرنے کے لیے کوئی حیلہ کرتا ہے، اللہ اسے ناکام و رسوا کر دیتا ہے، جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے جو اللہ کے لیے انکساری کرتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے جس بنیاد پر ہماری سلطنت کی عمارت قائم ہے وہ ایک عہد ہے جو خلیفہ سابق نے اللہ کے لیے میری ولی عہدی کے لیے کیا ہے یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں ہم سب برابر ہیں اور اب کسی مسلمان کو اس میں دخل دینے یا تغیر و تبدل کا حق نہیں ہے کہ وہ ایک کو مان لے اور دوسرے کو تسلیم نہ کرے اگر اس کا ایفا ضروری ہے تو اول الذکر کو آخر پر کچھ ترجیح نہیں ہے اور اگر دوسرے کے حق میں دست اندازی ہو سکتی ہے تو اس طرح پر پہلے کا حق بھی محفوظ و مصئون نہ رہیگا۔ بلکہ ایسی صورت میں تو چونکہ اول الذکر خلیفہ معاہد سے متصل ہے جس نے اس کی فضیلت سوچ سمجھ کر قائم کی ہے اور اس طرح لوگوں کے گمانوں اور امیدوں کو اس کی جانب سے صاف کر دیا ہے اسے سب سے پہلے اس عدم ایفا کا نقصان اٹھانا پڑے گا جس کا ذکر پہلے ہے وہی پہلے اس منصب سے ہٹائے جانے کا مستحق ہوگا۔ اللہ نے جو وقفہ دیا ہے اس کی وجہ سے آپ اس کے [illegible] کی مصیبت سے بے خبر نہ ہو جائیں اور لوگوں کو ایفاء عہد کے ترک کی اجازت نہ دیں یاد رکھیے کہ اگر کسی نے میرے حق یا عہد [illegible] یا نظر انداز کرنے میں آپ کی بات مان لی تو جب کبھی اسے [illegible] ہاتھ دست ہوگا اسے آپ کے ساتھ بھی ایسا کرنے میں کوئی باک نہ ہوگا بلکہ اس وجہ سے کہ خود آپ کی طرف سے اس رسم قبیح کی بنیاد پڑے گی وہ آپ کے حق میں زیادہ بیباک اور مستعد ہوگا

(۳۴۳)

اس کے نتیجہ پر غور کیجئے اللہ نے اپنے فضل و کرم سے جو دیا ہے اس پر راضی رہیئے اور اسے مضبوطی سے تھامے رہیئے اور اس کا ہمیشہ شکر ادا کرتے رہیئے، اللہ نے یہ سچا وعدہ کیا ہے جس میں خلاف ہو ہی نہیں سکتا کہ جو اللہ کی نعمت پر اس کا شکر کرتا ہے اللہ اس میں اور زیادتی کرتا ہے جو اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے جس نے اس کی مخالفت کا خیال تک اپنے دل میں پیدا کیا اللہ اس کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے و اللہ یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور، (ترجمہ) اللہ آنکھوں اور دلوں کی چوریوں سے واقف ہے)

علاوہ بریں واقعات زمانہ اور افتاد موت سے ہم محفوظ نہیں ہیں کیا معلوم ہے کہ اس منصب پر فائز ہونے سے پہلے ہی مجھے موت آ جائے اور اس طرح آپ اس خفیہ کارروائی کی ذمہ داری سے خود ہی بچ جائیں گے اور اس خیال پر پردہ پڑ جائے گا اور اگر میں آپ کے بعد زندہ رہا تو چونکہ آپ نے میری مخالفت نہ کی ہوگی اور میرے رشتۂ قرابت کو قطع نہ کیا ہوگا اور نہ میرے ساتھ اپنی دشمنی کا اظہار کیا ہوگا اس وجہ سے مجھے اس وقت آپ کے کسی خیال یا تجویز یا حکم پر عمل کرنے میں کسی قسم کا تردد نہ ہوگا۔ آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ ہر امر اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے جن کی تدبیر، تقدیر اور تنفیذ وہ اپنی مشیت سے کرتا ہے، بے شک اس باب میں شک ہی کیا ہے۔ آپ سچ فرماتے ہیں تمام معاملات اللہ کے ہاتھ ہیں تو اس شخص پر جو اس بات سے پوری طرح واقف ہے فرض ہے کہ وہ ایسا ہی عمل کرے اور تمام معاملات اللہ ہی کے سپرد کر دے، آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم نے اپنی طاقت و قوت سے نہ کوئی فائدہ حاصل کیا ہے اور نہ کسی مضرت کو دفع کیا ہے اگر ان امور کو ہم اپنی خواہشات نفسانی کے سپرد کر دیتے تو جس درجہ

پر اللہ تعالے نے ہم کو اب پہونچا دیا ہے ہم اپنی قوت و طاقت سے تو کبھی اس تک پہنچ نہ پاتے مگر حقیقت یہ ہے کہ جب کسی کام کے کرنے کسی وعدہ کی ایفا، کسی عہد کی تکمیل، یا کسی میثاق کی تاکید کا اللہ ارادہ کر لیتا ہے تو وہ تمام اسباب و علل بھی خود ہی پیدا کر دیتا ہے اور خود ہی اسے مستحکم و مکمل کر دیتا ہے جس شئے میں اللہ نے تاخیر کی ہے بندوں کو یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ اسے جلد وقوع پذیر کرا سکیں اور جس شے کے بروئے کار آنے کا وقت آ چکا ہے اسے کوئی ملتوی نہیں کر سکتا ہاں شیطان ضرور انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے حالانکہ اللہ تعالے نے اسکی طاعت سے ڈرایا اور اس کی عداوت کو ظاہر کر دیا ہے مگر پھر بھی یہ ارباب حق وطاعت کے درمیان پھوٹ ڈالدیتا ہے تاکہ اون کا اتحاد و اتفاق پراگندہ ہو جائے اور یہ ان میں دشمنی و عداوت ڈالدیتا ہے اور جب معاملات کی اصلی حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور سخت مصیبت پڑتی ہے اس وقت شیطان ان سب سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان فى امنيته فينسخ الله ما يلقى الشيطان ثم يحكم الله اياته والله عليم حكيم۔ ہم نے کوئی رسول یا نبی تم سے قبل دنیا میں نہیں بھیجا مگر جب اس نے کوئی تمنا کی شیطان نے اس کی تمنا میں وسوسہ ڈالدیا تو جو وسوسہ شیطان ڈالتا ہے اللہ اسے مٹا دیتا ہے پھر اللہ اپنی نشانیاں مضبوط کر دیتا ہے اور وہ بڑا جاننے والا دانشمند ہے پھر اللہ نے اہل تقویٰ کی یوں تعریف کی ہے اذا مسهم طائف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون- (ترجمہ) جب کوئی وسوسہ شیطانی ان کے قلب پر طاری ہوتا ہے وہ اللہ کو یاد کر لیتے ہیں اور پھر ان کو سمجھ

(۳۲۷۴)

آجاتی ہے، اب اگر امیر المومنین کی نیت اور منشاء دلی اپنے پیشروؤں کے فیصلہ کی خلاف ورزی کرتا ہے تو میں آپ کو اللہ سے ڈراتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ اس سے قبل اپنے بیٹوں کی درخواست اور خود اپنی خواہشات کی وجہ سے ان لوگوں نے یہی کرنا چاہا تھا جس کا ارادہ اب آپ نے کیا ہے مگر پھر اچھی طرح غور و خوض کے بعد حق کو اختیار کر لیا اور دوسرے خیالات دل سے نکال ڈالے انکو معلوم تھا کہ اللہ کے فیصلہ کو کوئی روک نہیں سکتا اور نہ اس کی عطا کو کوئی رد کر سکتا ہے اس کے علاوہ نعمتوں کے بدل جانے اور مصائب کے واقع ہو جانے سے وہ اپنے کو مامون نہیں سمجھتے تھے اسی وجہ سے انھوں نے موخر شئے کو اختیار کیا اور موجودہ کے مقابلہ میں نتیجہ کو قبول کر لیا اور اپنے عہود و عقود میں کسی قسم کی تبدیلی پسند نہ کی اس فعل جمیل کی وجہ سے اللہ نے انکے تمام معاملات پورے کر دیئے جو اہم واقعہ پیش آیا اللہ نے خود ہی اس کا تدارک کر دیا ان کی حکومت و اقتدار کی حفاظت کی ان کے یار اور مددگاروں کی عزت بڑھائی ان کی عمارت کو اور بلند کر دیا اور اپنی نعمتوں اور سرفرازیوں سے انکو مالا مال کر دیا۔ اس پر وہ ہمیشہ شکر ادا کرتے رہے اللہ کو جو منظور ہوا وہ پورا ہوا حالانکہ اس کے دشمن اسے پسند نہ کرتے تھے، والسلام علی امیر المومنین ورحمۃ اللہ۔

ابو جعفر اس خط کو پڑھکر سخت برہم ہوئے اس سے بات کرنا چھوڑ دی فوجیوں نے اس کے ساتھ زیادہ سخت کلامی اور بیہودگی شروع کر دی۔ اسد بن المرزبان، عقبہ بن سلم۔ اور نصیر بن حرب بن عبداللہ وغیرہ وغیرہ اس میں پیش پیش تھے یہ عیسیٰ کی ڈیوڑھی پر آتے اور کسی کو اس کی ملاقات کے لیے اندر نہ جانے دیتے جب خود عیسیٰ سواری میں جاتا یہ اس کے پیچھے ہو لیتے اور کہتے کہ تو ہی وہ گائے (۳۴۵) ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فذبحوھا وما کادوا یفعلون

(آخر کار انھوں نے وہ گائے ذبح کر ڈالی حالانکہ وہ ایسا کرنے والے نہ تھے) عیسیٰ نے منصور سے آکر ان کے اس طرز عمل کی شکایت کی اس نے کہا اے میرے بھتیجے چونکہ یہ لوگ میرے بیٹے کی محبت میں سرشار ہو رہے ہیں اس وجہ سے ان کی طرف سے مجھے اپنی اور تمھاری دونوں کی جان کا خطرہ ہے بہتر یہ ہے کہ تم اسے اپنے پر مقدم کر دو اس طرح وہ میرے اور تمھارے درمیان مقرر ہو جائے گا تب یہ لوگ باز آجائیں گے، عیسیٰ نے ان کی بات کے ماننے پر آمادگی ظاہر کی۔

ربیع کہتا ہے کہ جب عیسیٰ کے پاس سے منصور کو اپنے خط کا جواب موصول ہوا انھوں نے اس جواب کے آخر میں اپنے ہاتھ سے یہ جملہ لکھدیا۔ "اس ولی عہدی خلافت سے کنارہ کشی کرو دنیا میں اس کا عوض تمکو ملیگا اور آخرت میں خلافت کی ذمہ داریوں کی جواب دہی سے مامون رہو گے"

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے علیحدگی کے متعلق متذکرۂ بالا دو بیانوں کے علاوہ حسن بن عیسیٰ الکاتب نے حسب ذیل واقعہ بیان کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ جب ابو جعفر نے اس بات کا قصد کیا کہ وہ اپنے بیٹے مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ پر مقدم کردے تو اس نے خود عیسیٰ سے اس بات کی خواہش کی مگر اس نے اسے ماننے سے انکار کر دیا جب ابو جعفر کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو انھوں نے خالد بن برمک سے بلاکر کہا کہ تم جاکر عیسیٰ سے اس بارے میں گفتگو کرو ہم سے تو اس نے قطعی انکار کر دیا ہے اور ہمیں اب کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا۔ تم سے کوئی تدبیر ہو سکتی ہو تو کرو، خالد نے کہا بہتر ہے، آپ تیس سربرآوردہ شیعوں کو منتخب کرکے میرے ساتھ کر دیجیے۔

خالد اس جماعت کے ساتھ سوار ہو کر عیسیٰ کے پاس آیا اور انھوں نے منصور کا خط اسے دیا، عیسیٰ نے کہا چونکہ اللہ نے مجھے اس منصب پر فائز کر دیا ہے، اس لیے اب میں خود اس سے دست بردار نہیں ہوتا خالد نے خوف و طمع کی تمام تدبیریں ختم کر دیں مگر وہ اپنے انکار پر جارہا۔ مایوس ہو کر خالد اس کے پاس سے باہر آگیا اس کے بعد وہ شیعہ بھی اٹھ آئے، خالد نے ان سے پوچھا کہ اس معاملہ میں اب آپ کیا کریں گے، کہنے لگے کہ ہم اس کا خط امیر المومنین کو دیدیتے ہیں اور ہمارے اور اس کے درمیان جو واقعہ پیش آیا ہے اس کی

ان کو اطلاع کردیں گے، خالد نے کہا یہ نہیں بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ عیسیٰ نے آپ کی تجویز کو قبول کرلیا ہے اور اگر بعد میں وہ اس سے انکار کرے گا تو ہم اسکے خلاف شہادت دیں گے، انھوں نے کہا تم یہی کرو ہم بھی تیار ہیں خالد نے کہا بس یہ بات بالکل ٹھیک ہے اور میں امیرالمومنین کو ان کے منشا کے مطابق تصفیہ کی اطلاع دیتا ہوں یہ سب ابوجعفر کے پاس آئے خالد بھی ہمراہ تھا انھوں نے کہا کہ عیسیٰ نے اس بات کو منظور کرلیا ہے منصور نے اسی وقت مہدی کی بیعت کے لیے ایک فرمان لکھا اور اسے تمام حدود سلطنت میں ارسال کردیا جب اسکی اطلاع عیسیٰ کو ہوئی اس نے ابوجعفر کے پاس آکر اس معاملہ سے قطعی انکار کیا اور کہا کہ میں نے ہرگز ہرگز مہدی کو اپنے اوپر مقدم نہیں کیا ہے اور میں اس معاملہ میں آپ کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں کہ آپ ایسا نہ کریں۔ ابوجعفر نے اس جماعت کو بلاکر اسکے متعلق سوال کیا انھوں نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ اس نے یہ بات منظور کرلی ہے ابوجعفر نے اپنا فرمان نافذ کردیا اور اس کارروائی پر خالد کا شکر ادا کیا مہدی بھی ہمیشہ خالد کی اس خدمت کا اعتراف کرتا تھا اور اس معاملہ میں اس کی دانائی کی تعریف کرتا تھا۔

عبداللہ بن حارث بن نوفل کا مولیٰ عبداللہ ابی سلیم کہتا ہے کہ جب ابوجعفر نے مہدی کو عیسیٰ پر مقدم کرنے کا عزم کرلیا تو اس زمانے میں ایک مرتبہ میں سلیمان بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل کے ساتھ سیر کے لیے جارہا تھا اتنے میں ابونخیلہ شاعر جس کے ہمراہ اس کے دونوں بیٹے اور دونوں غلام اپنے گھر کا کچھ سامان اٹھائے ہوئے ساتھ تھے ہمیں ملا۔ انکو دیکھ کر سلیمان بن عبداللہ ٹھہر گیا اس نے ابونخیلہ سے پوچھا یہ کیا ہے تم کس حال میں ہو اس نے کہا میں خاندان زرارہ کے قعقاع نامی ایک شخص کے پاس جو عیسیٰ بن موسیٰ کا صاحب شرط تھا مقیم تھا اس نے مجھ سے کہا کہ تم میرے پاس سے چلے جاؤ کیونکہ میں عیسیٰ بن موسیٰ کا ساختہ پرداختہ ہوں اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم نے اس بیعت کے قضیہ میں مہدی کی تعریف میں کچھ شعر کہے ہیں اب مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اسے اس کی خبر ہوگی تو تمہارے میرے پاس مہمان ہونے کی وجہ سے اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد کی جائے گی

(۳۴۷)

اس باب میں اس نے اتنا اصرار کیا کہ مجھے وہاں سے نکلنا ہی پڑا سلیمان نے مجھ سے کہا کہ تم ابونخیلہ کو اپنے ساتھ لیجاکر میرے مکان میں کسی اچھی جگہ ٹھہرادو۔ خادموں کو ہدایت کردینا کہ وہ اس کے اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں اور خوب خاطر مدارات کریں، اس کے بعد سلیمان نے ابوجعفر کو بھی ابونخیلہ کے وہ شعر سنائے جو اس نے مہدی کے لیے لکھے تھے، جس روز ابوجعفر نے اپنے بیٹے مہدی کو عیسیٰ پر مقدم کرکے اس کے لیے بیعت لی ابوجعفر نے ابونخیلہ کو دربار میں بلایا اور اشعار سنانے کی فرمایش کی، اس نے شعر سنائے سلیمان بن عبداللہ نے ابوجعفر سے سفارش کی کہ ان اشعار کا آپ معقول صلہ دیں، کیونکہ یہ بات ہمیشہ کے لیے کتابوں میں اور لوگوں کی زبانوں پر یادگار رہ جائے گی۔ اور دس ہزار درہم ان سے دلواکر ہی چھوڑے،

ابونخیلہ کہتا ہے میں ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا ایک ماہ ڈیوڑھی پر حاضر رہا۔ مگر ان تک رسائی نہ ہوئی ایک دن عبداللہ بن الربیع الحارثی نے مجھ سے کہا کہ امیرالمومنین چاہتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو ولی عہد خلافت مقرر کردیں اور عیسیٰ پر اسے مقدم کردیں مناسب ہوگا کہ تم ایسی نظم لکھو جس میں ان کو اس کام پر برانگیختہ کرو اور اس میں مہدی کی فضیلت اچھی طرح ظاہر کرو۔ اس طرح ممکن ہے کہ وہ اور ان کے (۳۴۸) صاحبزادے تمہارے ساتھ کچھ سلوک کرجائیں، میں نے کئی نظمیں ان کی مدح میں لکھیں اور ان کے خادموں کے سامنے پڑھا وہ ان کو یاد ہوگئیں ابوجعفر نے بھی سنا پوچھا کہ یہ کس نے کہی ہیں ان سے کہا گیا کہ ان کا قائل بنی سعد بن زید مناۃ کا ایک شخص ہے ابوجعفر خوش ہوئے انھوں نے مجھے بلایا میں انکی بارگاہ میں (۳۴۹) پیش کیا گیا عیسیٰ بن موسیٰ ان کے داہنے بیٹھا تھا اور تمام بڑے فوجی اور ملکی عہدیدار دربار میں حاضر تھے جب میں ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے میں ان کو نظر آتا تھا میں نے بلند آواز سے عرض کیا امیرالمومنین آپ مجھے اپنے قریب بلائے تاکہ جو میں عرض کروں اسے آپ سن سکیں اور سمجھ سکیں انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے قریب آنے کے لیے کہا میں بڑھتے بڑھتے ان کے بالکل سامنے جا پہنچا اور وہاں کھڑے ہوکر میں نے خوب بلند آواز سے ابتدا سے آخر تک اپنے اشعار (۳۵۰)

سُنا دیے اس وقت تمام حاضرین دربار خاموش بیٹھے میری نظم سنتے رہے اور خود منصور بہت توجہ سے میرے اشعار سنکر اس سے مزہ لیتے رہے جب شعر پڑھکر میں باہر آیا تو عسقال بن شبّہ نے میرے مونڈھے پر آکر چپکے سے ہاتھ رکھا اور کہا کہ تم نے امیر المومنین کو مسرور تو کردیا ہے، اب اگر معاملہ اسی طرح رو براہ ہو گیا جیسا کہ تم چاہتے ہو اور جس کی تم نے اپنے شعر میں آرزو کی ہے تو بخدا تم کو اس کا بہت صلہ ملے گا اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو گیا تو پھر تمھاری خیر نہیں پھر تم کو زمین میں دھنسکر یا آسمان پر چڑھ کر پناہ گزیں ہونا پڑے گا۔ منصور نے والی رے کے نام اسے صلہ دینے کا حکم لکھ بھیجا یہ رے روانہ ہوا عیسیٰ نے اپنے آدمی اسکے پیچھے لگا دیے انھوں نے اسے راستے ہی میں جا لیا اور ذبح کرکے اس کے چہرہ کی کھال اُتار لی، اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ اپنا صلہ لیکر رے سے واپس پلٹا اس وقت قتل کیا گیا،

ولید بن محمد العنبری کہتا ہے کہ عیسیٰ کے مہدی کو اپنے پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ سلم بن قتیبہ نے اس سے کہا تھا کہ تم مہدی کو اپنے پر مقدم کرکے اس کی بیعت کرلو وہ تم کو ولی عہد برقرار رکھنا چاہتے ہیں اس وجہ سے تم اس حق سے محروم بھی نہ ہوگے اور ان کی خوشی بھی ہو جائے گی، عیسیٰ نے پوچھا کیا واقعی تمھاری یہ رائے ہے اوس نے کہا ہاں، عیسیٰ نے کہا تو میں اس کے لئے تیار ہوں، سلم نے منصور سے آکر کہا کہ عیسیٰ اس بات کے قبول کرنے کے لئے آمادہ ہے یہ سن کر منصور بہت خوش ہوا اور اس وقت سے سلم کی وقعت ان کی نگاہ میں بہت زیادہ ہوگئی اب سب لوگوں نے مہدی اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے بیعت کرلی پہلے خود منصور نے اس معاملہ پر تقریر کی اور کہا کہ میں مہدی کو عیسیٰ پر مقدم کرتا ہوں اس کے بعد عیسیٰ نے تقریر کی اور اس میں کہا کہ میں مہدی کو اپنے اوپر مقدم کرتا ہوں۔ اس معاملہ میں منصور نے جو وعدہ عیسیٰ سے کیا تھا اسے ایفا کیا۔ ۳۵۱

اس معاملہ کے متعلق ابو جعفر کے بعض مصاحب آپس میں تذکرہ کر رہے تھے ان میں ایک سلیمان نے یہ بات خدا کی قسم کھا کر کہی کہ عیسیٰ کی ولی عہدی سے

علیحدگی کسی ناجائز اثر یا دباؤ کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ خود عیسیٰ نے روپیہ کے لالچ اور منصب خلافت کی عظمت سے ناواقفیت کی وجہ سے اپنی خوشی سے اس منصب جلیلہ کے بار عظمیٰ سے سبکدوشی اختیار کی جس روز اس نے علیحدگی اختیار کی میں مدینۃ السلام کے مقصورے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابو عبیدہ مہدی کا کاتب کچھ خراسانیوں کے ساتھ ہمارے پاس آیا عیسیٰ نے اس سے کہا کہ میں نے ولی عہدی کو محمد بن امیر المومنین کے لیے چھوڑ دیا ہے اور اسے اپنے اوپر مقدم کر دیا ہے، ابو عبیدہ نے کہا جناب والا محض اس قدر کافی نہیں ہے بلکہ آپ یہ کہیں کہ میں اپنے حق سے خوشی کے ساتھ اس کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں نیز آپ اس معاملہ میں جو خواہش رکھتے ہوں اس کا اظہار کر دیں وہ خواہش پوری کر دی جائے گی۔ عیسیٰ نے کہا اچھا عبد اللہ امیر المومنین نے اپنے بیٹے محمد المہدی کو ولی عہدی میں جو تقدیم دی ہے میں اس شرط پر کہ اس کے عوض میں ایک کرور درہم مجھے دیے جائیں، تین لاکھ میرے فلاں فلاں بیٹوں کو دیے جائیں اور سات لاکھ میری فلاں بیوی کو دیے جائیں اپنی دلی رضامندی اور خوشی سے تیار ہوں کہ مہدی کو ولی عہد بنا دیا جائے کیونکہ وہ باعتبار اپنی اہلیت، حق، اثر و قوت کے خلافت کے بار گراں کو اوٹھانے کے لیے مجھ سے زیادہ مستحق ہیں ان کی تقدیم کی وجہ سے اب آئندہ مجھے اس معاملہ میں کوئی حق نہ رہے گا اور اگر میں اس کا ادعا کروں تو وہ باطل متصور ہو، اس معاہدہ کو لکھتے ہوئے کئی مرتبہ وہ جملوں کو بھول جاتا تھا ابو عبیدہ اسے یاد دلاتا تھا تاکہ عہد میں کسی قسم کا قانونی نقص باقی نہ رہے۔ عہدنامہ کی تحریر کے بعد اس پر مہر اور گواہی کے ثبت کے بعد عیسیٰ نے اپنے دستخط اس پر کیے اور مہر لگائی، بہت سے لوگ اس وقت موجود تھے عہد کی تکمیل کے بعد سب لوگ باب المقصورہ سے قصر میں آئے، امیر المومنین نے بارہ لاکھ درہم کی مالیت کا خلعت عیسیٰ اور اس کے بیٹے موسیٰ کو عطا فرمایا۔ (۳۵۲)

عیسیٰ بن موسیٰ تیرہ سال کوفہ اور سواد کا والی رہا اس کے بعد جب عیسیٰ نے مہدی کو اپنے اوپر مقدم کرنے سے انکار کیا تو منصور نے اسے کوفہ کی ولایت

سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو مقرر کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ محمد کو مقرر کرنے سے منصور کا مقصد یہ تھا کہ یہ عیسیٰ کی تحقیر و تذلیل کرے گا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ وہ ہمیشہ عیسیٰ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا رہا۔

اس سال ابو جعفر نے محمد بن ابی العباس اپنے بھتیجے کو بصرہ کا والی مقرر کیا، محمد نے اس عہدہ سے استعفا پیش کیا جسے منظور کر لیا گیا وہ مدینۃ السلام واپس آگیا اور وہیں مر گیا اس کی بیوی بغوم بنت علی الربیع نے "وا قتیلاہ" کہہ کر اس پر نوحہ کیا۔ ایک پہرہ دار نے ایک گٹھلی اس کی پشت پر پھینک ماری محمد بن ابی العباس کے خادم اس پر پل پڑے اور انھوں نے اس کا کام تمام کر دیا، اس مقتول کے خون کا کوئی معاوضہ نہیں لیا گیا، محمد بن ابی العباس نے بصرہ سے چلتے وقت عقبہ بن سلم کو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا منصور نے پھر اسی کو ۱۵۱ھ ہجری تک بصرہ کی ولایت پر بحال رکھا۔

اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا۔ ان کا چچا عبدالصمد بن علی مکہ اور طائف کا عامل تھا جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کا والی تھا، عقبہ بن سلم بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے، یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

(۳۵۳)

۱۴۸ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اس سال منصور نے حمید بن قحطبہ کو ان ترکوں سے لڑنے آرمینا بھیجا جنھوں نے حرب بن عبداللہ کو قتل کر کے تفلیس میں قتل عام کیا تھا، حمید آرمینا آیا مگر اس کے آنے سے پہلے ہی ترک تفلیس سے چلے گئے تھے، حمید واپس آگیا اور کسی ترک سے اس کا مقابلہ نہ ہوا۔

اس سال صالح بن علی نے وابق میں جہاد کے لیے چھاؤنی ڈالی مگر جہاد نہیں کیا، اس سال جعفر بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا مختلف ممالک کے

صوبہ دار اس سال وہی لوگ تھے جو سنہ ماسبق میں رہے تھے۔

سنہ ۱۴۹ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اس سال عباس بن محمد نے رومیوں کے علاقہ میں موسم گرما کی مہم کے ساتھ جہاد کیا۔ اس کے ہمراہ حسن بن قحطبہ اور محمد بن الاشعث بھی تھے آخر الذکر راستے ہی میں ہلاک ہوگیا اس سال منصور نے بغداد کی فصیل اور خندق وغیرہ کی مکمل تعمیر سے فراغت پائی۔ نیز وہ اس سال موصل کے جدید شہر کو دیکھنے آئے اور پھر مدینۃ السلام واپس چلے آئے محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ (۳۵۴) عبدالصمد بن علی مکہ کی ولایت سے علیحدہ کردیا گیا اور اس کی جگہ محمد بن ابراہیم مقرر کیا گیا مکہ اور طائف کے علاوہ اور تمام ممالک کے صوبہ دار اس سال وہی لوگ تھے جو سنہ ۱۴۷ اور سنہ ۱۴۸ ہجری میں تھے البتہ مکہ اور طائف کا والی اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا۔

سنہ ۱۵۰ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

اس سال استاذسیس نے صوبہ خراسان کے اضلاع ہرات باذغیس اور سجستان کے باشندوں کے ساتھ جن کی تعداد تقریباً تین لاکھ بیان کی جاتی ہے حکومت کے خلاف بغاوت برپا کی انھوں نے تقریباً سارے خراسان پر غلبہ حاصل کرلیا، اور اب آگے بڑھے اہل مروالروذ کا ان سے مقابلہ ہوا اجثم المروذی اہل مروالروذ کے ساتھ مقابلہ پر نکلا باغیوں نے اس کا نہایت شدید مقابلہ کیا اجثم اور اس کے ساتھ مروالروذ کے ہزارہا آدمی مارے گئے کئی بڑے مشہور سردار معرکہ سے بھاگ گئے ان میں معاذ بن مسلم بن معاذ جبرئیل بن یحییٰ، حمّاد بن عمرو۔

(۳۵۵)

ابو النجم الجستانی اور داؤد بن کراز قابل ذکر ہیں منصور نے جو اس وقت بردان میں فروکش تھے، خازم بن خزیمہ کو مہدی کے پاس بھیجا مہدی نے اسی کو استاذسیس کے مقابلہ پر سپہ سالار مقرر کیا اور دوسرے فوجی سردار اس کے تحت کر کے اس کے ساتھ گئے۔

مہدی کا وزیر معاویہ بن عبید اللہ خازم کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرتا تھا مہدی ان دنوں نیسا پور میں مقیم تھا معاویہ خازم بن خزیمہ اور دوسرے اس کے تحت فوجی سرداروں کو اپنی طرف سے مختلف احکام بھیجتا رہا تھا خازم نے اس کے تدارک کے لیے یہ تدبیر کی کہ بیمار پڑ گیا وہ اس وقت اپنی چھاؤنی میں مقیم تھا۔ دوا پی لی اور ڈاک کے ذریعہ مہدی کے پاس نیسا پور آیا، سلام کر کے خلوت چاہی ابو عبیدہ اس وقت وہاں موجود تھا مہدی نے خازم سے کہا کہ ابو عبیدہ سے کوئی راز نہیں ہے تم جو کہنا چاہتے ہو وہ اس کے سامنے کہہ سکتے ہو۔ خازم نے اس بات سے انکار کیا اور کوئی بات اس سے نہیں کی آخر کار ابو عبیدہ مجلس سے اٹھ کر چلا گیا اور جب تخلیہ ہو گیا تو اب خازم نے مہدی سے اوس کی سخت شکایت کی اور کہا کہ یہ فرقہ واری تعصب میں مبتلا ہے اسے اور پیدا کر رہا ہے اس طرح کے خطوط اس نے مجھے اور میرے ماتحت دوسرے عہدہ داروں کو لکھے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ فوجی نظام اور اطاعت میں خرابی واقع ہو گئی ہے ہر شخص خود سر ہو کر اپنی رائے سے کام کرتا ہے، میری بات سُنی نہیں جاتی ان کی اطاعت میں فرق پڑ گیا ہے جب تک کہ ایک سپہ سالار کے ذمہ تمام معاملات کی باگ نہیں ہو گی لڑائی میں کامیابی ممکن نہیں ہے تمام پڑاؤ میں صرف ایک شخص کا جھنڈا لہرائے اور کسی دوسرے عہدیدار کو اپنا نشان بلند کرنے کی اجازت نہ ہو اور اگر ہو تو اس کا اختیار سپہ سالار ہی کو رہے میں خود ان حالات میں استاذسیس کے مقابلہ پر جانے کے لئے تیار نہیں ہوں البتہ اگر مجھے کامل اختیار دیا جائے ابو عبیدہ سے میرا تعلق نہ رہے مجھے اجازت ہو کہ میں اپنے ہمراہی عہدیداروں کے نشان اتروا دوں اور اونکو میرے ہر حکم اور ہدایت کی تسلیم کے احکام جاری ہوں تب میں اس مہم پر جانے کے لیے

آمادہ ہوں۔ مہدی نے اس کی تمام باتیں منظور کرلیں۔ خازم اپنی چھاؤنی میں واپس آ گیا۔ اب اس نے باختیار خود کام کرنا شروع کیا ہر عہدیدار کو اپنی جمعیت پر خود بخود قیادت کا حق نہیں رہا جسے چاہا اسے برقرار رکھا جسے چاہا اس منصب سے علیحدہ کردیا ان فوجوں کو جو اس سے پہلے دشمن کے مقابلہ پر شکست یاب ہو چکی تھیں اس نے اپنے ساتھ ملا لیا مگر انکو بطور مدد زائد تعداد بڑھانے کے لیئے ساتھ لیا چونکہ انکے دل دشمن سے مرعوب تھے اس وجہ سے اس نے اس فوج کو اپنی فوج کے عقب میں متعین کیا آگے نہیں بڑھایا اس فوج کی تعداد بائیس ہزار تھی پھر خازم نے باقاعدہ فوج کے چھ ہزار آدمی منتخب کئے اور ان کو ان بارہ ہزار چیدہ جوانمردوں کے ساتھ شامل کیا جو پہلے سے اس کی قیادت میں تھے، بکار بن مسلم العقیلی بھی منتخب شدہ سرداروں میں تھا اب خازم نے جنگ کی تیاری شروع کی اور خندق بنائی، ھیثم بن شعبہ بن ظہیر کو میمنہ پر نہار بن حصین العبدی کو میسرہ پر متعین کیا۔ بکار بن مسلم العقیلی مقدمۃ الجیش پر تھا ترار خدا جو خراسان کے عجمی رؤسا کی اولاد میں تھا وہ ساقہ جیش پر متعین تھا۔ زبرقان اس کا لوا بردار اور اس کا مولیٰ تسدم اس کا علم بردار تھا۔ اب اس نے دشمن کے خلاف ایسی موثر جنگی نقل و حرکت شروع کی کہ اس نے انکو چکمہ دیکر کاٹ ڈالا یہ ساری جماعت پیدل تھی۔ اس کے بعد خازم ایک مقام پر جاکر فروکش ہو گیا وہاں اپنے گرد اس نے خندق بنالی اور تمام ضروریات اکٹھا کرکے اپنی ساری فوج خندق کے دور میں جمع کرلی اس کے چار دروازے بنائے ہر دروازے پر اپنی منتخب فوج متعین کی جس کی تعداد چار ہزار تھی بکار نے اپنے مقدمۃ الجیش کے سردار کے ماتحت مزید دو ہزار فوج کردی اس طرح اٹھارہ ہزار کا تکملہ ہو گیا، باغیوں کی اور جماعتیں آئیں ان کے پاس کدال، پھاوڑے اور ٹوکریاں تھیں یہ انکو لیکر خندق کو پر کرنے اور پھر مسلمانوں کے پڑاؤ میں در آنے کے لیے بڑھے یہ جماعت اس دروازے سے خندق پر بڑھی جس پر بکار بن مسلم متعین تھا۔ دشمنوں نے بکار پر ایسا شدید حملہ کیا کہ اس کی فوج اسکی تاب مقاومت نہ لاسکی اور ان کو پسپائی کے بغیر چارہ نہیں رہا یہ فوج شکست

(۳۵۶)

کھا کر پیچھے ہٹی اور ترک خندق کو عبور کرکے ان پر آپڑے، بکار یہ رنگ دیکھ کر خود تیر کی طرح اس خطرہ کے مقام پر آیا، خندق کے دروازے پر گھوڑے سے اتر پڑا اور اپنے خاص آدمیوں کو اوس نے للکارا کہ "کیا کر رہے ہو کیا میری ہی سمت سے ہو کر دشمن مسلمانوں پر غلبہ کرے گا" یہ سن کر اسکے خاندان اور علاقہ کے تقریباً پچاس آدمی پیادہ پا ہوگئے انھوں نے نہایت شجاعت سے اپنے دروازے کی حفاظت کی اور دشمن کو وہاں سے بے دخل کردیا۔ (۴۵۷)

جس دروازے پر خود خازم موجود تھا اس پر حریش الجستانی نام ایک شخص جو کہ اوستاوسیس کے ہمراہ اور اوسکے معاملات کا منصرم تھا حملہ آور ہوا۔ اسے اپنی سمت آتا دیکھ کر خازم نے ہیثم بن شعبہ صاحب میمنہ کو حکم بھیجا کہ تم اپنی فوج لیکر اپنے مقابل دروازے سے وہ راستہ ترک کرکے جو بکار کے دروازے کو جاتا ہے دوسرے راستے چلے جاؤ اس وقت دشمن بکار سے لڑائی اور میری طرف پیشقدمی کرنے میں منہمک ہے جب تم انکی جلد نظر سے دور چلے جاؤ اس وقت ایک دم مڑ کر اس کے عقب سے اس پر حملہ کرنا۔

اس وقت مسلمان ابو عون اور عمرو بن مسلم بن قتیبہ کے طخارستان سے ان کی مدد کے لیے آنے کے متوقع بھی تھے اس وجہ سے خازم نے بکار سے کہلا بھیجا کہ جب تم کو اپنی پشت پر سے ہیثم بن شعبہ کی بیرقیں بڑھتی ہوئی نظر آئیں تم خوشی میں نعرۂ تکبیر بلند کرنا اور کہنا کہ یہ اہل طخارستان ہماری مدد کے لیے آپہنچے۔ ہیثم کی فوج نے اسی ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ خود خازم قلب فوج کے ساتھ حریش الجستانی کے مقابلہ پر نکلا دونوں حریفوں نے تلواریں نیام سے نکالیں اور ایک دوسرے سے نہایت عزم وثبات کے ساتھ دست و گریباں ہوگئے وہ اسی طرح کچھ دیر تک لڑتے رہے اب ہیثم کی فوج اور جھنڈے ان کو بڑھتے ہوئے دکھائی دیے انکو دیکھ کر مسلمانوں نے ایک دوسرے کو سنانے کے لیے نعرہ لگایا کہ یہ دیکھو اہل طخارستان ہماری مدد کے لیئے آپہنچے حریش کی فوج نیز اون لوگوں کی جو بکار بن مسلم کے مقابل نبرد آزما تھے ان جھنڈوں پر نظر پڑی تھی کہ خازم نے دشمن پر

نہایت شدید حملہ کرکے انکو اپنے سامنے سے ہٹا دیا اتنے میں ہثیم کی فوج نے
عقب سے ان پر حملہ کر دیا اور نیزوں اور تیروں سے انکو سخت نقصان پہنچایا
نہار بن حصین اپنی فوج لیکر میسرہ کی سمت سے اور بکار بن مسلم اپنی سمت سے (۳۵۸)
اپنی فوج لیکر ان پر حملہ آور ہوئے اور انکو مار بھگایا ہزیمت کے بعد مسلمانوں
نے دل کھول کر قتل کرنا شروع کیا صرف اس معرکہ میں دشمن کے تقریباً ستر ہزار
آدمی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل اور چودہ ہزار مسلمانوں کے ہاتھوں میں اسیر
ہوگئے استاذ سیس نے جسکے ہمراہ بہت ہی تھوڑے آدمی رہ گئے تھے
بھاگ کر پہاڑ میں پناہ لی۔ اس جگہ ابو عون اور عمرو بن مسلم بن قتیبہ اپنی جمعیتوں
کے ساتھ خازم سے آملے۔ خازم نے انکو ایک سمت فرو کش کرا دیا اور کہا
کہ آپ دونوں یہیں پڑے رہیں جب ہمکو ضرورت ہوگی ہم آپ کو مدد کے لیے
بلالیں گے اس کے بعد خازم نے استاذ سیس اور اس کے ہمراہیوں کا
محاصرہ کرلیا آخر کار انھوں نے ابو عون کے فیصلہ پر ہتیار رکھدے چونکہ
سوائے اس شرط کے انھوں نے دوسری کسی شرط پر ہتیار رکھنے کے لیے
آمادگی ظاہر نہیں کی تھی اس وجہ سے مجبوراً خازم نے اسے منظور کرلیا اور ابو عون
کو حکم دیا کہ تم جاکر ان سے وعدہ کرلو کہ وہ تمھاری صوابدید پر ہتیار رکھدیں
ابو عون نے ان سے جاکر اپنی ذمہ داری کا اقرار کرلیا انھوں نے ہتیار
رکھدیئے اطاعت قبول کرنے کے بعد اس کے حکم سے استاذ سیس
اس کے بیٹوں اور اعزہ کے لوہے کی بیڑیاں ڈالدی گئیں اور دوسروں کو چھوڑ
دیا گیا، یہ تیس ہزار تھے خازم نے بھی ابو عون کے اس تصفیہ کو برقرار رکھا
اور ان کے ہر شخص کو دو دو پارچے دیئے اس نے اس فتح کی خوشخبری
اور دشمن کی تباہی کی اطلاع مہدی کو لکھ بھیجی۔ مہدی نے امیر المومنین منصور
کو اس کی اطلاع کی،

محمد بن عمر کہتا ہے کہ استاذ سیس اور حریش نے ۱۵۰ھ ہجری میں خروج
کیا اور ۱۵۱ھ ہجری میں استاذ سیس کو ہزیمت ہوئی۔

اس سال منصور نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کرکے

اس کی جگہ حسن بن زید بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کو والی مدینہ مقرر کیا۔
اس سال جعفر الاکبر بن ابی جعفر المنصور نے مدینۃ السلام میں وفات پائی۔ منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور وہ رات کے وقت قریش کی ہڈواڑ میں دفن کیا گیا۔

(۹۵۳) اس سال موسم گرما میں کوئی مہم جہاد کے لیے نہیں بھیجی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال صائفہ پر منصور نے اُسید کو سپہ سالار مقرر کیا تھا مگر وہ دشمن کی سرزمین پر اپنی فوج لیکر حملہ آور نہیں ہوا بلکہ مرج دابق میں پڑا رہا اس سال عبدالصمد بن علی بن عبداللہ ابن عباس عامل مکہ اور طائف کی امارت میں حج ہوا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سال ان مقامات کا عامل محمد بن ابراہیم بن محمد تھا، اور مدینہ کا والی حسن بن زید العلوی تھا۔ محمد بن سلیمان بن علی کوفہ کا والی تھا، عقبہ بن سلم بصرہ کا والی تھا، سوار بصرہ کے قاضی تھے، یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

سنہ ۱۵۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

اس سال قوم کرک نے بندرگاہ جدّہ پر براہ سمندر غارت گری کی، نیز اس سال عمر بن حفص بن عثمان بن ابی صفرہ سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر کے افریقیا کا والی مقرر کیا گیا اور اس کی جگہ سندھ پر ہشام بن عمرو التغلبی والی مقرر ہوا۔ اس عزل ونصب کے اسباب اور واقعات ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

عمر بن حفص کی سندھ سے علیحدگی اور ہشام بن عمرو کا تقرر

(۳۶۰) منصور نے عمر بن حفص الصفری ہزار مرد کو سندھ کا صوبہ دار مقرر کیا یہ مدینہ میں محمد بن عبداللہ اور بصرہ میں ابراہیم بن عبداللہ کے خروج تک اپنے فرائض بخوبی انجام دیتا رہا۔ محمد بن عبداللہ نے خروج کرنے کے بعد اپنے بیٹے عبداللہ

الاشتر کو چند زیدیوں کے ساتھ بصرہ بھیجا اور ہدایت کی کہ وہاں سے نہایت عمدہ تیز رو گھوڑے خرید کر عمرو بن حفص کے پاس سندھ چلے جاؤ اس شخص کے پاس بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ بھی منصور کے ان سپہ سالاروں میں تھا جنھوں نے محمد کے لیے بیعت کی تھی اور نیز اس لیے کہ یہ آل ابی طالب کی طرف رجحان قلبی رکھتا تھا۔

یہ جماعت ابراہیم بن عبداللہ کے پاس بصرہ آئی یہاں انھوں نے بہت سے اعلیٰ درجہ کے گھوڑے خریدے، سندھ میں عمدہ گھوڑوں کی نہایت قدر و قیمت تھی یہ بحری راستے سے سندھ آئے اور عمرو بن حفص کے پاس پہنچے اور بیان کیا کہ نخاس میں ہمارے پاس نہایت عمدہ گھوڑے ہیں، عمرو نے کہا کہ وہ گھوڑے میرے سامنے پیش کیے جائیں انھوں نے وہ گھوڑے اسکے سامنے پیش کئے۔ جب یہ لوگ عمرو کے قریب آگئے تو ان میں سے کسی نے کہا کہ مجھے اپنے پاس آنے دیجئے میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اس نے پاس بلا لیا اس شخص نے کہا کہ ہم آپ کے پاس ایسی شے لیکر آئے ہیں جو آپ کے لیے ان گھوڑوں سے بہتر ہے اور جس میں آپ کی دنیا اور دین دونوں کی بھلائی ہے آپ ہمیں ان دو شرطوں پر امان دیجئے ایک یہ یا تو جس غرض سے ہم آپ کے پاس آئے ہیں آپ اسے قبول فرمالیں اور یا اگر قبول نہ کریں تو آپ اس وقت اس معاملہ کو بالکل پوشیدہ رکھیں اور ہمیں کوئی اذیت اس کی وجہ سے نہ دیں ہم پھر خود ہی آپ کے علاقہ سے واپس چلے جائیں گے۔

عمرو نے اُن کو امان دی اُنھوں نے کہا کہ ہم گھوڑے لیکر آپ کے پاس نہیں آئے ہیں بلکہ یہ دیکھیئے رسول اللہ صلعم کے پوتے عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسنؓ آپ کے پاس موجود ہیں۔ ان کے والد نے ان کو آپ کے پاس بھیجا ہے انھوں نے مدینہ میں خروج کردیا ہے اور اپنی خلافت کی دعوت عام دیدی ہے اونکے بھائی ابراہیم نے بصرہ میں خروج کر کے اس پر قبضہ کرلیا ہے، عمرو نے اون کی دعوت پر خوشی خوشی لبیک کہا اور محمد کے لیے ان کی بیعت کرلی۔ عبداللہ بن محمد کے لیے حکم دیا کہ اسے ہمارا مہمان بنایا جائے چنانچہ وہ اسی کے پاس فروکش ہوگیا عمرو نے اپنے اہل خاندان اور خاص سرداروں اور اپنے

علاقہ کے سربرآوردہ لوگوں کو محمد کی بیعت کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کرلیا اور بیعت کرلی اب ان سب نے سفید جھنڈے اور نشانات اختیار کیے، سفید قبائیں اور سفید کلاہیں پہننا شروع کیں اور منبر پر پہننے کے لیے بھی سفید ہی لباس مہیا کرلیا ایک جمعرات کے دن اس نے اس سفید لباس کا اہتمام کیا۔

بدھ کے دن بصرہ سے ایک تباہ کن جنگی جہاز سندھ آیا اس میں عمر بن حفص کی بیوی خالیدہ بنت المعارک کا ملازم بہامبر عمر کے نام ایک خط لیکر آیا جس میں اسے محمد بن عبداللہ کے قتل کی اطلاع دی گئی تھی عمر نے عبداللہ بن محمد سے آکر یہ واقعہ بیان کیا اور اس کے باپ کی ہلاکت پر تعزیت کی اور کہا کہ میں نے آپ کے والد کے لیے بیعت کی تھی مگر اب ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آگیا، عبداللہ نے کہا میرا معاملہ اب شہرت پذیر ہوچکا ہے، میرا پتہ معلوم ہوگیا ہے اب میرے خون کی ذمہ داری تمھاری گردن پر ہے اب تم جیسا مناسب خیال کرو اپنے لیے راستہ اختیار کرو چاہے میری حفاظت کرو یا اس سے دست بردار ہو جاؤ۔ عمر نے کہا ایک بات میرے خیال میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں سندھ کا ایک بڑا زبردست رئیس ہے جس کا ملک وسیع اور جسکی رعایا کثیر ہے یہ باوجود شرک کے رسول اللہ صلعم کی حد درجہ تعظیم وتکریم کرتا ہے اور اپنے عہد کا پکا ہے میں اسے بلاکر تمھارے اور اس کے درمیان رشتہ مودت قائم کردیتا ہوں اور تم کو اس کے پاس بھیجدونگا تم وہیں رہنا اسکے ساتھ قیام کی حالت میں تم پر کسی کی دسترس نہیں ہوسکے گی۔

عبداللہ نے کہا جو آپ مناسب خیال کرتے ہوں اس پر عمل کیجئے عمر نے اپنی تجویز پر عمل کیا عبداللہ اس رئیس کے پاس چلا گیا اس نے اسکی بڑی تعظیم خاطرداری اور تواضع کی اور بہت سلوک کیا، اب زیدی رفتہ رفتہ اس کے پاس پہنچکر قیام پذیر ہونے لگے اس طرح چارسو اچھے ذی اثر مدبر بہادر اور علما اس کے پاس جمع ہوگئے عبداللہ اس جماعت کی معیت میں سیروشکار کے لیے شہزادوں کی طرح پورے تزک واحتشام کے ساتھ

سواری میں نکلتا تھا۔

جب محمد اور ابراہیم دونوں مارے گئے تو عبداللہ الاشتر کی اطلاع منصور کو ہوئی منصور نے اسے بڑی اہمیت دی اسے سخت غصہ آیا اس نے عمر بن حفص کو اپنی اطلاع لکھ بھیجی عمر نے اپنے تمام رشتہ داروں کو جمع کر کے منصور کا خط سنایا اور کہا کہ اگر میں اس واقعہ کا اقرار کرتا ہوں تو وہ فوراً مجھے معزول کر دیں گے اگر ان کے پاس جاؤں قتل کرا دیں گے اگر مقابلہ کروں تو وہ لڑ پڑینگے، اس کے خاندان کے ایک شخص نے کہا کہ تم اس واقعہ کی تمام ذمہ داری میرے سر ڈالدو اور اسی وقت اس کی اطلاع امیر المومنین کو لکھ بھیجو نیز فوراً تم مجھے گرفتار (۳۶۲) کر کے بیڑیاں پہنا دو اور قید کردو، وہ یقینی میری حاضری کا حکم دیں گے تم مجھے بھیجدینا میرا خیال ہے کہ سندھ میں جو قوت و دبدبہ تمکو حاصل ہے نیز بصرہ میں تمہارے خاندان کا جو اعزاز و اثر ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہ میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے، عمر نے کہا تمھارا خیال غلط ہے مجھے تمھارے متعلق اس کے بالکل برعکس معاملہ کا اندیشہ ہے وہ کہنے لگا اگر میں مارا گیا تو میں بخوشی اس کے لیے تیار ہوں کہ میری جان تم پر قربان ہو جائے اگر زندہ رہا تو یہ عطیہ خداوندی سمجھونگا، عمر نے اس کے قید کرنے کا حکم دیدیا وہ جیل میں ڈالدیا گیا پھر اس نے منصور کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی منصور نے اسکی حاضری کا حکم بھیجا جب یہ اس کے سامنے پیش ہوا انھوں نے اسے قتل کرا دیا۔

اس کے بعد وہ ایک طویل مدت تک غور کرتے رہے کہ کسے سندھ کا حاکم مقرر کریں کبھی کسی کا نام لیتے اور پھر خاموش ہو جاتے ایک دن سیر کے لیے جارہے تھے ہشام بن عمرو التغلبی ان کے ہمراہ تھا منصور جب تک اس روز سواری میں رہے اسے غور سے دیکھا کیے، اپنی فرودگاہ واپس آکر جب کپڑے اتار چکے تو ربیع نے آکر ہشام کی باریابی کی اجازت چاہی منصور نے کہا کہ ابھی وہ میرے ساتھ تھا ملنے کی ایسی کیا ضرورت پیش آئی، ربیع نے کہا اسے ایک نہایت اہم بات آپ سے عرض کرنا ہے، منصور ایک کرسی منگوا کر اس پر بیٹھ گئے اور

اب ہشام بن عمرو کو باریاب کیا، اس نے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ جب سواری سے میں اپنے مکان واپس گیا تو میری فلاں بہن بنت عمرو میرے سامنے آئی اس کے حسن وجمال ذہانت وفراست اور تقویٰ کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ تو امیر المومنین کے لائق ہے، اب میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ اسے آپ کے نذر کروں منصور دیر تک سر جھکائے بید سے زمین کھرچتے اور سوچتے رہے اور پھر کہا کہ اچھا اس وقت تو جاؤ جو فیصلہ ہوگا اس کے متعلق میرا حکم تمکو بعد میں ملجائے گا۔ اس کے جانے کے بعد منصور نے ربیع کو خطاب کر کے کہا اگر بنی تغلب کی ہجو میں جریر نے یہ شعر

لا تطلبن خؤولة فی تغلب فالزنج اکرم منهم اخوالا

(بنی تغلب میں کبھی اپنا ننھال مت بنانا کیونکہ ننھالی رشتہ داروں کی حیثیت میں زنگی ان سے کہیں اچھے ہیں) نہ کہا ہوتا تو میں ضرور اس کی بہن سے شادی کر لیتا۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر اس سے میری اولاد ہوئی تو اس شعر کی وجہ سے ان کو عار آئے گا اچھا تم خود جاؤ اور اس سے جا کر کہو کہ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اس رشتۂ مناکحت کے علاوہ اگر تم امیر المومنین سے کچھ اور چاہتے ہو تو بیان کرو امیر المومنین اس کے قبول کرنے میں دریغ نہ کریں گے اگر آیندہ خود مجھے اس رشتۂ مناکحت کی ضرورت ہوگی تو میں تمہاری تجویز کو قبول کرونگا، خدا تم کو اسکی جزائے خیر دے، میں اس بات کے عوض میں تمکو سندھ کا والی مقرر کرتا ہوں، (۳۶۲) تم اس رئیس سے مراسلت کرنا اگر وہ تمہاری اطاعت منظور کر لے اور عبداللہ بن محمد کو تمہارے حوالے کر دے تو بہتر ہے ورنہ تم اس کے خلاف جنگ کرنا۔

دوسری طرف منصور نے عمرو بن حفص کو افریقیا کا والی مقرر کر کے اسے اس کے متعلق حکم بھیجدیا، ہشام بن عمرو التغلبی نے سندھ آکر اپنے عہدے کا جائزہ لے لیا اور عمرو بن حفص بعید المسافت ممالک طے کر کے افریقیا پہنچ گیا۔ سندھ آکر ہشام کا جی نہ چاہا کہ وہ عبداللہ کو پکڑ لے مگر دکھاوے کے طور پر وہ اپنے مصاحبین سے کہتا رہا کہ میں اس رئیس سے اس معاملہ میں خط و کتابت کر رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ صلح و آشتی سے کام نکل جائے

اسی وجہ سے میں اپنی تحریر میں نرم لہجہ اختیار کرتا ہوں تاکہ جنگ کی نوبت نہ آنے پائے، ابو جعفر کو اس کے دیدہ و دانستہ تساہل کی مسلسل اطلاعیں ملیں انھوں اپنے خط میں اس معاملہ کے لیے بار بار اسے اصرار سے لکھا کہ اس پر جلد عمل کرو اسی اثنا میں سندھ کے ایک علاقہ میں کسی شخص نے شورش برپا کی ہشام نے اپنے بھائی سفنج کو باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا یہ اپنی فوج لیکر اوس سمت چلا، جس راستے سے یہ پیش قدمی کر رہا تھا وہ اوس رئیس کی سرحد سے بالکل ملحق واقع ہوا تھا، سفنج بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اسے ایک غبار بلند ہوتا ہوا نظر آیا اصل میں تو یہ غبار عبداللہ بن محمد کی سواری کا تھا مگر سفنج کو یہ خیال گذرا کہ یہ اس دشمن کا مقدمۃ الجیش ہے جس کے مقابلہ پر یہ جا رہا ہے اس خیال کی بنا پر دریافت حقیقت کے لیے اس نے اپنے طلائع روانہ کئے انھوں نے آکر بیان کیا کہ یہ وہ دشمن تو نہیں ہے جس کے مقابلہ کے لیے آپ جا رہے ہیں یہ عبداللہ بن محمد الاشتر العلوی سیر کے لیے دریائے سندھ کے کنارے کنارے جا رہا ہے، یہ سنتے ہی سفنج نے اس کی گرفتاری کے لئے اس سمت جانے کا ارادہ کر لیا اگرچہ اس کے مشیروں نے کہا بھی کہ یہ ابن رسول اللہ صلعم ہیں آپ خود جانتے ہیں کہ آپ کے بھائی نے عمداً ان سے کنارہ کشی کی تاکہ ان کے خون کا وبال اسے اپنے سر نہ لینا پڑے علاوہ بریں وہ آپ کے مقابلہ پر نہیں آئے ہیں بلکہ محض سیر و تفریح کے لیے نکلے ہیں اور آپ خود بھی انکے مقابلہ کے لیے نہیں آئے ہیں بلکہ دوسرے کے لیے آئے ہیں مناسب ہے کہ آپ ان سے اعراض کریں اور انکو نہ چھیڑیں مگر سفنج نے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا انکو پکڑ کر ان کی گرفتاری اور قتل کو منصور کی خدمت میں ذریعۂ تقرب و رسوخ بنا لے، لہٰذا میں خود ہی کیوں اس موقع سے فائدہ نہ اٹھاؤں، عبداللہ کے ہمراہ اس وقت دس آدمی تھے۔ سفنج انکی طرف بڑھا اس نے اپنے مشیروں کی مداہنت کی مذمت کی اور عبداللہ پر حملہ کر دیا۔ عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے بہادری سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا لڑے اور سب کے سب مارے گئے ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ بچا جو اس واقعہ کی جا کر اطلاع دیتا، چونکہ عبداللہ دوسرے

مقتولین میں خلط ملط پڑا ہوا تھا اس وجہ سے سفنج کو اس کا پتہ نہ چلا۔ مگر اس کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس خوف سے کہ اس کا سر کاٹ لیا جائے قتل کے بعد اس کے ساتھیوں نے اسے دریائے سندھ میں ڈالدیا۔

(۳۶۴) ہشام بن عمرو نے اس فتح کی اطلاع کے لیے منصور کی بارگاہ میں ایک عریضہ ارسال کیا اور اس میں یہ ظاہر کیا کہ میں خود ارادتاً اس کے مقابلہ پر گیا تھا منصور نے اپنے جواب میں اس کی اس کارروائی کو خوب سراہا اور ہدایت کی کہ اب تم اس رئیس کے خلاف جنگ کرو جس نے عبداللہ بن محمد کو پناہ دی تھی، اور یہ اس لیے کہ عبداللہ نے اس رئیس کے ہاں قیام کے زمانے میں چند لونڈیاں رکھی تھیں اون میں ایک کے ہاں محمد بن عبداللہ جو ابوالحسن محمد العلوی ابن الاشتر کے نام سے مشہور ہے پیدا ہوا تھا سفنج اس رئیس سے لڑا اس پر فتحیاب ہوا اس نے اس کی ریاست پر قبضہ کر لیا اور اس رئیس کو قتل کر دیا، اس نے عبداللہ بن محمد کی اُم ولد کو مع اوس کے فرزند کے منصور کی خدمت میں بھیجدیا منصور نے اپنے والی مدینہ کو اوس لڑکے کی صحت نسب لکھ بھیجی اور خود اس بچے کو بھی اس کے پاس بھیجدیا اور لکھا کہ تم آل ابی طالب کو جمع کر کے میرا یہ خط جو اس بچے کی صحت نسب کے متعلق ہے سنا دینا اور اسے اس کے اعزّا کے سپرد کر دینا۔

اس سال ماہ شوال میں منصور کا بیٹا مہدی خراسان سے انکے پاس آیا۔ مہدی کی ملاقات اور اس کے کامیاب واپس آنے پر منصور کو مبارکباد دینے کی غرض سے منصور کے تمام اعزا، شام، کوفہ، اور بصرہ وغیرہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے مہدی نے صلہ کے طور پر نقد، لباس، اور سواریاں انکو دیں منصور نے بھی ان کے ساتھ یہی سلوک کیا اور اون میں سے بعض کو مہدی کا مصاحب مقرر کیا اور انکا پانسو پانسو درہم منصب مقرر کر دیا اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کے لئے مدینۃ السلام کے مشرق میں رصافہ کی تعمیر شروع کی۔

رصافہ کی تعمیر

جب مہدی خراسان سے آیا تو منصور نے اوسکو جانب مشرق فرو کش کیا اور اس کے

(۳۶۵)

لیے رصافہ بنوایا، اس کی ایک فصیل اور خندق بنوائی میدان قائم کیا اور اس میں
باغ لگوایا نیز اوس کے لیے پانی جاری کرادیا چنانچہ پانی نہر مہدی سے رصافہ
پہنچتا تھا۔

اس واقعہ کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ جب راوندیہ جماعت نے
منصور کے حکم کے خلاف شور وشغب برپا کیا اور باب الذہب پر منصور سے ان کی
لڑائی ہوئی تو قثم بن العباس بن عبیداللہ بن العباس جوان دنوں بہت ضعیف العمر
ہو چکا تھا اور جس کی سب لوگ بہت عزت کرتے تھے منصور سے ملنے آیا منصور
نے اس سے کہا آپ نے دیکھا کہ یہ سپاہی کس طرح ہم پر شیر بن گئے، مجھے تو یہاں
تک اندیشہ ہوگیا تھا کہ اگر ان سب میں اتفاق رائے ہوگیا تو حکومت ہی ہمارے
ہاتھ سے نکل جائے گی اس معاملہ میں آپکا کیا مشورہ ہے، اس نے کہا ایک بات
میرے ذہن میں آئی ہے مگر وہ ایسی ہے کہ اگر میں آپ کے سامنے اس کا اظہار
کردوں تو سارا معاملہ خراب ہو جائے گا اور اگر آپ مجھے میری اپنی تجویز پر عمل
کرنے کی اجازت دیں تو میں اسے کر گزرونگا اس طرح آپ کی خلافت پائیدار
ومستحکم ہو جائے گی اور فوج پر آپ کا رعب وداب قائم رہے گا، منصور کہنے لگے
کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ میری خلافت کے عہد میں تم کوئی کام میرے علم کے
بغیر کر گزرو یہ ممکن نہیں، قثم نے کہا کیا اپنی حکومت کے بارے میں آپ کو میری
نیت پر کچھ شبہ ہے؟ اگر آپ کا ایسا خیال ہے تو آپ مشورہ ہی کیوں لیتے ہیں
اور اگر آپ مجھ پر کامل اعتماد رکھتے ہیں تو پھر آپ مجھے میری تجویز کو عمل میں لانے
کی اجازت دیں اور اس کے لیے مجھے اختیار کلی دیدیں، منصور نے کہا اچھا جو
تم نے سونچا ہے اسے بروئے کار لاؤ

اس ملاقات کے بعد قثم اپنے مکان آیا اپنے غلام کو بلا کر کہا کہ کل میرے
دربار میں جانے سے پیشتر تم امیر المومنین کے قصر میں جا بیٹھنا جب تم دیکھو کہ
میں وہاں آگیا ہوں اور اپنے ذی رتبہ ہمسروں میں پہنچ گیا ہوں تم آکر میرے
خچر کی باگ پکڑ کر مجھ سے ٹھہرنے کی درخواست کرنا اور اس کے لیے تم مجھے رسول اللہ
صلعم، عباس اور امیر المومنین کے حق کا واسطہ دیکر قسم دینا جب میں رک جاؤں اور

(۲۶۶ھ) تمھاری درخواست کو سنکر اس کا جواب دے دونگا اس کے بعد میں تمکو سخت جھڑکی دونگا اور برُا بھلا کہوں گا تم ان باتوں سے پریشان نہ ہو جانا اور پھر مجھ سے اپنی درخواست بیان کرنا اس وقت میں تم کو گالیاں دونگا اس سے بھی تم خائف نہ ہونا اور پھر اپنی بات پر اصرار کرنا اس وقت میں تم کو اپنے کوڑے سے مارونگا اسے بھی برداشت کرنا اور پھر پوچھنا کہ یمن اور مضر میں کون شریف تر ہے جب میں اس بات کا جواب دیدوں اس وقت تم میرے خچر کی باگ چھوڑ دینا اور پھر تم آزاد ہو۔

اس کے غلام نے دوسرے دن صبح یہی کیا کہ وہ امیر المومنین کے قصر میں اُسی جگہ جا بیٹھا، جہاں بیٹھنے کا اس کے آقا نے حکم دیا تھا جب قثم قصر آیا تو اس غلام نے اس کے ساتھ وہی کیا جسکی اسے ہدایت کردی گئی تھی پھر قثم نے پوچھا کیا کہنا چاہتے ہو اس نے کہا بتائے کہ قبیلۂ یمن اور مضر میں کون اشرف ہے؟ قثم نے کہا مضر وہ قبیلہ ہے جس میں رسول اللہ صلعم پیدا ہوئے اسی میں کلام اللہ نازل ہوا، اسی میں بیت اللہ واقع ہے اور ہمارے خلیفہ بھی بنی مضر سے ہیں، یہ جواب سنکر یمنی سرداروں نے بہت پیچ و تاب کھایا کہ اس نے ہمارے شرف کی کوئی بات بھی بیان نہیں کی بلکہ ایک یمنی سردار نے کہدیا کہ یہ بات غلط ہے کہ یمن میں کوئی خوبی یا شرف موجود ہی نہیں ہے پھر اس نے اپنے غلام سے کہا کہ تم اس بڈھے کے خچر کی باگ پکڑ کر اس کو سختی سے جھٹکا دیکر روکو اور جب تک کہ وہ اس معاملہ میں تمھارا اطمینان بخش جواب نہ دے اسے آگے نہ بڑھنے دو غلام نے اپنے آقا کے حکم کی بجا آوری میں اس زور سے اس کے خچر کو روکا کہ قریب تھا کہ وہ پچھلے پیروں بیٹھ جائے یہ گستاخی دیکھ کر مضری سردار سخت برہم ہوئے اور کہنے لگے غضب ہے کہ ہمارے شیخ کی ایسی توہین کیجائے ان میں سے ایک سردار نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ تو اس غلام کا (جس نے قثم کو روکا تھا) جاکر ہاتھ کاٹ دے، اس غلام نے جاکر یمنی کے غلام کا ہاتھ کاٹ دیا، اب کیا تھا اس واقعہ سے دونوں فریق ایک دوسرے سے متنفر ہوگئے، قثم نے اپنے خچر کی باگ موڑی اور ابو جعفر کے پاس چلا آیا، فوج میں افتراق پیدا ہوگیا کئی فرقے بنگئے، مضر کا ایک فرقہ، یمن کا ایک خراسانیوں کا ایک

اور بنی ربیعہ کا ایک فرقہ ہو گیا تھا، قثم نے ابو جعفر سے جا کر کہا کہ لیجئے میں نے آپ کی فوج میں پھوٹ ڈالدی ہے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے ہیں، اس طرح اب ہر فرقہ آپ کے خلاف کارروائی کرنے سے اس لیے ڈرتا رہے گا کہ آپ دوسری جماعت کی مدد سے اسے کچل دیں گے، اب صرف ایک بات اور باقی ہے منصور نے پوچھا وہ کیا، اس نے کہا کہ آپ اپنے بیٹے کو دریا کی دوسری سمت ایک قصر میں فروکش کر دیجئے اسے اور اس کے ساتھ اپنی فوج کا ایک حصہ اوس قصر میں منتقل کر دیجئے اس طرح آپ کے پاس دو علیحدہ شہر ہو جائینگے تاکہ اگر اس کنارے کے باشندے کبھی آپ کے خلاف سر اٹھائیں تو آپ دوسرے کنارے کے باشندوں سے ان کا مقابلہ کر سکیں اور اگر اس کے برعکس ہو تو اس کنارے والوں سے ان کا مقابلہ کریں، اگر کبھی بنی مضر آپ کے خلاف ہو جائیں تو آپ یمن، خراسانی اور ربیعہ کے ساتھ ان کا مقابلہ کریں اور جب یمن مخالف ہوں تو اپنے مطیع بنی مضر وغیرہ کی مدد سے آپ انکا مقابلہ کریں

منصور نے اس رائے کو قبول کر لیا اس پر عمل کرنے سے اس کی حکومت مستحکم و استوار ہو گئی اصل میں یہ وجہ ہوئی جس کے لیے منصور نے دجلہ کے شرقی ساحل اور رصافہ میں عمارتیں بنائیں اور فوجی سرداروں کو علیحدہ علیحدہ بسایا۔ منصور نے صالح صاحب المصلی کو جانب شرقی کی حد بندی تقسیم شوارع اور تعمیر کا متولی مقرر کیا جسطرح کہ ابو العباس الطوسی کو انھوں نے مغربی سمت کا مہتمم تعمیرات مقرر کیا تھا، باب الجسر، سوق یحیٰی، مسجد خضیر، رصافہ اور دجلہ کے کنارے زواریق کی سڑک پر اس کی قابل تعمیر زمینیں موجود ہیں یہ وہ زمین ہے جو محلوں اور احاطوں سے زاید بچ رہی تھی اور اسے اس نے اپنے لیے مانگ لیا تھا، صالح خراسان کا باشندہ تھا۔

(۳۶۰

اس سال منصور نے اپنے، اپنے بعد اپنے بیٹے محمد المہدی اور اسکے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے اپنے تمام خاندان سے بیعت کی تجدید کرائی۔ ایک جمعہ کو انھوں نے اس غرض سے دربار منعقد کیا تمام اہل خاندان کو دربار میں اذن دیا بیعت کے بعد ہر شخص منصور اور مہدی کے ہاتھ کو بھی بوسہ دیتا، مگر

عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ کو صرف چھو لیتا اور بوسہ نہیں دیتا۔

اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا، اس سال عقبہ بن سلم بصرہ پر اپنے بیٹے نافع بن عقبہ کو اپنا نائب مقرر کر کے بحرین آیا یہاں اس نے سلیمان بن حکیم العبدی کو قتل کر کے اہل بحرین کو لونڈی غلام بنا لیا۔ ان میں سے بعض لونڈی غلاموں اور کچھ جنگی قیدیوں کو اس نے ابوجعفر کے پاس بھیجدیا ابوجعفر نے ان میں سے بعض کو قتل کرا دیا اور بقیہ مہدی کو بخشدئے مہدی نے ان پر احسان کر کے انکو آزاد کر دیا اور ہر ایک کو مرو کے دو پارچے دئے، اس کے بعد عقبہ بن سلم بصرہ کی ولایت سے علیحدہ ہو گیا۔ (۳۶۸)

اسد بن المرزبان کی جاریہ افریک بیان کرتی ہے کہ اس قتل عام کے بعد منصور نے تحقیق حال کے لیے اسد بن المرزبان کو سلم بن عقبہ کے پاس بحرین بھیجا تاکہ اس کے اعمال واحکام کی جانچ پڑتال کرے، سلم نے خوشامد درآمد سے اسے اپنا ہمدرد بنا لیا اسد نے اس سے کوئی جواب طلب نہیں کیا بلکہ اس کے اعمال کی پردہ پوشی کی، منصور کو اس کی اطلاع ہوئی نیز انھیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اسد نے اس معاملہ میں رشوت لی ہے انھوں نے ابوسوید الخراسانی کو جو اسد کا گہرا دوست اور رشتے کا بھائی تھا اسد کے پاس بھیجا، جب یہ ڈاک کے ذریعہ آتا ہوا دکھائی دیا تو اسد بہت خوش ہوا اگرچہ یہ عقبہ کے پڑاؤ کی ایک سمت فروکش تھا مگر وہ عرصہ تک اس کی ملاقات ہی کے لیے نہیں گیا اور کہنے لگا کہ کیا ہے وہ میرا دوست ہے خود ابوسوید اس کے پاس پہنچا، اسد مستعدی سے اس کے استقبال کے لیے اٹھنے لگا مگر ابوسوید نے کہا آپ بیٹھے رہیئے اسد بیٹھ گیا ابوسوید نے اس سے پوچھا جو حکم میں دونگا تم اسے بلاحجت مان لوگے اس نے کہا جی ہاں، ابوسوید نے کہا ہاتھ پھیلاؤ اس نے ہاتھ پھیلا دیا ابوسوید نے ایک ہی وار میں اسے قطع کر دیا، پھر اس نے پاؤں آگے کیا، پھر دوسرا ہاتھ اور پھر دوسرا پاؤں اسی طرح جب اس نے باری باری سے چاروں ہاتھ پاؤں قطع کر دیئے تو اب کہا کہ گردن آگے کرو اس نے گردن بڑھادی ابوسوید

نے گردن اڑا دی ۔ افریک کہتی ہے کہ میں نے اس کا سر لیکر اپنی گود میں رکھ لیا ابوسوید نے وہ مجھ سے چھین کر منصور کے پاس بھیجدیا اسد کے مرنے کے بعد اپنے مرنے تک، افریک نے گوشت نہیں کھایا ۔

واقدی کہتا ہے کہ اس سال ابوجعفر نے معن بن زائدہ کو سجستان کا والی مقرر کیا،

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا، محمد بن ابراہیم مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ حسن بن زید مدینہ کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان بن علی کوفہ کا والی تھا۔ جابر بن توبۃ الکلابی بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے۔ یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

(۳۶۹)

سنہ ۱۵۲ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اس سال خارجیوں نے بست سجستان میں معن بن زائدہ کو قتل کر دیا۔ اس سال حمید بن قحطبہ نے جسے منصور نے سنہ ۱۵۲ ہجری میں خراسان کا والی مقرر کیا تھا۔ کابل پر جہاد کیا۔ عبدالوہاب بن ابراہیم کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے روانہ ہوئی مگر یہ فوج درہ سے آگے نہ بڑھی ۔ یہ بھی بیان کیا گیا کہ اس سال موسم گرما کی مہم محمد بن ابراہیم کی قیادت میں جہاد کے لئے گئی تھی

منصور نے جابر بن توبہ کو بصرہ کی ولایت سے برطرف کرکے اس کی جگہ یزید بن منصور کو مقرر کیا،

اس سال ابوجعفر نے ہاشم بن الاشتاخنج کو جس نے افریقیہ میں سرکشی و نافرمانی کی تھی قتل کیا یہ اور خالد المروذی کا بیٹا گرفتار کرکے منصور کی خدمت میں لائے گئے منصور نے قادسیہ میں مکہ جاتے ہوئے ابن الاشتاخنج کو قتل کر دیا۔

اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا۔ یہ ماہ رمضان میں حج کے ارادے سے مدینۃ السلام سے روانہ ہوئے مگر ان کی روانگی کی اطلاع محمد بن سلیمان حاکم

کوفہ اور عیسیٰ بن موسیٰ وغیرہ دوسرے عائد کوفہ کو اس وقت تک نہ ہو سکی جب تک کہ منصور خود کوفہ کے قریب نہ آ گئے

اس سال یزید بن حاتم مصر کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور محمد بن سعید مصر کا والی مقرر کیا گیا، بصرہ کے علاوہ اور تمام ممالک کے صوبہ دار وہی تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے البتہ بصرہ کا والی یزید بن منصور تھا، نیز مصر کا والی بھی اس سال یزید بن حاتم کے بجائے محمد بن سعید تھا۔

(۳۷۰)

سنہ ۱۵۳ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

منصور حج سے فارغ ہو کر مکے سے بصرہ واپس آئے، یہاں انھوں نے قوم کرک سے جنگ کرنے کے لیے بحری بیڑہ تیار کر کے ان کے مقابل بھیجا، کرک نے جدہ پر غارت گری کی تھی، جب منصور اس سال بصرہ آئے انھوں نے کرک سے لڑنے کے لیے ایک فوج تیار کی، اس مرتبہ جو ان کے بصرہ آنے کا آخری موقع تھا وہ بڑے پل پر فروکش ہوئے تھے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آخری مرتبہ وہ سنہ ۱۵۱ ہجری میں بصرہ آئے تھے سب سے پہلے وہ سنہ ۱۴۵ ہجری میں بصرہ آئے تھے وہاں انھوں نے چالیس دن قیام کیا ایک قصر تعمیر کیا اور پھر مدینۃ السلام واپس آ گئے،

ابو ایوب الموریانی پر منصور کا غضب نازل ہوا انھوں نے اسے اسکے بھائی اور بھتیجوں سعید، مسعود، مخلد اور محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور باز پرس کی ان کے مکانات مندر بنے ہوئے تھے اس کے غضب کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابان بن صدقہ ابو ایوب کے کاتب نے منصور سے اس کی شکایت کر دی تھی۔

عمر بن حفص بن عثمان بن ابی صفرہ افریقیا میں ابو حاتم الاباضی، ابو عاد اور اسکے تابع بربروں کے ہاتھ جن کی تعداد تین لاکھ پچاس ہزار بیان کیجاتی ہے

جن میں ترپن ہزار صرف سوار تھے قتل ہوا، اس باغی جماعت کے ساتھ ابوقرۃ الصفری بھی چالیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ شریک کارزار تھا اس معرکہ سے پہلے چالیس دن تک اسے خلیفہ کہکر سلام کیا جاتا رہا۔ (۳۷۱)

منصور کا مولیٰ عباد، ہرثمہ بن اعین اور یوسف بن علوان خراسان سے پابزنجیر بارگاہ خلافت میں لائے گئے ان پر عیسیٰ بن موسیٰ کی جانب داری کا اتہام تھا۔

منصور نے لوگوں کو بہت ہی طول طویل ٹوپیاں پہننے کا حکم دیا یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ ان کا طول نمایاں کرنے کے لیے لوگ ٹوپیوں کے اندر سرکنڈے رکھ لیتے تھے، اس پر ابودلامہ نے یہ شعر کہے،

وکنا نرجی من امام زیادۃ ۔۔۔ فزاد الامام المصطفیٰ فی القلانس

تراھا علی ھام الرجال کانھا ۔۔۔ دنان یھود جللت بالبرانس

(ترجمہ) ہم امام سے اضافہ کے متوقع تھے ہمارے برگزیدہ امام نے ٹوپیوں میں زیادتی کردی اب وہ ٹوپیاں اس قدر طویل ہوگئی ہیں کہ لوگوں کے سروں پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کے شراب کے مٹکے ہیں جن کے اوپر برنس منڈھا ہے،

عبید بن بنت ابی لیلیٰ قاضی کوفہ کا انتقال ہوا ان کی جگہ شریک بن عبداللہ النخعی کوفہ کے قاضی مقرر کیے گئے، معیوف بن یحییٰ الحجوری کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی اس سردار نے ایک رومی قلعہ پر اہل قلعہ کی بےخبری میں جبکہ وہ سوتے پڑے تھے نقب خون مارا اور جتنے جنگجو اس میں تھے ان سب کو قید کرلیا یہاں سے وہ لاذقیہ محترقہ آیا اسے بھی اس نے فتح کیا اور یہاں سے اسے بالغ مردوں کے علاوہ چھ ہزار لونڈی غلام ملے

منصور نے بکار بن مسلم العقیلی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا۔

محمد بن ابی جعفر المہدی کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن ابراہیم مکہ اور طائف کا عامل تھا، حسن بن زید بن حسن مدینہ کا والی ۔ محمد بن سلیمان کوفہ کا، یزید بن منصور بصرہ کا والی تھا، سوار قاضی بصرہ تھے، محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔ واقدی کے بیان کے مطابق یزید بن منصور اس سال ابوجعفر کی جانب سے یمن کا والی تھا،

(۳۷۲)

۱۵۴ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

منصور شام ہوتے ہوئے بیت المقدس آئے انھوں نے یزید بن حاتم کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ ان خارجیوں کی سرزنش کے لیے روانہ کیا جنھوں نے افریقیا میں اودھم مچا رکھا تھا اور وہ انکے عامل عمر بن حفص کو قتل کر چکے تھے، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس فوج پر انھوں نے چھ کروڑ تیس لاکھ درہم خرچ کیے اس سال منصور نے شہر رافقہ بنانے کا ارادہ کیا، اہل رقہ نے اس کی مزاحمت کی بلکہ لڑنے کے لیے تیار ہوئے، کہتے تھے کہ اس جدید شہر کے بس جانے سے ہمارے بازار اور دکانیں خالی ہو جائیں گی، ذریعۂ معاش جاتا رہے گا ہمیں اپنے موجودہ گھروں میں رہنا دشوار ہوگا، ان کی ضد کی وجہ سے منصور بھی ان سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے انھوں نے ایک راہب کو جو وہاں کی خانقاہ میں رہتا تھا بلایا اور پوچھا کیا تمکو اپنے آثار میں کوئی ایسی خبر ملی ہے کہ یہاں کوئی شخص شہر آباد کرے گا اس نے کہا جی ہاں مجھے روایتاً یہ خبر ملی ہے کہ مقلاص نام ایک شخص یہاں شہر آباد کرے گا منصور نے کہا تو ٹھیک ہے بخدا میں مقلاص ہوں،

محمد بن عمر نے بیان کیا ہے کہ اس سال مسجد حرام میں بجلی گری جس سے پانچ آدمی ہلاک ہو گئے۔

ابو ایوب الموریانی اور اس کا بھائی خالد ہلاک ہو گئے منصور نے ابو العباس الطوسی کے حاجب موسیٰ بن دینار کو ابو ایوب کے بھتیجوں کے ہاتھ پاؤں قطع کرکے ان کو قتل کر دینے کا حکم دیا اور مہدی کے نام اس کے متعلق باضابطہ حکم لکھ بھیجا، موسیٰ نے اس حکم کی حسب فرمان بجا آوری کر دی۔

منصور نے اس سال عبد الملک بن ظبیان النمیری کو بصرہ کا والی بنایا، زفر بن عاصم الہلالی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی۔ زفر بڑھتا ہوا فرات تک جا پہنچا۔ اس سال محمد بن ابراہیم کی امارت میں جو ابو جعفر کی طرف سے

مکہ وطائف کا عامل تھا حج ہوا۔ حسن بن زید مدینہ کا۔ محمد بن سلیمان کوفہ کا۔ اور عبدالملک (۳۷۳)
بن ایوب بن ظبیان بصرہ کا والی تھا، سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے ہشام
بن عمرو سندھ کا والی تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

۱۵۵ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

یزید بن حاتم نے افریقیا فتح کر لیا۔ اس نے ابو عاد۔ ابو حاتم اور اسکے تابعین کو قتل
کر کے تمام بلاد مغرب میں پھر امن و امان قائم کر دیا وہ قیروان آگیا۔

منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رافقہ کی تعمیر کے لیے رقہ بھیجا۔ مہدی
نے اس شہر کو بالکل بغداد کی ترکیب و ترتیب پر آباد کیا۔ جتنے دروازے محلے، چوک
اور سڑکیں بغداد میں تھیں اتنی ہی یہاں قائم کیں، فصیل اور خندق بھی بنائی
اس کام کو ختم کر کے وہ اپنے شہر (رصافہ) واپس آگیا۔

محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس سال منصور نے کوفہ اور بصرہ میں
خندق بنائی فصیل قائم کی اور ان کی لاگت باشندوں کی مالگذاری سے وصول کی۔

اس سال انھوں نے عبدالملک بن ایوب بن ظبیان کو بصرہ کی ولایت
سے علیحدہ کر کے اس کے بجائے ہیثم بن معاویۃ العتکی کو والی مقرر کیا سعید بن
دعلج کو اس کا مددگار مقرر کر کے اس کے ساتھ کیا اور اسے حکم دیا کہ شہر کے (۳۷۴)
گرد ایک مکمل فصیل اور خندق اہل شہر کے خرچ سے بنائے، ہیثم نے اس حکم
کی بجا آوری کی۔

جب منصور نے کوفہ کی فصیل بنانے اور خندق کے کھودنے کا حکم دیا
تو اس کام کے لیے انھوں نے ہر باشندے پر پانچ درہم عائد کئے اس قلیل
رقم کے واجب الادا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح پہلے تمام باشندگان شہر
کی اصلی تعداد معلوم ہو جائے چنانچہ جب پوری آبادی کا شمار ہو گیا تو انھوں نے
فی کس چالیس درہم وصول کرنے کا حکم دیا۔ یہ رقم وصول کر لی گئی اور اسی کو فصیل

اور خندق کی تعمیر میں صرف کیا گیا، اس رقم کی تحصیل پر اہل کوفہ کے ایک شاعر نے یہ شعر کہے۔

یالقومی مالقینا من امیر المومنینا
قسم الخمسة فینا وجبانا الاربعینا

امیر المومنین نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا کہ پہلے تو ہم پر پانچ پانچ درہم عاید کئے اور پھر چالیس چالیس وصول کئے۔

قیصر روم نے جزیہ ادا کرنے کی شرط کو منظور کر کے منصور سے صلح کی درخواست کی، یزید بن اسید السلمی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی۔ اس سال منصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ کی ولایت سے برطرف کر دیا اسپر ایک کثیر رقم جرمانہ کی، اس پر سخت عتاب کیا اور قید کر دیا

اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یزید بن اسید کے بعد منصور نے عباس بن محمد کو جزیرہ کا والی مقرر کیا پھر کسی وجہ سے اس سے ناراض ہو گئے وہ خفگی بدستور چلی آرہی تھی کہ منصور علی بن عبداللہ بن عباس کے بیٹوں میں سے اپنے کسی چچا پر جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اسمٰعیل بن علی ہے یا کوئی دوسرا ناراض ہوئے اس موقع پر اس کے تمام اعزا اور اقربا جن میں اسکے تمام چچا اور ان کی عورتیں بھی شامل تھیں اس کی سفارش کے لیئے منصور کے پیچھے پڑگئے ہر وقت کہتے کہتے انھیں اتنا تنگ کر دیا کہ انھوں نے اسے معاف کر دیا اور وہ اس سے خوش ہو گئے اس موقع پر عیسیٰ بن موسیٰ نے منصور سے کہا دیکھیئے باوجودیکہ آپ کا احسان واکرام سب کے لیے برابر فیض رساں ہے مگر پھر بھی علی بن عبداللہ کی اولاد ہم سے حسد کرنے لگی ہے آپ کو اسماعیل بن علی پر خفا ہوئے کچھ ہی دن گزرے تھے کہ انھوں نے اس کی سفارش کر کر کے آپ کو تنگ کر دیا عباس بن محمد پر آپ اتنی مدت دراز سے ناراض ہیں مگر اس کے بارے میں میں نے ان میں سے کسی کو آپ سے کچھ کہتے نہ دیکھا نہ سنا یہ سنکر منصور نے عباس کو بلا بھیجا اور اس کی خطا معاف کر دی۔ (۳۷۵)

جب عباس نے یزید بن اسید کو جزیرہ کی ولایت سے علیحدہ کیا تھا

تو اس عزل میں اس نے یزید کی توہین کی تھی یزید نے ابوجعفر سے اسکی شکایت کی انھوں نے اوس سے کہا کہ تم میرے احسان اور اس کی توہین کا موازنہ کر لو تو تم کو شکایت کی کوئی وجہ باقی نہ رہے گی، اس کے جواب میں یزید نے کہا امیر المومنین خطا معاف ہو اگر آپ کا احسان آپ کی کسی بدی کے کفارے میں ہے تو اب ہم آپ کی جو اطاعت و فرماں برداری کرتے ہیں یہ گویا ہماری طرف سے آپ پر احسان مزید ہے۔

اس سال منصور نے موسیٰ بن کعب کو جزیرہ کا والی عام مقرر کیا جس کے ماتحت تمام ملکی اور جنگی شعبے تھے، بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال منصور نے محمد بن سلیمان بن علی کو کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ مسیب بن زہیر کے بھائی عمرو بن زہیر کو مقرر کیا، مگر عمرو بن شبہ کہتا ہے کہ منصور نے محمد بن سلیمان کو کوفہ کی ولایت سے ۱۵۳ھ ہجری میں علیحدہ کر دیا تھا مگر مسیب بن زہیر کے بھائی عمرو بن زہیر الضبی کو انھوں نے اس ۱۵۵ھ ہجری میں کوفہ کا والی مقرر کیا، اسی نے کوفہ میں خندق بنائی۔

محمد بن سلیمان بن علی کی کوفہ سے علٰحدگی

بیان کیا گیا ہے کہ اس کے عہد ولایت میں عبدالکریم ابن ابی العوجا معن بن زائدہ کا ماموں اس کے پاس پیش کیا گیا اس نے اسے قید کر دیا اس کے سفارش کرنے والوں کی ایک بڑی جماعت مدینۃ السلام آئی انھوں نے ابوجعفر پر اسقدر اثر ڈالا کہ آخر کار انھوں نے محمد کو لکھ بھیجا کہ میرے حکم ثانی تک تم اس کے ساتھ کوئی بُرا سلوک نہ کرنا، ابن ابی العوجا نے ابوالجبار سے جس نے اپنی ساری عمر ابوجعفر محمد اور انکے بعد ان کے بیٹوں کے پاس بسر کی کہا کہ اگر امیر مجھے تین دن کی مہلت دیدیں تو میں انکو ایک لاکھ درہم دونگا اور تمکو اس قدر دونگا ابوالجبار نے اس بات کا ذکر محمد سے کیا اس نے کہا اچھا ہوا کہ تم نے مجھے اسکو یاد دلا دیا میں اسے بھول گیا تھا جب میں جمعہ کی نماز سے واپس آؤں تب تم مجھے یہ بات یاد دلا دینا

(۳۷۶)

چنانچہ جب محمد جمعہ سے فارغ ہوکر پلٹا ابو الجبار نے ابن ابی العوجا کا تذکرہ کیا محمد نے فوراً اسے بلایا اور اس کے قتل کا حکم دیدیا جب اسے یقین آگیا کہ اب تو میں مارا ہی جاؤنگا کہنے لگا کہ اگر تم مجھے قتل کرتے ہو تو تم جانو میں نے چار ہزار حدیثیں وضع کردی ہیں جس میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بتایا ہے، جس دن روزہ رکھنا چاہیے اوس روز میں نے کھانے کی اجازت دی ہے اور جس دن افطار کرنا چاہیے اس روز روزہ رکھوایا ہے، محمد نے اس کی ایک نہ سُنی اور قتل کرا دیا۔

اوس کے قتل کرا دینے کے بعد اب منصور کا خط محمد کے نام آیا جس میں اوسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ ابن ابی العوجا کے بارے میں کوئی کارروائی نہ کرے اور اور اگر وہ اس ہدایت کی خلاف ورزی کرے گا تو اسے اس کا خمیازہ اوٹھانا پڑیگا خط پڑھکر محمد نے ابو جعفر کے پیامبر سے کہا یہ اس کا سر ہے اور یہ اسکا بدن کناسہ میں مصلوب حالتیں موجود ہے اب میں کیا کر سکتا ہوں جو بات تم کو معلوم ہوچکی ہے یہی امیر المومنین سے جاکر بیان کردو،

جب پیامبر نے اس کا پیام ابو جعفر کو پہنچا دیا وہ محمد پر سخت برہم ہوئے اسی وقت اس کی معزولی کا فرمان لکھدیا اور کہنے لگے بخدا میرا ارادہ ہے کہ اسس پاداش میں میں اسے قید کردوں، پھر عیسیٰ بن موسیٰ کو اپنے پاس بلاکر شکایت کی کہ میں نے محض تمہارے مشورہ کی بنا پر اس ناتجربہ کار کم عمر جاہل کو اتنا بڑا منصب دیدیا تھا اوسی کا خمیازہ مجھے بھگتنا پڑا ہے اسے کچھ معلوم نہیں کہ اس کے اس فعل کا اثر کیا ہوگا وہ ایک شخص کو بغیر میری رائے لیے ہوئے قتل کردیتا ہے اور میرے حکم کا انتظار تک نہیں کرتا۔ میں نے اس کی برطرفی کا فرمان لکھدیا ہے اور خدا کی قسم دیکھو میں اسے اسکی کیسی سخت سزا دیتا ہوں کہ وہ بھی یاد رکھے، عیسیٰ بن موسیٰ اس خشم آگیں کلام کو خاموشی سے سنتا رہا جب انکا غصہ ذرا کم ہوا اس نے عرض کیا کہ اجناب والا محمد نے اس شخص کو زندقہ کے الزام میں قتل کیا ہے اگر نتائج سے اس کا قتل ٹھیک ثابت ہوا تو اس کا فائدہ آپ کو ہوگا۔ اور اگر یہ فعل غلط ثابت ہوا تو اس کا خمیازہ محمد کو بھگتنا پڑے گا، امیر المومنین

(۳۷۷)

اگر محض اس فعل کی پاداش میں آپ اسے معزول کرتے ہیں تو یہ بڑی غلطی ہے اس سے اس کی نیک نامی اور شہرت زبان زد خاص و عام ہوگی۔ اور آپ بدنام ہو جائینگے، یہ سن کر منصور نے اس کی برطرفی کا فرمان چاک کرادیا اور محمد کو بدستور اپنی خدمت پر بحال رکھا۔

بعض ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ مساور بن سوار الجرمی کوتوال نے منصور سے محمد کی ایک خاص اخلاقی لغزش کی شکایت کردی اور اس کی وجہ سے انھوں نے محمد کو کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کردیا۔ یہ مساور بڑا ذی اثر و نفوذ تھا جس سے سب ڈرتے تھے اسی کے بارے میں حماد نے یہ شعر کہا ہے۔

نحسبك من عجيب الدهر انى　　اخاف واتقى سلطان جوم

(ترجمہ) زمانے کے عجائب میں سے یہ بات ہے کہ میں مساور کے اقتدار واثر سے ڈرتا ہوں،

نیز اسی سال منصور نے حسن بن زید کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کرکے اسکی جگہ عبدالصمد بن علی کو مقرر کردیا۔ فلیح بن سلیمان کو بھی اس کا مشرف مقرر کرکے اسکے ہمراہ مدینہ میں متعین کردیا۔

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد مکہ اور طائف کا والی تھا، عمرو بن زہیر کوفہ کا ہثیم بن معاویہ بصرہ کا، یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

سنہ ۱۵۶ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اس سال ابراہیم بن عبداللہ کا عامل فارس عمرو بن شداد ابوجعفر کے عامل بصرہ ہثیم بن معاویہ کے ہاتھ آگیا اوسے بصرہ میں قتل کرکے سولی پر لٹکا دیا گیا، اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عمرو بن شداد کا قتل

عمرو بن شداد نے اپنے ایک خادم کو مارا اس نے عامل بصرہ ابن دعلج یا ہثیم بن

(۴۷۸) معاویہ سے آکر اس کا پتہ بتا دیا عامل بصرہ نے اسے گرفتار کرکے قتل کردیا اور مربد میں اس مقام پر جہاں اب اسحٰق بن سلیمان کا مکان واقع ہے سولی پر لٹکا دیا۔ یہ عمرو بن شداد بنی جمح کا مولی تھا،

بعض راویوں نے اس واقعہ کے متعلق یہ بات بیان کی ہے کہ ہیثم بن معاویہ نے اوسے پکڑ لیا اب وہ اوسے لیکر مدینۃ السلام کے ارادے سے روانہ ہوا اثنائے راہ میں یہ اپنے ایک قصر میں جو نہر معقل پہ واقع تھا اگر فروکش ہوا وہاں اس کے پاس ڈاک کا ہرکارہ آیا جو ابو جعفر کی طرف سے ہیثم بن معاویہ کے نام خط لیے جا رہا تھا اور اس خط میں ہیثم کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ عمرو بن شداد کو اوس کے حوالے کر دے، ہیثم نے عمرو کو اوس کے حوالے کر دیا یہ اوسے بصرہ لے آیا اور چوک کی سمت میں ایک مقام پر لاکر خلوت میں اس سے کچھ باتیں دریافت کرنے لگا مگر اس نے کوئی کام کی بات ظاہر نہیں کی سرکاری ہرکارے نے اس کے دونوں ہاتھ پاؤں قطع کرا کے گردن مار دی اور پھر مربد میں اس کے لاش کو سولی پر لٹکا دیا۔

اس سال منصور نے ہیثم بن معاویہ کو بصرہ اور اوس کے توابع کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور سوار بن عبداللہ القاضی کو بصرہ کا صدر الصدور مقرر کر دیا اس طرح قضاۃ اور صدارت دونوں اسکے تفویض کر دی گئیں، نیز منصور نے سعید بن دعلج کو بصرہ کا کوتوال اور عامل مقرر کیا،

اس سال ہیثم بن معاویہ نے دفعۃً مدینۃ السلام میں بصرہ کی ولایت سے معزول ہونے کے بعد انتقال کیا انتقال کے وقت وہ اپنی ایک جاریہ سے مجامعت کر رہا تھا۔ منصور نے اوسکی نماز جنازہ پڑھی، یہ بنی ہاشم کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔

زفر بن عاصم الہلالی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا، عباس بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا، اس سال مکہ کا عامل محمد بن ابراہیم تھا مگر وہ خود تو مدینۃ السلام میں مقیم تھا اور اس کا بیٹا ابراہیم بن محمد مکہ میں اس کا نائب تھا مکہ کے ساتھ طائف بھی اس کے تحت تھا، عمرو بن زہیر کوفہ کا والی تھا، بصرہ کا

کوتوال، ناظم کوتوالی اور بصرہ کی عرب نو آبادی کے صدقات کا محصل سعید بن دعلج تھا۔ سوار بن عبداللہ القاضی بصرہ کے صدر الصدور اور قاضی تھے۔
عمارہ بن حمزہ اضلاع دجلہ، اہواز اور فارس کا والی تھا۔ ہشام بن عمرو کرمان اور سندھ کا والی تھا، یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

(۳۷۹)

۱۵۷ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

منصور نے دجلہ کے کنارے اپنا قصر خلد بنایا انھوں نے اسکی تعمیر کی نگرانی اپنے مولی الربیع اور ابان بن صدقہ کے سپرد کی،
اس سال یحییٰ ابوزکریا المحتسب قتل کردیا گیا اس کے قتل کی وجہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔ نیز اس سال منصور نے تمام بازار مدینۃ السلام سے باب الکرخ میں منتقل کردئے۔ اس تبدیلی کی وجہ بھی ہم پہلے بیان کرچکے ہیں، منصور نے جعفر بن سلیمان کو بحرین کا والی مقرر کیا ابھی اس نے اپنے منصب کا جائزہ بھی نہیں لیا تھا کہ منصور نے سعید بن دعلج کو اس کی جگہ مقرر کردیا۔ سعید نے اپنے بیٹے تمیم کو بحرین بھیجدیا۔ اس سال منصور نے اپنی تمام فوج کا پوری طرح مسلح حالت میں معائنہ کیا، سالہ بھی معائنہ میں شریک تھا، معائنہ کے لئے انھوں نے دریائے دجلہ کے کنارے مقام قطربل کے ورے ایک بیٹھک بنائی تھی۔ نیز اس روز کے لئے انھوں نے اپنے تمام اعزا، اقربا۔ مصاحبین اور دوستوں کو باقاعدہ پورا فوجی لباس پہننے اور اسلحہ لگاکر آنے کا حکم دیا تھا اور خود بھی انھوں نے زرہ پہنی، کلاہ کے اوپر ایک سیاہ مصری خود پہنا جس سے گردن ڈھکی ہوئی تھی۔

(۳۸۰)

عامر بن اسماعیل المسلی نے مدینۃ السلام میں انتقال کیا، منصور نے اسکی نماز جنازہ پڑھی اور یہ بنی ہاشم کی ہڑواڑ میں سپرد خاک کیا گیا۔ سوار بن عبداللہ نے انتقال کیا ابن دعلج نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، منصور نے انکی جگہ عبیداللہ

بن الحسن بن الحصین العنبری کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔ اس سال منصور نے باب الشعیر کے پاس دجلہ پر ایک پل بنوایا۔ ربیع حاجب کے حکم سے حمید بن قاسم الصیرفی کی نگرانی میں اس کی تعمیر پایۂ تکمیل کو پہنچی، محمد بن سعید الکاتب مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اس کی جگہ ابو جعفر المنصور کا مولیٰ مطر مصر کا والی مقرر ہوا، معبد بن الخلیل سندھ کا والی مقرر کیا گیا اور ہشام بن عمرو سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا معبد ان دنوں خراسان میں تھا یہیں اسے فرمان تقرر موصول ہوا، یزید بن اسید السلمی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا اس نے بطال کے مولیٰ سنان کو بعض قلعوں پر یورش کے لیے بھیجا سنان نے وہاں مال غنیمت اور لونڈی غلام حاصل کیے۔

محمد بن عمر کہتا ہے کہ اس سال موسم گرما کی مہم نے زفر بن عاصم کی قیادت میں جہاد کیا تھا۔

ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔

محمد بن عمر کہتا ہے کہ یہ ابراہیم مدینہ کا والی تھا مگر اس کے علاوہ دوسرے ارباب سیر و تاریخ کہتے ہیں کہ اس سال مدینہ کا والی عبدالصمد بن علی تھا کہ اور طائف کا والی محمد بن ابراہیم تھا، فارس اور اہواز پر عمارہ بن حمزہ تھا۔ کرمان اور سندھ کا والی معبد بن الخلیل اور مصر کا والی منصور کا مولیٰ مطر تھا۔

(۳۸۱)

۱۵۸ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رقہ روانہ کیا اور ہدایت کی کہ تم موصل کی ولایت سے موسیٰ بن کعب کو برطرف کر کے اس کے بجائے یحییٰ بن خالد بن برمک کو موصل کا والی مقرر کر دینا، اس تقرر کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ منصور نے خالد بن برمک پر تین لاکھ درہم جرمانہ کیا ادائی کے لیے تین دن کی مہلت دی عدم ادائی کی صورت میں قتل کی دھمکی دی۔ خالد نے اپنے بیٹے یحییٰ

سے کہا کہ مجھ پر جو جرمانہ کیا گیا ہے اس کی ادائی میری طاقت سے باہر ہے اس سے مقصد صرف یہ ہے کہ چونکہ اتنی بڑی رقم میں اس مدت میں ادا نہ کرسکوں گا اس بہانے سے میری جان لے لی جائے، اب تم اپنے حرم اور اہل وعیال کے پاس جاؤ اور جو سلوک میرے بعد تم ان کے ساتھ کروگے وہ ابھی کردو، پھر اس کے بعد خالد نے یحیٰی سے کہا اگر میری یہ حالت تمھارے لیے باعث یاس نہ ہونا چاہیے بہتر ہے کہ تم میرے عزیز دوستوں سے اس معاملہ میں جاکر ملو۔ عمارہ بن حمزہ۔ صالح (صاحب المصلّی) اور مبارک الترکی سے ضرور جاکر ملو، اور اُن سے ہماری حالت بیان کرو۔

یحیٰی کہتا ہے کہ باپ کی ہدایت کے مطابق میں ان لوگوں سے ملا ان میں سے بعض تو بہت ترش روئی کے ساتھ مجھ سے پیش آئے مگر انھوں نے خفیہ طور پر مجھے روپیہ بھیجدیا بعض ایسے بھی تھے کہ انھوں نے مجھ سے ملنا تک گوارا نہیں کیا مگر میرے پیچھے ہی روپیہ بھیجدیا۔ میں عمارہ بن حمزہ سے ملنے آیا وہ اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا دیوار کی طرف دیکھتا رہا، میری طرف اس نے رخ بھی نہیں کیا جب میں نے سلام کیا تو اس نے معمولی طور پر سلام کا جواب دیدیا اور پوچھا کہ تمھارے باپ کیسے ہیں میں نے کہا خیریت سے ہیں آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ میں آپ سے کہدوں کہ ان پر اس قدر روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے آپ مہربانی فرماکر ایک لاکھ درہم قرض دیدیجئے میری اس بات کا اس نے مطلقاً کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی اس سرد مہری کو دیکھ کر زمین میرے تلووں کے نیچے سے نکل گئی میں نے دوبارہ اپنے آنے کی غرض بیان کی اس نے کہا اگر کچھ ہوسکا تو میں تم کو بھیجدونگا۔

جب میں اس کے پاس سے پلٹا تو اپنے دل میں کہنے لگا کہ اس نخوت (۳۸۲) وتکبر کے ہوتے ہوئے اس روپیہ پر اللہ کی لعنت ہو جو تو بھیجے میں نے گھر آکر اپنے باپ کو سارا واقعہ سنایا اور یہ بھی کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو عمارہ بن حمزہ پر ضرورت سے زیادہ اعتماد ہے خالد نے کہا بے شک مجھے اسی قدر اعتماد ہے اتنے میں عمارہ بن حمزہ کا آدمی لاکھ درہم لیے ہوئے آپہنچا ہم نے

دو دن میں ستائیس لاکھ جمع کر لیے اب صرف تین لاکھ باقی رہے کہ اگر ان کی بھرتی ہو جائے تو ہمارا مقصد پورا ہو اور اگر وہ نہ ہو سکے تو ہماری یہ ساری جد و جہد رائیگاں جائے، میں بغداد کے پل سے بہت ہی رنجیدہ اور غمگین شکل بنائے اسی تردد و فکر میں منہمک گذر رہا تھا کہ ایک فال بتانے والے نے لپک کر مجھ سے کہا مبارک ہو تمہارا کام بن جائے گا میں اس کی طرف دھیان کئے بغیر آگے بڑھ گیا مگر وہ فوراً میرے پاس آیا میرے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہنے لگا کہ بخدا معلوم ہوتا ہے کہ تم سخت رنجیدہ اور غمگین ہو مگر یہ تمہاری پریشانی اور فکر انشاء اللہ ضرور دور ہو جائے گی اور تم کل اسی مقام سے پوری شان و شوکت اور پرچم و علم کے ساتھ جلوس میں گزر و گے، اب میں اس کی بات سے متعجب ہو کر اس کی طرف مڑا، اس نے کہا اگر میری بات پوری ہو تو آپ مجھے پانچ ہزار درہم دیں میں نے کہا منظور ہے چونکہ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ اس بات کا پورا ہونا بہت دشوار ہے اس وجہ سے اگر وہ پچاس ہزار کہتا تو میں اسے بھی ہاں کہتا میں اپنے راستے چلا گیا، اسی دن منصور کو اطلاع ملی کہ موصل میں گڑبڑ مچ گئی ہے اور کردوں نے شورش برپا کی ہے، منصور نے پوچھا کون شخص اس کے بندوبست کے لیے موزوں ہو گا، مسیب بن زہیر نے جو خالد بن برمک کا مخلص دوست تھا عرض کیا کہ اس معاملے کے متعلق میری ایک رائے ہے اگرچہ میں جانتا ہوں کہ آپ اسے خلوص پر مبنی نہ سمجھیں گے بلکہ رد کر دیں گے مگر چونکہ اس میں آپ کا فائدہ ہے اس وجہ سے میں اس کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا منصور کہنے لگے کہ ضرور بیان کرو میں اسے کسی بدنیتی پر محمول نہیں کروں گا۔ اس نے کہا امیر المومنین اس کام کے لئے خالد ایسا آدمی ہونا چاہیے، منصور نے کہا کیا کہتے ہو کیا تم سمجھتے ہو کہ جو سلوک ہم نے اس کے ساتھ کیا ہے اس کے باوجود وہ ہماری اطاعت و فرماں برداری میں پورا اُترے گا اس نے کہا بے شک میں اس بات کا یقین کامل رکھتا ہوں آپ نے تو محض اس معیار پر اسے جانچا ہے مگر میں اس کا ضامن ہوں کہ وہ کبھی آپ کے خلاف کوئی بات نہیں کرے گا انھوں نے کہا اچھا تمہارے کہنے پر میں اسے اس

منصب پر فائز کرتا ہوں کل صبح اسے میرے پاس لاؤ خالد پیش کیا گیا منصور نے بقیہ تین لاکھ معاف کر دیئے اور اسے موصل کا والی مقرر کر دیا۔

(۳۸۳) میں آج پھر اس فال دیکھنے والے کے پاس سے گزرا مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا کہ میں کل صبح سے اسی جگہ بیٹھا ہوا آپ کا انتظار کر رہا ہوں میں نے کہا تم میرے ساتھ چلو وہ میرے ساتھ ہو گیا میں نے پانچ ہزار درہم اسے دیدیئے، میرے والد نے مجھ سے کہا کہ چونکہ عمارہ پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں اور اسے غیر متوقع واقعات پیش آتے رہتے ہیں تم جا کر اسے میرا سلام کہنا کہ اللہ نے امیر المومنین کی رائے کو ہمارے حق میں بدل دیا ہے انھوں نے بقیہ رقم معاف کر دی ہے اور مجھے موصل کا والی مقرر کر دیا ہے، نیز انھوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آپ کا قرض ادا کر دوں، میں عمارہ کے پاس آیا اس وقت بھی میرے ساتھ اسی سرد مہری سے پیش آیا جس طرح کہ پہلی مرتبہ آیا تھا میں نے سلام کیا اس نے سلام کا جواب بھی نہیں دیا صرف اتنا پوچھا کہ تمہارے باپ کیسے ہیں۔ میں نے کہا خیریت سے ہیں انھوں نے یہ پیام آپ کو دیا ہے اب وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کیا تم نے مجھے اپنے باپ کا صراف ساہوکار سمجھا ہے کہ جب چاہا روپیہ لے لیا اور جب چاہا ادا کر دیا میرے پاس سے چلے جاؤ۔ میں نے اپنے باپ سے آکر سارا واقعہ سنایا کہنے لگے، یہ عمارہ ہے اس کی بات رد نہیں کیجا سکتی۔ منصور کی وفات تک خالد موصل کا اور یحیٰ آذر بائجان کا والی رہا۔

احمد بن محمد بن سوار الموصلی کہتا ہے سزا میں سختی یا جبر و استبداد کے بغیر جو رعب و داب اور ہیبت ہم سب پر خالد کی تھی وہ کسی دوسرے امیر کی کبھی نہ ہوئی اس کی ہیبت ہمارے دلوں میں جاگزیں تھی۔

احمد بن معاویہ بن بکر الباہلی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابو جعفر اپنے عامل جزیرہ اور موصل موسیٰ بن کعب سے ناراض ہو گئے انھوں نے رافقہ کی تعمیر کے لیے مہدی کو رقہ روانہ کیا مگر ظاہر یہ کیا کہ وہ بیت المقدس جا رہا ہے اور اسے ہدایت کی کہ تم موصل ہوتے ہوئے جانا، جب مہدی موصل آیا تو اس نے موسیٰ بن کعب کو پکڑ کر قید کر دیا اور اسکی جگہ خالد بن برمک کو موصل اور جزیرہ کا والی

بنا دیا۔ خالد کو موصل پر چھوڑ کر خود مہدی آگے بڑھا خالد کے دو بھائی حسن اور سلیمان مہدی کے ہمراہ ہو گئے، اس سے قبل منصور نے یحییٰ کو حاضر دربار ہونے کا حکم دیا اور کہا کہ میں ایک نہایت اہم کام تم سے لینا چاہتا ہوں اور ایک اہم سرحدی مقام کی حکومت کے لیے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے تم سفر کی تیاری کرو مگر تاوقتیکہ میں خود تمکو نہ بلاؤں تم کسی سے اس بات کا ذکر نہ کرنا یحییٰ نے اپنے باپ سے بھی یہ بات پوشیدہ رکھی دوسرے درباریوں کے ساتھ یہ بھی آستانۂ خلافت پر سلام کے لیے حاضر ہوا ربیع نے اندر سے نکلکر یحییٰ کو آواز دی یحییٰ کھڑا ہوا، ربیع اس کا ہاتھ پکڑ کر منصور کی خدمت میں لیگیا، وہاں سے جب برآمد ہوا تو اس کی یہ شان تھی کہ آذربائجان کی ولایت کا علم اس کے آگے آگے تھا تمام درباری جمع تھے اس کا باپ بھی موجود تھا اس نے سب لوگوں کو اپنے جلوس میں چلنے کی دعوت دی چنانچہ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے اور انھوں نے اسے اور اس کے باپ خالد کو ان سرفرازیوں پر مبارکباد دی اس طرح ان دونوں کا تقرر ساتھ ساتھ ہوا،

احمد بن معاویہ کہتا ہے کہ منصور یحییٰ کو بہت چاہتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ باپ اپنی اولاد کے لیے باعث شرف ہوتے ہیں مگر یہ اپنے باپ کے لیے باعث فخر ہے

اس سال منصور نے اپنے قصر خلد نامی میں اقامت اختیار کی، اس سال وہ مسیب بن زہیر سے ناراض ہو گئے اسے کوتوالی کی خدمت سے برطرف کر دیا اور پکڑ کر قید کر دیا اس ناراضی کیوجہ یہ ہوئی کہ اس نے ابان بن بشیر الکاتب کو اتنے درّے لگوائے کہ وہ اسی صدمہ سے مرگیا اس پر الزام یہ تھا کہ جب مسیب بن زہیر کا بھائی عمرو بن زہیر کوفہ کا والی اور افسر مالگذاری تھا تو اس کی شرکت میں اس نے کوئی بیجا بات کی تھی، منصور نے اس کی جگہ حکم بن یوسف بھالے بردار کو کوتوال مقرر کیا کچھ دنوں کے بعد مہدی نے اپنے باپ سے مسیب کی سفارش کی وہ پھر اس سے خوش ہو گئے، اسے چندروز قید ہی میں رہنا پڑا انھوں نے پھر اسے ناظم کوتوالی مقرر کر دیا۔

اسی سال منصور نے نصر بن حرب التمیمی کو سرحد فارس کا والی مقرر کیا،

اس سال منصور مقام جرجرایا میں اپنے گھوڑے سے گر پڑے دونوں ابرووں

کے درمیان سخت چوٹ آئی اس کا واقعہ یوں پیش آیا کہ جب انھوں نے مہدی کو رقہ روانہ کیا تو اس کی مشایعت کے لیے کچھ دور خود چلے موضع جُب سماقا تک آکر خولایا کی سمت پلٹ گئے یہاں سے ہزواثات کا راستہ اختیار کیا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چلتے چلتے ہزواثات کے ایک راج بہے جو نہر دیالیٰ کی سمت بہتا ہے، پہنچے اور اس کے بند پر اٹھارہ دن مقیم رہے وہ مقام ان کی سربراہی سے عاجز ہوگیا یہ جرجرایا آئے وہاں سے عیسیٰ بن علی کی ایک جائداد دیکھنے کے لیے جو وہاں واقع تھی نکلے اسی روز وہ اپنے گھوڑے دیزج سے گر پڑے اس کی وجہ سے ان کے منہ پر چوٹ آئی۔

(۳۰۸۹)

اسی مقام جرجرایا کے قیام کے زمانے میں ہندوستان سے براہ عمان کچھ قیدی ان کے پاس پیش کیے گئے جن کو تسنیم بن الحواری نے اپنے بیٹے محمد کے ہمراہ بارگاہ خلافت میں بھیجا تھا، پہلے تو منصور کا ارادہ انکو قتل کردینے کا ہوا مگر جب ان سے سوالات کیے گئے تو انھوں نے ایسے جواب دیے جس سے ان کے معاملہ میں شبہ پیدا ہوگیا اور اسی بنا پر انھوں نے ان کے قتل سے ہاتھ روک لیا البتہ انکو اپنے فوجی سرداروں اور نوابوں میں تقسیم کردیا۔

اس سال مہدی رقہ سے رمضان کے مہینہ میں مدینۃ السلام واپس آگیا۔

اس سال منصور نے کسریٰ کے قصر ابیض کی مرمت کا حکم دیا اور اعلان کردیا کہ جس شخص کے پاس ایرانی بادشاہوں کی بنائی ہوئی عمارتوں کی اینٹیں ہوں چونکہ وہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہیں اس وجہ سے وہ سب ضبط کرلی جائیں مگر نہ اس حکم پر عمل ہوسکا اور نہ اس قصر کی مرمت ہوئی

اس سال معیوف بن یحییٰ موسم گرما کی مہم لیکر درہ حدث سے دشمن کے علاقہ میں درآیا دشمنوں سے اس کا مقابلہ ہوا۔ جنگ ہوئی مگر بغیر کسی نتیجہ کے دونوں فریق علیحدہ ہوگئے۔

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی امیر مکہ نے منصور کے حکم سے ابن جریج عباد بن کثیر اور ثوری کو گرفتار کرکے قید کردیا اور پھر بغیر ابو جعفر کی اجازت کے ان کو رہا کردیا اس وجہ سے ابو جعفر اس سے ناراض ہوئے، محمد بن ابراہیم

(۳/۳۴۶)

کا مولیٰ محمد بن عمران اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ منصور نے محمد بن ابراہیم امیر مکہ کو حکم بھیجا کہ تم آل علی بن ابی طالب کے فلاں شخص کو جو مکہ میں مقیم ہے، قید کر دو نیز ابن جریج، عباد بن کثیر اور ثوری کو قید کر دو، محمد بن ابراہیم نے ان سب کو قید کر دیا، اس کے پاس کئی افسانہ گو تھے جو رات میں اس سے قصے کہانیاں بیان کرتے تھے جب اس کا وقت مقررہ آیا وہ مجلس میں بیٹھ گیا مگر اس کی نظریں زمین پر گڑ گئیں اس نے ایک حرف اپنی زبان سے اس اثنا میں نہیں نکالا جب مجلس برخاست ہوئی اور سب لوگ چلے گئے تو میں نے اس کے پاس جاکر اس سے کہا کہ جس تردد و فکر میں آپ منہمک ہیں میں اسے تاڑ گیا ہوں فرمایئے کیا عندیہ ہے، اس نے کہا میں نے اپنے ایک عزیز قریب کو پکڑ کر قید کر دیا ہے اسی طرح دوسرے نہایت زبردست افراد ملک کو قید کر دیا ہے، اب امیر المومنین مکے آرہے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ ان کا کیا حشر ہوتا ہے ممکن ہے کہ وہ ان سب کو قتل کرادیں انکا تو اس سے کچھ نہیں بگڑے گا بلکہ ان کا رعب و داب اور بڑھ جائے گا اگر میری آخرت برباد ہو جائے گی، میں نے کہا تو پھر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں کہنے لگا میں امیر المومنین کے مقابلہ میں اللہ کی خوشنودی کو اختیار کرتا ہوں اور ان سب کو رہا کر دیتا ہوں تم میرے اونٹوں میں سے ایک عمدہ سواری کی اونٹنی لو اور یہ پچاس دینار بھی ساتھ لیجاؤ یہ لیکر اس علوی کے پاس جاؤ میرا سلام کہو اور کہو کہ آپ کا برادر عم آپ سے درخواست کرتا ہے کہ آپ اپنے خون کی ذمہ داری سے اسے بچائیں اس اونٹنی پر سوار ہو کر جہاں چاہیں چلے جائیں نیز یہ پچاس دینار زاد راہ کے طور پر قبول ہوں جب اس علوی نے مجھے اپنے پاس آتا دیکھا تو میری جانب سے اسے خوف پیدا ہوا کہ شاید میں اس کے قتل کے ارادے سے آتا ہوں اس نے میرے شر سے اللہ کی پناہ مانگنی شروع کی میں نے محمد بن ابراہیم کا پیام اس سے بیان کیا اس نے کہا وہ میرے معاملہ میں بری ہیں ان پر کوئی ذمہ داری نہیں اور مجھے نہ اس سواری کی ضرورت ہے اور نہ اس زاد راہ کی، میں نے کہا مگر ان کے دل کی خوشی یہ ہے کہ آپ اسے قبول کرلیں، اس نے محمد کی درخواست مان لی، اب میں ابن جریج

سفیان بن سعید اور عباد بن کثیر کے پاس آیا اور محمد کا پیام ان لوگوں کو پہنچا دیا انھوں نے کہا کہ وہ بری الذمہ ہے، میں نے کہا وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب تک منصور یہاں مقیم رہیں آپ لوگوں میں سے کوئی باہر نہ نکلے۔

منصور مکے کے قریب آ گئے محمد بن ابراہیم نے بہت سا خشک و تر میوہ اور مٹھائیاں دیکر مجھے ان کی خدمت میں بھیجا ان کو معلوم ہوا کہ محمد بن ابراہیم کا وکیل تحائف لیکر آیا ہے انھوں نے ہمارے اونٹوں کو بٹھوایا اور اپنی فرودگاہ میں نہیں آنے دیا، جب وہ بئر میمون آ گئے تو خود محمد بن ابراہیم استقبال کے لئے یہاں آیا اون کو اس کے آنے کی خبر ہوئی انھوں نے اس کی سواری کے جانوروں کے منہ پر ضرب لگوائی، محمد سامنے سے ہٹ گیا اور ایک سمت کو ہوکر ساتھ ساتھ چلتا رہا، ابو جعفر کو اصل راستے سے بائیں جانب ہٹا کر ایک جگہ اتارا گیا اس وقت محمد بن ابراہیم اپنے طبیب کو ساتھ لیئے ان کے سامنے کھڑا ہوا تھا وہ سوار ہوکر چلے اس وقت ان کے اونٹ پر انکی دوسری طرف ربیع بیٹھا ہوا تھا محمد نے اپنے طبیب کو حکم دیا کہ تم ذرا جاکر دیکھو یہ طبیب اس مقام پر آیا جہاں ابو جعفر اترے تھے اس نے ان کا براز دیکھا پھر محمد سے آکر کہا کہ میں نے ایسے شخص کا براز دیکھا ہے جو زیادہ عرصہ اب جینے والا نہیں ہے چنانچہ یہی ہوا کہ مکے میں داخل ہوتے ہی ان کا انتقال ہو گیا ان کے مرنے سے محمد بن ابراہیم ان کی بازپرس سے بچ گیا،

اس سال ماہ شوال میں ابو جعفر مدینۃ السلام سے مکہ کے ارادے سے روانہ ہوئے، اثنائے سفر میں قصر عبدویہ کے قریب فروکش ہوئے یہاں ایک رات جب کہ ماہ شوال کے ختم ہونے میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ سپیدۂ سحری کے نمودار ہونے کے بعد ایک بڑا ستارہ ٹوٹ کر گرا جس کی روشنی کا اثر طلوع آفتاب تک نمایاں رہا، ابو جعفر وہاں سے روانہ ہوکر کوفہ آئے اور رصافہ میں ٹھہرے اور یہاں سے وہ حج اور عمرہ کی نیت کر کے جبکہ ماہ ذی قعدہ کے چند روز گزر رہے تھے روانہ ہوئے انھوں نے اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی انکے بال کٹوا کر اور انکے گلوں میں قلادہ ڈالکر لیے کوفہ سے چند منزل پہنچ کر انکے

پیٹ میں وہ درد اٹھا جس کے صدمہ سے وہ جاں بحق ہو گئے، اس درد کے سبب میں ارباب سیر و تاریخ کا اختلاف ہے علی بن محمد بن سلیمان النوفلی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ ایک زمانے سے منصور کو ضعف معدہ کی شکایت تھی وہ طبیبوں سے اس کی شکایت کرتے تھے اور ان سے جوارشیں بنانے کے لیے خواہش کرتے مگر طبیب اس بات سے گھبراتے تھے اور انکو غذائیں کم کرنے کا مشورہ دیتے اور کہتے کہ تمام جوارشیں فوری اثر تو کر دیتی ہیں کہ کھانا ہضم ہو جائے مگر اون سے موجودہ مرض سے زیادہ سخت بیماری پیدا ہو جائیگی اور اس وقت لینے کے دینے پڑ جائیں گے اسی زمانے میں ہندوستان سے ایک بید اون کی خدمت میں حاضر ہوا منصور نے اس سے بھی اپنے مرض کی شکایت کر کے کسی دوا کی تجویز کی خواہش کی اس نے انکے لئے کئی سفوف اور جوارشیں تیار کیں، اور جن کے اجزا و عناصر گرم تھے، منصور نے انکو کھانا شروع کیا اور انکا کھانا ہضم ہونے لگا، اس بنا پر انھوں نے اس بید کی تعریف کی۔

عراق کے مشہور طبیب کثیر نے مجھ سے یہ بات کہہ دی تھی کہ منصور معدہ کی بیماری سے مرینگے میں نے پوچھا آپ کو یہ کیسے علم ہوا اس نے کہا یہ جوارشیں کھاتے ہیں وہ کھانے تو ہضم کر دیتی ہیں مگر اس سے معدہ کے خاروں میں روزانہ ایک نئی چیز پیدا ہو رہی ہے، نیز ان کی آنتوں میں چربی پیدا ہو رہی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ معدہ ہی کے مرض سے ہلاک ہوں گے، اس بات کو زیادہ واضح کرنے کے لیئے میں ایک مثال بیان کرتا ہوں، فرض کرو کہ تم پانی کے مٹکے کو ایک چبوترہ پر رکھو اور اسکے نیچے ایک کچی اینٹ رکھدو اس گھڑے سے پانی رستا ہو تو اب بتاؤ کہ امتداد زمانہ سے کیا وہ رستا ہوا پانی اس اینٹ میں شگاف پیدا نہ کر دے گا اور کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہر قطرہ جو رس رہا ہے وہ اپنا نشان بناتا جاتا ہے یہی ہوا کہ ابو جعفر معدہ ہی کے مرض سے جان بحق ہوئے، اور اس طبیب کا کہنا پورا ہوا۔

ایک دوسرے راوی نے یہ بات بیان کی ہے کہ موسم گرما کی سخت

گرم دوپہروں میں صفر کرنے کی وجہ سے اونکو لو لگ گئی تھی اور اس وجہ سے یہ درد پیدا ہو گیا تھا، باوجود کبر سنی کے وہ بہت محرور المزاج واقع ہوئے تھے صفرا و احمر کا غلبہ تھا اسی نے ان کے معدہ کے فعل کو بگاڑ دیا تھا، بہت روز تک یہی کیفیت رہی، جب وہ ابن عامر کے باغ میں فروکش ہوئے تو مرض نے بہت شدت اختیار کرلی یہ وہاں سے بھی کوچ کر گئے کے پہنچنے میں دیر لگ گئی ایک دن ابن المرتفع کے کنویں پر منزل کی وہاں سے چلکر بیر میمون آئے وہ بروقت پوچھتے تھے کہ ہم کب حرم میں داخل ہونگے، جتنی وصیتیں کرنا تھیں وہ ربیع کو کردیں اور اسی مقام پر ۶؍ ذی الحجہ سنیچر کی رات صبح تڑکے یا آفتاب کے طلوع ہونے کے وقت داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ وفات کے وقت سوائے خادموں اور انکے مولی ربیع کے اور کوئی شخص انکے پاس نہ تھا، ربیع نے انکی موت کو چھپایا عورتوں اور لونڈی باندیوں کو رونے اور نوحہ کرنے سے منع کردیا، اب صبح ہوگئی حسب قاعدہ اونکے تمام اہل خاندان بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئے اور اپنی اپنی مخصوص جگھوں پر بیٹھ گئے سب سے پہلے عیسی بن علی کو اندر آنے کے لیے بلایا گیا اوس کی تھوڑی دیر کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو اندر بلایا گیا چونکہ اس دن سے پہلے ہمیشہ دربار کا یہ دستور تھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو عیسیٰ بن علی سے پہلے بار ہوتا تھا اس وجہ سے آج اس تقدیم و تاخیر سے عیسیٰ بن موسیٰ کے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ ضرور کوئی غیر معمولی بات ہے، اس کے بعد خاندان کے دوسرے اکابر و اعیان کو اندر بلایا گیا پھر اہل خاندان کے عام افراد کو اجازت ملی، ربیع نے موسیٰ ابن المہدی کے ہاتھ پر اول امیر المومنین مہدی کے لیئے اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے سب سے خلافت کی بیعت لی،

جب بنی ہاشم بیعت کر چکے تو اب اوس نے دوسرے سرداران فوج اور سپہ سالاران عساکر کو بیعت کے لیئے بلایا عیسی بن ماہان کے علاوہ اور ایک شخص نے بھی اس بیعت سے انحراف نہیں کیا البتہ اوس نے عیسیٰ بن موسیٰ کا نام سنتے ہی اوس کی بیعت کرنے سے انکار کردیا۔ محمد بن سلیمان نے ایک طمانچہ اسکے رسید کیا اور کہا کہ یہ کون کافر بچہ ہے اور اوس سے چھٹ

گیا وہ تو اس کی گردن مار دینا چاہتا تھا یہ رنگ دیکھ کر عیسیٰ بن ماہان نے بیعت کر لی اس کے بعد دوسرے تمام لوگوں نے بیعت کی مسیب بن زہیر پہلا شخص ہے جس نے بیعت کرتے وقت یہ استثناء کی کہ اور میں عیسیٰ بن موسیٰ کیلئے بیعت کرتا ہوں اگر ایسا ہوا" اس پر منصور کے تمام خاندان والے اس کے سر ہو گئے، اب موسیٰ بن مہدی دربار عام کے لیے برآمد ہوا اور یہاں تمام بقیہ سرداران فوج اور دوسرے عائد نے اس کی بیعت کی، عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان مکہ روانہ ہوئے تاکہ جو لوگ وہاں ہوں ان سے مہدی کے لئے بیعت لیں اور دونوں عباس اپنے خاندان کا مقرر تھا اس نے رکن اور مقام کے درمیان تمام لوگوں سے مہدی کے لیے بیعت لے لی۔ مہدی کے خاندان کے کچھ لوگ نواح مکہ اور فوج میں اوسکی بیعت لینے کے لیے پھیل گئے اور سب لوگوں نے مہدی کی بیعت کر لی،

اب منصور کی تجہیز و تکفین کی تیاری شروع ہوئی، اس کام کے لیے انکے گھر والوں میں سے عباس بن محمد، ربیع، ریّان، چند خدمت گار اور دوسرے غلام مقرر ہوئے نماز عصر کے وقت انکا جنازہ تیار ہوا، انکا چہرہ اور تمام بدن سر کے بالوں کی ابتدا تک کفن کی پٹیوں سے ڈھانک دیا گیا تھا احرام کی وجہ سے سر کو کھلا چھوڑ دیا گیا تھا، اب ان کے تمام گھر والے اعزا اور خاص موالی ان کا جنازہ لیکر چلے، واقدی کے بیان کے مطابق عیسیٰ بن موسیٰ نے حُور کی گھاٹی میں ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود منصور نے اس کی وصیت کی تھی کہ ابراہیم انکی نماز جنازہ پڑھیں کیونکہ یہ بھی مدینۃ السلام میں انکے بجائے نماز میں امام ہوتا تھا۔

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم بن یحییٰ نے انکے فرود گاہ کے خیموں میں قبل اس کے کہ انکو اٹھایا جائے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ربیع نے کہدیا کہ جو شخص خلافت کا

آرزومند ہو وہ نماز نہ پڑھائے اس بنا پر سب نے ابراہیم بن یحییٰ کو جو اس وقت بالکل نوجوان ہی تھا امامت کے لیے آگے بڑھادیا۔ منصور ثنیۃ المدینین کے پاس والے قبرستان میں جو اسی نام سے مشہور ہے دفن کردیئے گئے، اس مقام کو ثنیۃ المحلاۃ بھی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مکہ سے بلندی پر واقع ہے، عیسیٰ بن علی، عباس بن محمد، عیسیٰ بن موسیٰ۔ ربیع اور ریان ان کے دونوں موالی، اور یقطین بن موسیٰ منصور کی قبر میں ان کو دفن کرنے کے لیے اترے۔

ان کی مدت عمر میں اختلاف ہے بعض راویوں نے چونسٹھ سال بیان کی ہے، بعض نے پینسٹھ اور بعض نے ترسٹھ سال بیان کی ہے، ہشام بن الکلبی نے اڑسٹھ سال بیان کی ہے اور کہا ہے چودہ دن کم بائیس سال ان کا عہد حکومت ہوا ہے۔ مگر ابو معشر کو اس بارے میں ہشام بن الکلبی سے اختلاف ہے وہ کہتا ہے کہ ان کا عہد حکومت صرف تین دن کم بائیس سال ہے مگر ابو معشر ہی سے ایک دوسرے واسطے سے یہ روایت نقل ہوئی ہے کہ منصور کا عہد حکومت سات رات کم بائیس سال ہوا ہے، واقدی کہتا ہے کہ چھ دن کم بائیس سال ابو جعفر کی مدت خلافت ہے، عمر بن شبّہ صرف دو دن کم بائیس سال بتاتا ہے،

اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا، اس سال رومیوں کا ظالم بادشاہ ہلاک ہوا۔

ابو جعفر کے ذاتی حالات

صورت و سیرت

ان کا رنگ سانولا تھا، دبلے پتلے دراز قامت تھے دونوں رخسار ہلکے تھے حُمیمہ میں پیدا ہوئے تھے، ایک مرتبہ منصور کو معلوم ہوا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے نصر بن سیار کے ایک لڑکے کو جو کوفہ میں روپوش تھا اس کا پتہ ملتے ہی قتل کرا دیا، اس پر وہ ناراض ہوئے انھوں نے عیسیٰ کے اس قتل کو بہت بری نگاہ سے دیکھا

بلکہ عیسیٰ کو ایسی سزا دینے کے لئے تیار ہو گئے جس میں وہ ہلاک ہو جاتا مگر پھر یہ خیال کر کے کہ محض نادانی کی بنا پر عیسیٰ سے یہ حرکت سرزد ہو گئی وہ اپنے ارادے سے رک گئے، اونھوں نے اس معاملہ کے متعلق یہ خط عیسیٰ کو لکھا،

اما بعد اگر امیر المومنین کی نظر عنایت اور شفقت تمہارے حال پر نہ ہوتی تو وہ نصر بن سیار کے بیٹے کے قتل اور اس معاملہ میں تمہاری خود رائی کی تم کو سزا دینے میں کبھی تاخیر نہ کرتے تاکہ دوسرے عاملوں کو عبرت ہوتی اور انکو اس قسم کے موقعوں پر ایسا استبداد کرنے کی جراءت ہی نہ ہوتی، اب جس قدر لوگ تمہارے ماتحت ہیں چاہے وہ عرب ہوں یا عجم، سرخ رنگ والے ہوں یا سیاہ فام حبشی تم اون سے علیحدہ رہو اور بغیر امیر المومنین کی رائے کے کسی ایسے شخص کو جس نے پہلے کوئی قصور کیا ہے سزا نہ دو کیونکہ وہ اس بات کو مناسب نہیں سمجھتے کہ کسی شخص کا ایسے قصور کے لئے جسے اللہ نے توبہ کے ذریعہ معاف کر دیا ہو یا کسی ایسے فعل کی بنا پر جو کسی شخص سے ایسی لڑائی کے دوران میں سرزد ہوا ہو جسکا نتیجہ اللہ نے امن والا دیا ہو جس کے وجہ سے ایک کینہ پرور دشمن سے حفاظت ہو گئی ہو اور قلبی کلفتیں دور ہو گئی ہوں مواخذہ کیا جائے، جس طرح امیر المومنین اس بات سے بے خوف و خطر نہیں ہیں کہ اللہ کسی اقبال مند کو صاحب ادبار کر دے اسی طرح اگر خدا چاہے تو وہ اپنے اور کسی دوسرے کے لیے اس بات سے بھی مایوس نہیں ہے کہ وہ کسی صاحب ادبار کو اقبال والا کر دے۔ والسلام۔"

فضل بن الربیع کا منشی یحییٰ بن سلیم بیان کرتا ہے کہ منصور کے گھر میں ایک دن کے علاوہ کبھی کوئی لہو ولعب کی بات یا کوئی ایسی بات جو لہو ولعب کے مشابہ یا فضول ہو نہیں دیکھی گئی البتہ ایک دن ہم نے اوس کے بیٹے عبدالعزیز کو جو سلیمان اور عیسیٰ ابنائے ابو جعفر کا حقیقی بھائی طلحیہ بیوی سے تھا (یہ بالکل شباب ہی کے عالم میں مر گیا) دیکھا کہ وہ ایک اعرابی لڑکے کی ہیئت بنائے کمان کندھے پر ڈالے، ایک عمامہ باندھے اور شال چادر زیب تن کئے ایک اونٹ پر دونوں گونوں کے درمیان نشست پر بیٹھا

سوار جارہا ہے اون گونوں میں وہ ہی اشیاء جو عام طور پر اعرابی بیچنے کے لیئے لایا کرتے ہیں، مثلاً چھوارے۔ تسمے، اور مسواکیں بار تھیں یہ دیکھ کر بہت لوگ متعجب ہوئے اور انھوں نے اس سوانگ کو اس کے خلاف شان سمجھ کر اچھی نظروں سے نہیں دیکھا، وہ نو عمر امیر اپنے راستے چلا گیا پل عبور کر کے رصافہ میں مہدی کے پاس آیا اور یہ سب چیزیں مہدی کو ہدیۃً دیں، اون گونوں میں جو کچھ بار تھا مہدی نے اسے قبول کیا اور اوس کے عوض دو گونیں درہموں سے پر کرا دیں اب وہ نو عمر امیر اوسی طرح اون دونوں گونوں کے درمیان بیٹھا ہوا واپس آیا تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ ایک قسم کا مذاق ہے جو شہزادے کیا کرتے ہیں۔

حماد الترکی بیان کرتا ہے، میں ایک دن منصور کے سراہنے کھڑا ہوا تھا اونھوں نے اپنے محل میں ایک شور سُنا مجھ سے کہا کہ دیکھو یہ کیا شور ہے میں اس مقام پر آیا جہاں سے وہ آواز آرہی تھی میں نے دیکھا کہ اون کا ایک خدمت گار چھوکریوں میں بیٹھا ہوا طنبورہ بجا رہا ہے اور وہ سب ہنس رہی ہیں میں نے منصور کو آکر اس کی اطلاع دی انھوں نے پوچھا یہ طنبورہ کیا شے ہے میں نے کہا کہ وہ لکڑی کا ایک آلہ ہے جس کی شکل ایسی ہوتی ہے اور اس طرح اسے بجاتے ہیں میں نے پوری طرح اسے بیان کیا کہنے لگے تم نے اس کی تعریف تو خوب بیان کر دی مگر تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اسی کو طنبورہ کہتے ہیں، میں نے کہا میں نے خراسان میں دیکھا تھا کہنے لگے ہاں وہاں دیکھا تھا اچھا میرا جوتا لاؤ میں نے جوتا لاکر پیش کیا کھڑے ہوئے اور آہستہ آہستہ چل کر اس مجمع کے پاس آئے وہ سب چھوکریاں اور خادم انھیں دیکھتے ہی پریشان ہوکر بھاگے حکم دیا کہ اسے پکڑ لو چنانچہ جب اسے پکڑ کر پیش کیا گیا حکم دیا کہ یہی طنبورہ اس کے سر پر مارو میں نے طنبورہ سے اسے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گیا پھر مجھ سے کہا کہ اسے میرے قصر سے نکالدو اور کرخ میں حمران کے پاس لیجاؤ اور کہدو کہ اسے بیچدے۔

سلام الابرش بیان کرتا ہے کہ میں منصور کا شاگرد پیشہ تھا، میں اور ایک

دوسرا ان کا غلام گھر کے اندر ان کی خدمت گزاری کرتے تھے انکا ایک حجرہ تھا جس میں ایک کوٹھری تھی ایک خیمہ تھا وہاں گدّا بچھا ہوا تھا اور ایک لحاف رکھا تھا اسی میں وہ شب باشی کرتے تھے جب تک وہ دربار کے لیے باہر نہیں آتے تھے اس وقت تک وہ نہایت ہی با مروت و خوش خلق رہتے تھے بچوں کی شرارتوں یا کھیل کود سے خفا نہیں ہوتے تھے بلکہ اسے خوشی سے برداشت کر لیتے تھے، البتہ جب وہ کپڑے پہن کر دربار کے لیے برآمد ہوتے تو اسی وقت سے ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا، ترشرو ہو جاتے، آنکھیں لال ہو جاتیں چنانچہ جب اس ہیئت سے دربار میں جلوس کرتے تو جو رنگ ان کا ہوتا اس سے سب ہی واقف ہیں دربار کے بعد پھر جب وہ اندر واپس آتے تو اس وقت بھی ان کی ترشروئی کی وہی کیفیت رہتی آتے وقت ہم ان کے استقبال کو بڑھتے اور بسا اوقات وہ اس حالت میں ہم پر عتاب کرنے لگے ایک دن مجھ سے کہا اے میرے لڑکے جب تم دیکھو کہ میں نے درباری لباس پہن لیا ہے یا میں دربار سے واپس آرہا ہوں اس وقت تم میں سے کوئی میرے پاس نہ آئے کیونکہ ممکن ہے کہ میں کسی وقت اپنی جھنجھلاہٹ میں تم کو ایذا پہنچا دوں،

معن بن زائدہ بیان کرتا ہے منصور کے ہم سات سو مصاحب تھے جو روزانہ ان کے دربار میں حاضر ہوتے تھے میں نے ایک مرتبہ ربیع سے کہا کہ تم مجھے سب کے آخر میں دربار میں آنے کی اجازت دیا کرو اس نے کہا تم تمام درباریوں میں سب سے اشرف نہیں ہو کہ سب سے پہلے تمکو اذن حاصل ہو سکے اور اپنے نسب کے اعتبار سے سب سے کمتر بھی نہیں ہو کہ اس کی وجہ سے سب سے آخر میں تمہاری نوبت مقرر کی جائے، تمھارا مرتبہ تمہاری شرافت نسب کے مطابق رکھا گیا ہے،

ایک دن میں منصور کی جناب میں اس صورت میں حاضر ہوا کہ میں نے ایک ڈھیلا ڈھالا بڑا سا کرتا پہن رکھا تھا ایک حنفی تلوار حمائل تھی جس کی نیام زمین سے ٹکرا دی جاتی تھی ایک بڑا عمامہ باندھے تھا جس کا شملہ میرے پیچھے اور آگے

لٹک رہا تھا۔ میں نے سلام کیا اور پچھلے پاؤں پلٹ آیا باہر نکلنے کے لئے سراپردۂ سلطانی کے قریب پہنچا تھا کہ انھوں نے اس زور سے میرا نام لیکر مجھے پکارا کہ میں ڈر گیا میں نے عرض کیا لبیک، یا امیر المومنین، فرمایا میرے پاس آؤ، جب میں ان کے قریب آگیا تو وہ اپنی مسند سے اوتر کر زمین پر دوزانو بیٹھ گئے اور مسند کے دونوں گدوں کے نیچے سے ایک گرز کھینچ لیا۔ اسکے ساتھ ہی انکے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا اور تیوریاں چڑھ گئیں کہنے لگے جنگ واسط میں تو ہی میرے مقابل لڑا تھا اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تیرا خاتمہ نہ کر دوں میں نے عرض کیا امیر المومنین اس جنگ میں آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہوکر جو باطل کے لئے لڑ رہے تھے، میں نے جو جوانمردی اور شجاعت دکھائی تھی اس سے آپ واقف ہیں اب آپ خود ہی اندازہ فرمائیں کہ جب میں آپ کے مقصد حق کے لیے لڑونگا تو کیا کچھ نہ کر گزروں گا، فرمایا پھر کہو کیا کہا میں نے اعادہ کیا اسی طرح کئی مرتبہ اسی جملہ کا اعادہ کراتے رہے اب گرز کو اس کے محل پر رکھ کر پائنتی بیٹھ گئے اور اب رنگ زرد پڑ گیا فرمایا معن یمن میں کچھ گڑبڑ ہے میں نے عرض کیا بے خبر کی رائے کیا فرمایا اچھا ہم تمکو اپنا معتمد بناتے ہیں، بیٹھ جاؤ، میں بیٹھ گیا ربیع سے کہا کہ محل میں جس قدر آدمی ہیں سب کو باہر کر دو، ربیع اس کام کے لئے باہر چلا گیا اب مجھ سے کہا کہ والی یمن مجھ سے سرتابی کرنا چاہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے گرفتار کروں اور اس کے روپیہ میں سے ایک حبہ بھی میری دسترس سے نکل نہ سکے بتاؤ اس معاملہ میں کیا کہتے ہو، میں نے عرض کیا آپ مجھے یمن کا والی بنا دیں اور ظاہر یہ کریں کہ آپ مجھے اس کی مدد کے لئے اس کے پاس بھیج رہے ہیں، ربیع کو حکم دیں کہ وہ میری تمام ضروریات سفر کی فوراً سربراہی کر دے تاکہ میں آج ہی روانہ ہو جاؤں اور یہ خبر شہرت نہ پاسکے، انھوں نے گدوں کے نیچے سے ایک فرمان تقرر نکالا اس میں میرا نام اپنے ہاتھ سے درج کر کے وہ فرمان میرے حوالے کر دیا۔ پھر ربیع کو بلا کر کہا کہ میں نے معن کو والی یمن کی مددگاری پر مقرر کر دیا ہے تم ان کے سفر کے لیے جتنے سواری کے جانور اور اسلحہ

کی ضرورت ہو اوس کو فوراً بندوبست کر دو تاکہ شام سے پہلے ہی یہ یمن روانہ ہو جائے، پھر فرمایا آؤ مجھ سے رخصت ہو لو میں ان کو خیرباد کہہ کر چلا آیا دہلیز تک پہنچا تھا کہ ابو الوالی مجھ سے ملاقی ہوا، کہنے لگا اے معن میں اس میں تمھاری توہین سمجھتا ہوں کہ تم اپنے بھتیجے کے ماتحت بنائے جارہے ہو میں نے کہا اگر خود سلطان کسی کو اس کے بھتیجے کا ماتحت و مددگار مقرر کرے تو اس میں اوس شخص کے لیئے کوئی عار نہیں ہے۔ میں یمن کی طرف روانہ ہو گیا، وہاں پہنچکر میں نے والی یمن کو پکڑ کر قید کر دیا اپنا فرمان تقرر اُسے پڑھ کر سنا دیا اور اب میں اس کی مسند ولایت پر بیٹھ گیا۔

محمد بن عمر الیمامی ابو الرُدینی کہتا ہے کہ معن کا ارادہ ہوا کہ وہ کچھ لوگونکو ایک وفد کی حیثیت سے منصور کی خدمت میں بھیجے تاکہ یہ اس کے غصہ کو فرد کریں اور معن کی طرف سے اون کے دل میں جو گرانی پیدا ہو گئی ہے اسے دور کر کے پھر انھیں اس کے حال پر مہربان بنا دیں، معن کہنے لگا میں نے اون کی اطاعت و فرماں برداری میں اپنی تمام زندگی برباد کر دی، اس کے لیے خود اپنی جان پر طرح طرح کی سختیاں جھیلیں، یمنوں سے جنگ کرنے میں اپنے خاص اعزا اور اقربا کو ہلاک کرا دیا، اور اب وہ محض اس روپیہ کی وجہ سے جو میں نے انکی سلطنت و حکومت کے قیام و بقا کے لیے خرچ کیا ہے مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔

اس کام کے لیے اس نے اپنے خاندان کے لوگوں کی ایک جماعت جو بنی ربیعہ کی شاخ تھی منتخب کی اس منتخب شدہ حضرات میں مجاعہ بن الازہر بھی تھا معن نے ایک ایک شخص کو علیحدہ علیحدہ بلا کر پوچھنا شروع کیا کہ اگر میں تمکو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجوں تو تم کیا باتیں کرو گے، ہر شخص نے بیان کیا کہ میں یہ کہونگا اور یہ کہونگا مجاعہ کی باری آئی اس نے کہا اللہ امیر کی عزت افزائی کرے آپ ایسے شخص سے گفتگو کے متعلق جو عراق میں ہے مجھ سے یمن میں دریافت کرتے ہیں کہ میں کیا باتیں کرونگا جب مجھے آپ کا مقصد معلوم ہے تو حتی الامکان جو وقت پر موزوں و مناسب

معلوم ہوگا وہیں کرونگا۔ معن نے یہ جواب سنکر کہا اچھا یہ کام میں نے تمہارے سپرد کردیا۔ اس کے بعد اوس نے عبد الرحمان بن عتیق المزنی سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم اپنے اس ابن عم کے لیے قوت بازو بنو انکو اپنے سے مقدم رکھنا اگر ان سے کوئی بات چھوٹ جائے تم اس کی بابجائی کردینا، ان دو کے علاوہ اس نے اپنے مصاحبوں میں سے دوسرے آٹھ آدمی اور چھنے اور اس طرح جب یہ دس کی جماعت مکمل ہوگئی تو انکو رخصت کردیا۔ یہ ابو جعفر کے پاس پہنچے جب سامنے آئے آگے بڑھے مجاعہ نے اللہ کی حمد و ثنا اور اظہار تشکر کے ساتھ تقریر شروع کی وہ اس قدر عمدہ تھی کہ سب کو خیال ہوا کہ یہ اس کے لیے پہلے سے تیار ہوکر آیا ہے، اب اوس نے رسول اللہ صلعم کی منقبت شروع کی کہ کیونکر اللہ نے عرب کے تمام قبائل میں سے آپ کو چن لیا، پھر اوس نے آپ کی فضیلت کو اس خوبی سے بیان کیا کہ تمام حاضرین دربار متعجب ہوگئے اور عش عش کرنے لگے۔ اب اوس نے امیر المومنین منصور کا ذکر شروع کیا اور بیان کیا کہ اللہ نے انکو کیسا شرف عطا فرمایا ہے اور کس قدر اہم منصب اون کے تفویض کیا ہے یہاں سے اس نے اپنے مطلب کی طرف عود کیا اور اپنے آقا کا تذکرہ کیا جب اوس کی تقریر ختم ہوگئی تو منصور نے کہا کہ تم نے اللہ کی حمد میں جو کچھ بیان کیا اللہ اس بات سے بالاتر ہے کہ کوئی شخص اس کی مدح کو احاطہ کرسکے، رسول اللہ صلعم کے فضائل میں جو کچھ تم نے بیان کیا تو اللہ نے تمہارے بیان سے زیادہ خود ان کی فضیلت بیان کردی ہے، تم نے امیر المومنین کی تعریف کی ہے بے شک اللہ نے اس منصب جلیلہ پر فائز کرنے سے اون کو بڑی فضیلت عطا فرمائی ہے اور انشاء اللہ جب تک وہ اوس کی اطاعت کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ ان کا معین و مددگار رہے گا، البتہ اپنے آقا کے بارے میں جو کچھ تم نے کہا ہے وہ سب جھوٹ اور لغو ہے جو قابل اعتنا نہیں یہاں سے نکل جاؤ تمہارا بیان مقبول نہیں مجاعہ نے کہا امیر المومنین سچ فرماتے ہیں مگر بخدا ائے لایزال میں نے کوئی بات اپنے آقا کے متعلق جھوٹ نہیں کہی ہے اب یہ ساری جماعت حکماً دربار سے خارج کی گئی جب یہ ایوان دربار کے پائین

میں پہنچے تو منصور نے اسے مع اس کے ہمراہیوں کے پھر سامنے بلایا اور کہا تم نے کیا بیان کیا تھا مجاعہ نے اپنی پہلی تقریر اس طرح اعادہ کردی کہ گویا وہ کسی ورق پر لکھی ہوئی ہے جسے دیکھ دیکھ کر وہ پڑھ رہا ہے اس مرتبہ پھر منصور نے اس کو جھٹلایا یہ سب دربار سے نکالدئے گئے جب سب کے سب دربار سے باہر چلے گئے تو پھر انکے متعلق منصور نے حکم دیا کہ انکو واپس لایا جائے وہ ٹھہر گئے اور جو مصری رؤسا عرب دربار میں حاضر تھے انکو مخاطب کرکے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا خوش بیان شخص ہے بخدا اس کی تقریر سے خود مجھے اس پر حسد آگیا چونکہ یہ شخص بنی ربیعہ ہے اس لیے اگر تعصب کے الزام کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں قطعی طور پر اس شخص کو نکالدیتا، میں نے آج تک ایسا بے باک خوش بیان اور گویا شخص نہیں دیکھا تھا، غلام اسے پلٹا لاؤ، جب مجاعہ ان کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے اور اس کے ساتھیوں نے دوبارہ سلام عرض کیا منصور نے کہا اچھا تمھاری اپنی اور تمھارے آقا کی جو ضرورت ہو اسے بیان کرو، اس نے کہا امیر المومنین معن آپکا بندہ ہے، آپ کی تلوار اور وہ تیر ہے جو آپ نے دشمن پر چلایا ہے اس نے شمشیر زنی کی، نیزہ زنی کی اور ناوک فگنی کی اس نے تمام سرکشوں کو رام کردیا اور یمن میں جس شخص کے اندر بل نظر آیا اسے اس نے سیدھا کردیا اب اہل یمن امیر المومنین کے (اللہ آپ کی عمر دراز کرے) بہترین رعایا بن گئے ہیں۔ اگر کسی نمّام کی چغلخوری کی وجہ سے امیر المومنین کے دل میں اس کی طرف سے کوئی بات جاگزیں ہوگئی ہے تو آپ کو یہ زیبا ہے کہ آپ اپنے غلام کی جس نے اپنی تمام عمر آپ کی طاعت میں فنا کردی ہے خطا معاف کردیں۔

منصور نے ان کی وکالت تسلیم کرکے معن کا عذر قبول کرلیا ان کا دل اس کی طرف سے صاف ہوگیا اور انھوں نے ارکان وفد کو واپس جانے کی اجازت دیدی، جب یہ معن کے پاس آئے اور انھوں نے امیر المومنین کی خوشنودی کا مراسلہ پڑھکر سنایا تو معن نے فرط انبساط میں مجاعہ کی پیشانی چوم لی اس کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا انکو ان کے حسب مراتب

خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور حکم دیا کہ تم میرے نمایندوں کی حیثیت سے امیرالمومنین منصور کی جناب میں قیام کرنے کے لیے جاؤ۔

معن نے مجاعہ کو یہ انعام دیا کہ اس نے اس کی یہ تین خواہشیں پوری کیں ایک یہ کہ وہ معن کے خاندان کی ایک امیرزادی زہرا نام پر عاشق تھا، اب تک اس کی شادی نہیں ہوئی تھی جب کوئی شخص مجاعہ کا ذکر اس سے کرتا تو وہ جواب دیتی کہ وہ کس بنا پر میرے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے وہ تو نہایت مفلس آدمی ہے کیا وہ اپنے پشمینہ کے جبے یا اپنی چادر کی مالیت سے مجھے بیاہے گا، جب مجاعہ منصور کے پاس سے ہوکر معن کے پاس واپس آیا تو سب سے پہلے اس نے معن سے یہی درخواست کی کہ آپ زہرا کے ساتھ میری شادی کر دیجئے، چونکہ اس کا باپ معن کی فوج میں تھا اس وجہ سے مجاعہ نے کہا کہ میں زہرا کو چاہتا ہوں اور اس کا باپ آپ کی فوج میں ہے۔ معن نے دس ہزار درہم اپنے پاس سے مہرادا کرکے زہرا سے اس کی شادی کر دی۔ اس کے بعد معن نے پوچھا کہ دوسری خواہش بیان کرو اس نے کہا کہ مقام حجر میں جو میرا گھر ہے اس میں ایک دیوار ہے وہ میں لینا چاہتا ہوں اس کا مالک آپ کی فوج میں ملازم ہے معن نے وہ دیوار خرید کر مجاعہ کو دلوادی۔ اب پوچھا تیسری خواہش بیان کرو اس نے کہا روپیہ دلوائیے معن نے تیس ہزار نقد دئے اس طرح ایک لاکھ درہم اسے دیکر اس کے گھر بھیجدیا۔

ابوالفرج۔ عبداللہ بن جبلۃ الطالقانی کا ماموں کہتا ہے کہ میں نے ابوجعفر کو کہتے سُنا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ چار آدمی نہایت دیانت دار اور پاکباز میرے پاس ہوں لوگوں نے عرض کیا امیرالمومنین وہ چار کون ہیں؟ فرمایا وہ ارکان ملک و دولت جن کے بغیر کسی سلطنت کا انتظام درست نہیں ہو سکتا اون کی مثال تخت کے چار پایوں کی ہے کہ جب تک وہ چاروں پائے عمدہ اور مضبوط اور سیدھے نہ ہوں تخت مضبوط نہیں رہ سکتا کیونکہ اگر ایک پایہ بھی خراب ہو جائے تو تخت کمزور ہو جائے گا، ایک قاضی وہ ایسا شخص ہو کہ اللہ کے حق میں اس پر کسی لعنت و ملامت کا اثر نہ ہو سکے دوسرے کوتوال وہ ایسا شخص ہو

جو قوی کے مقابلہ میں ضعیف کے حق میں انصاف کر سکے، تیسرے افسر مال جو پوری مال گزاری وصول کرے مگر رعایا پر ظلم نہ کرے، کیونکہ میں اس بات سے بے نیاز ہوں کہ ان پر ظلم کیا جائے، چوتھے، اس کے بعد انھوں نے اپنا انگوٹھا تین مرتبہ دانت سے دبایا اور ہر مرتبہ پر آہ کی لوگوں نے پوچھا امیر المومنین چوتھا کون ہے؟ فرمایا وہ افسر ڈاک ہے کہ جو ان عمال کی نہایت دیانت داری سے سچی سچی خبریں مجھے لکھتا رہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ منصور نے اپنے ایک عامل کو جس نے سرکاری مالگذاری کی وصولی میں بہت کمی کی تھی باز پرس کے لیے طلب کیا کہا کہ جو تم پر نکلتا ہے ادا کرو، اس نے کہا بخدا میرے پاس کچھ نہیں ہے، اسی اثنا میں کسی منادی کرنے والے نے ندا دی اشھد ان لا الہ الا اللہ یہ سنکر اس عامل نے منصور سے کہا کہ امیر المومنین اللہ کے لیے اور اس شہادت کے لیے کہ میں بھی لا الہ الا اللہ کہتا ہوں آپ اوس مطالبے کو جو مجھ پر عاید کیا گیا ہے بخشدیں، منصور نے اسے معاف کر دیا،

ایک مرتبہ اونھوں نے ایک شامی کو کسی ایک لگان کا محصل مقرر کیا اُس وقت اس کو نصیحت کی، اور اوس کی طرف بڑھکر فرمایا اس وقت جو بات تمھارے دل میں ہے میں اوس سے واقف ہوں تم میرے پاس سے اس وقت باہر نکلکر اپنے سے کہوگے، دیانت اور اندراج میں صحت اختیار کرو ہمیشہ خدمت پر بحال رہوگے،، پھر ایک مرتبہ ایک عراقی کو علاقہ سواد کے کسی ایک لگان کا محصل مقرر کیا اسے بھی کچھ نصیحت کی اور اوس کی طرف آگے بڑھکر فرمایا جو تمھارے دل میں ہے میں اس سے واقف ہوں تم اس وقت میرے پاس سے جاؤ گے اور اپنے دل سے کہوگے کہ جو اس خدمت کے بعد بھی فقیر رہا اوس کی حالت کبھی درست نہ ہوگی میرے پاس سے چلے جاؤ اور اپنی خدمت کا جاکر جائزہ لو اور یاد رکھو کہ اس قسم کے خیالات کو کبھی دماغ میں نہ آنے دینا ورنہ میں اس کی پوری پوری سزا دونگا۔ ان دونوں شخصوں نے عرصہ تک انکی ملازمت کی، اپنا حساب کتاب ہمیشہ درست رکھا اور اسکے خیر سگال رہے۔

منصور نے ایک عرب کو حضرموت کا والی مقرر کیا صدر مخبر نے انکو لکھا کہ یہ شخص اکثر شکاری باز اور شکاری کتوں سے شکار کھیلتا رہتا ہے، منصور نے اس والی کو برطرف کر دیا اور فرمان میں لکھا، اللہ تجھے ہلاک کر دے یہ کیا سامان ہے جو تو نے شکار کے جانوروں کے لیے مہیا کیا ہے میں نے تجھکو مسلمانوں کے معاملات کا سربراہ کار مقرر کیا تھا نہ کہ وحشی جانوروں کا منتظم، ہماری جو خدمت تمھارے تفویض رہی ہے اسے تم فلاں شخص کے سپرد کر دو اور خود ذلت و خواری کے ساتھ اپنے گھر چلے جاؤ،

ربیع بیان کرتا ہے سہیل بن سالم العنبری کو منصور کی خدمت میں پیش کیا گیا، یہ کسی کام پر مقرر کیا گیا تھا پھر برطرف کر دیا گیا تھا، اب منصور نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اس کو قید کر دیا جائے اور سرکاری مطالبہ وصول کیا جائے سہیل نے کہا میں آپ کا غلام ہوں کہنے لگے تم برے غلام ہو سہیل نے کہا مگر آپ تو اچھے آقا ہیں کہا تیرے لئے نہیں،

ربیع کہتا ہے میں ایک دن منصور کے سامنے یا انکے سرہانے کھڑا تھا ایک خارجی جس نے ان کی کئی فوجوں کو شکست دی تھی پیش کیا گیا اس سے کہا کھڑے ہو جاؤ تاکہ تمھاری گردن ماردی جائے جب وہ کھڑا ہوا تو اب ان کی اس پر نظر پڑی کہنے لگے اے فاحشہ کے جنے تجھ ایسے نفرے نے میری فوجوں کو بھگا دیا، خارجی نے کہا یہ تمھارا کیا اخلاق ہے کل تک تو میرے اور تمھارے درمیان تلوار اور جنگ تھی اور آج تم گالی گلوج پر اوتر آئے اگر میں بھی تم کو اس کے جواب میں گالیاں دوں تو میرا کیا بگاڑ سکو گے میں تو اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں، مجھے معلوم ہے کہ مجھے معاف نہ کیا جائے گا، یہ جواب سُن کر منصور شرمندہ ہو گئے اور اسے چھوڑ دیا، اور ایک سال اپنا منہ اسے نہ دکھایا۔

عمارہ بن حمزہ بیان کرتا ہے ایک دن میں منصور کی خدمت میں حاضر تھا دوپہر کے وقت اپنے گھر واپس جانے لگا اسی دن مہدی کے لیے بیعت ہوئی تھی میری واپسی کے وقت مہدی میرے پاس آئے کہنے لگے مجھے

معلوم ہوا ہے کہ میرے باپ میرے بھائی جعفر کے لیے بیعت لینا چاہتے تھے
میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اگر انھوں نے ایسا کیا تو میں انسے توقتل
کردونگا، میں اسی وقت امیرالمومنین کے پاس آیا کیونکہ میں نے دل میں سمجھا
کہ یہ معاملہ ایسا نہیں ہے کہ اس میں تاخیر کی جائے اسی وقت انکو اس کی
اطلاع ہو جانا چاہیے، حاجب نے کہا کہ تم ابھی تو امیرالمومنین سے مل کر گئے
ہو میں نے کہا ایک خاص واقعہ پیش آگیا ہے میرے لیے باریابی کی اجازت
حاصل کرو، میں باریاب ہوا پوچھا خیر ہے کیوں آئے میں نے عرض کیا ایک
خاص واقعہ پیش آگیا تھا چاہتا ہوں کہ آپ سے بیان کروں، کہنے لگے
تمھارے بیان کرنے سے پہلے لو ہم بیان کئے دیتے ہیں مہدی تمھارے پاس
آیا تھا اور اس نے تم سے یہ کہا ہے میں نے کہا بے شک ایسا ہی ہے ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ امیرالمومنین وہاں موجود تھے اور ہماری گفتگو سن رہے تھے، کہا اسے
کہدو ہوش میں آؤ ہم خود جعفر سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ اس پر تمھاری دسترس
نہیں ہوسکتی،

ابراہیم بن صالح کہتا ہے ہم منصور کی جناب میں باریاب ہونے کے
لیے قصر کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے باتوں باتوں میں حجاج کا ذکر آگیا
ہم میں سے بعض نے اس کی تعریف کی اور بعض نے اس کی مذمت کی مداحوں
میں معن بن زائدہ تھا اور مذمت کرنے والوں میں حسن بن زید اب ہم سب باریاب
ہوئے حسن بن زید نے یہی ذکر دربار میں چھیڑ دیا اور کہا امیرالمومنین مجھے یہ گمان
کبھی نہ تھا کہ میں اتنے دن زندہ رہونگا کہ آپ کے محل میں آپ کے فرش
پر بیٹھے ہوئے حجاج کا ذکر ہو اور اس کی تعریف کی جائے، اور میں اسے سنوں،
پوچھا اس میں کون سی ایسی بات تھی جو تمکو ناگوار گزری ایک جماعت نے اپنا
ایک اہم کام اس کے سپرد کر دیا اس نے نہایت دیانت داری خلوص اور ہوشیاری
سے اس جماعت کی خدمت ادا کی بخدا میں خود چاہتا ہوں کہ مجھے ایسا شخص
مل جاتا تو میں اسے اپنے خاص معاملات سپرد کر دیتا اور کسی ایک جرم میں اسے
ہمیشہ کے لیے متعین کر دیتا معن نے کہا جناب والا کے پاس اب بھی ایسے اشخاص

موجود ہیں کہ اگر آپ اون سے نہایت ہی اہم امور کی بجاآوری چاہیں تو وہ اسے کامیابی کے ساتھ سرانجام دیں پوچھا وہ کون معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے تئیں ایسا سمجھتے ہو محسن نے کہا اگر میں اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہوں تو کچھ بیجا بھی نہیں ہے فرمایا ہرگز نہیں تم ایسے نہیں ہو ایک جماعت نے حجاج کو امین بنایا اس نے ان سب کو وہ امانت دیدی اور ہم نے تم کو امین بنایا تو تم نے ہمارے ساتھ خیانت کی۔

ابوبکر الہذلی کہتا ہے "میں امیرالمومنین منصور کے ہمراہ مکہ گیا تھا ایک دن میں ان کے ہمرکاب تھا کہ ایک شخص ایک سرخ اونٹنی پر سوار ململ کا جبہ زیب بدن عدنی عمامہ زیب سر کئے ہاتھ میں ایک اتنا لانبا کوڑا لئے کہ جو زمین کو چھو رہا تھا جو اپنی عجیب و غریب ہیئت کی وجہ سے مشتبہ سا تھا صحرا سے آتا ہوا سامنے گزرا اوسے دیکھ کر مجھے حکم دیا کہ میں اسے روکوں میں نے اسے بلایا وہ آیا۔ امیرالمومنین نے اس سے اس کا نسب، علاقہ، اور اس کا قومی وطن پوچھا نیز دریافت کیا کہ تمہارے ہاں صدقات کے والی کون ہیں، اس نے ان تمام سوالات کا اس خوبی سے جواب دیا کہ وہ بہت خوش ہوئے پھر اس سے کہا کچھ شعر سناؤ اس نے اوس بن حجر وغیرہ قبیلہ بنی تمیم بن عمرو کے دوسرے شعرا کے شعر سنائے، نیز دوسرے افسانے سنائے ادی ہیں اس نے طریف بن تمیم العنبری کے یہ شعر پڑھے

ان قناتی لنبع لا یؤیسہا ✣ غمز الثقاف وادہن ولا نار

متی اجر خائفا تأمن مسارحہ ✣ وان اخف آمنا تقلق بہ الدار

ان الامور اذا اوردتہا صدرت ✣ ان الامور لہا ورد واصدار

(ترجمہ) میرے نیزے کا بانس کامل طور پر پختہ ہے جسکو سیدھا کرنے کے لئے سیدھا کرنے والے اوئے یا تیل یا آگ کی ضرورت نہیں جب میں کسی خوفزدہ کو پناہ دیتا ہوں تو اس کے لئے تمام راستے چاہے وہ کسی قدر وسیع ہوں بے خوف و خطر بن جاتے ہیں اور اگر میں کسی پڑے جتھے والے اور قلعوں والے کو دھمکی دیدوں تو وہ خود اپنے گھر میں بے چین و مضطرب ہو جاتا ہے میں جب اہم معاملات میں پڑتا ہوں تو باوجود انکے بگڑ جانے کے میں انکو سالم اور پر لے آتا ہوں اور بیشک معاملات بنتے بگڑتے رہتے ہیں۔

شعر سن کر پوچھا اچھا بتاؤ تم میں یہ طریف کس حیثیت کا آدمی تھا جس نے یہ شعر کہے ہیں اس نے کہا وہ تمام عرب میں دشمن کے لئے نہایت سخت اور دبھر تھا جس کی گرفت بہت ہی شدید تھی، وہ سب سے زبردست انتقام لینے والا اور نہایت

مبارک نصیبے والا تھا، دشمن کے حق میں اس کا نیزہ نہایت سخت تھا سب سے بڑا مہماں نواز اور اپنے ہمسایہ کے لئے نہایت ہی پارسا اور قابل اعتماد تھا عکاظ کے میلہ میں تمام عربوں نے اوسکی ان صفات کو تسلیم کیا البتہ ایک شخص نے اسکی تنقیص کی اور کہا کہ بخدا لڑائیوں میں تمہاری کامیابیاں کچھ شہرت نہیں رکھتیں اور نہ تمہارا نشانہ درست ہے یہ سن کر اس نے عہد کیا کہ وہ سوائے اپنے شکار کے کوئی گوشت آئندہ سے نہ کھائے گا اور ہر سال کسی نہ کسی ایسی مہم میں مصروف پیکار ہوگا جس کی وجہ سے اس کی شجاعت و بسالت کا شہرہ آفاق میں پھیلے منصور نے کہا اے تمیمی تم نے اپنے سردار کی تعریف کا حق ادا کر دیا مگر بات یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں اس کے دونوں شعروں کا میں زیادہ مصداق ہوں اور معلوم ہوتا ہے کہ ان شعروں میں اس کی نہیں بلکہ میری تعریف کی گئی ہے۔

دن کے پہلے حصہ میں منصور امور سلطنت کو انجام دیتے، ہدایات دیتے، حمایت کرتے، عزل و نصب کرتے سرحدوں اور اطراف سلطنت میں فوج کی تعیین کرتے راستوں کے امن کا انتظام کرتے آمدنی اور خرچ کو دیکھتے، رعایا کی معاش کی اصلاح پر غور کرتے تاکہ ملک سے افلاس کم ہو اور رعایا امن و سکون کے ساتھ زندگی بسر کرے نماز عصر کے بعد اپنے گھر والوں سے بات چیت کرتے اس وقت اور کسی سے ملاقات نہ کرتے البتہ جس سے وہ رات کے وقت باتیں کرنا چاہتے صرف انکو اس وقت ہی ملاقات کی اجازت ہوتی عشا کی نماز کے بعد اطراف و اکناف سلطنت اور سرحدوں سے جو خط آئے ہوتے ان کو ملاحظہ کرتے اور حسب ضرورت ان کے متعلق اپنے دوستوں سے مشورہ لیتے ایک پہر رات گزرنے کے بعد خوابگاہ میں چلے جاتے اور ان کے خاص دوست اپنے اپنے گھروں کو پلٹ آتے دوسری پہر گزرنے کے بعد بستر سے اوٹھتے وضو کرتے اور طلوع فجر تک اپنی محراب میں کھڑے ہوئے تہجد کی نماز پڑھتے رہتے پھر صبح کی نماز کو باہر تشریف لاتے اور خود ہی صبح میں امامت کرتے اس کے بعد پھر ایوان دربار میں چلے آتے اور سرکاری کام شروع کر دیتے۔

ابو جعفر نے ایک مرتبہ اسماعیل بن عبداللہ سے کہا کہ مختلف لوگوں کی خصوصیات بیان کرو اس نے کہا اہل حجاز کی یہ خصوصیت ہے کہ ان سے اسلام کی ابتدا ہوئی اور وہ عرب کی یادگار ہیں اہل عراق اسلام کے رکن اور دین کے جنگجو ہیں، اہل شام امت اسلام (۳-۴)

کے لئے بمنزلہ قلعہ کے ہیں اور اماموں کے نیزے ہیں، اہل خراسان بڑے سخت لڑنے والے سپاہی ہیں۔ ترک نہایت ثابت قدم جنگجو قوم ہے، اہل ہند حکما ہیں اور اپنے علاقہ کی سرسبزی اور زرخیزی کی وجہ سے وہ دوسرے اپنے متصلہ ممالک کی امداد سے بے نیاز ہیں، رومی اہل کتاب اور مذہبی لوگ ہیں جن کو اللہ نے مسلمانوں سے قریب ہونے کے بعد ایک سمت کو علیحدہ دور کر دیا ہے، انطی قدیم زمانے میں حکمران تھے مگر اب تو وہ ہر قوم کے غلام ہیں۔

منصور نے پوچھا سب سے بہتر والی کی صفت بیان کرو اس نے کہا جو سخی ہو اور برائی سے ہمیشہ اعراض کرتا رہے، پوچھا سب سے احمق والی کون ہے اس نے کہا جو رعایا پر سخت ظلم کرتا ہو اور ہمیشہ اس سے حماقت اور عقوبت سرزد ہوتی ہو، پوچھا شاہی مفاد کے لئے اطاعت خوف مناسب ہے یا اطاعت محبت اس نے کہا امیر المومنین خوف کی حالت میں جو اطاعت نمایاں رہتی ہے اس کی تہ میں غدر ہوتا ہے اور ہمیشہ اس کی نگرانی کی ضرورت ہے بخلاف اس کے جو اطاعت محبت پر مبنی ہوتی ہے اسمیں قوت اجتہاد زندہ رہتی ہے اور اگر اس کی طرف سے غفلت بھی برتی جائے تب بھی اس میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا پوچھا کہ کن لوگوں کی طاعت بہتر ہے اس نے کہا جو زیادہ نقصان اور زیادہ نفع پہونچا سکیں پوچھا ان کی شناخت کیا ہے اس نے کہا ایسے اشخاص دعوت پر فوراً لبیک کہتے ہیں اور اپنی جانیں لڑا دیتے ہیں، پوچھا بادشاہ کا وزیر کیسا ہو اس نے کہا جس کا قلب سلیم ہو اور حرص و آز کا اس کے پاس گزر نہ ہوا ہو۔

ولیعہد مقرر کرنے کے بعد منصور نے مہدی سے کہا دیکھو ابو عبداللہ ہمیشہ ہر نعمت پر شکر ادا کرنا جب قدرت ہو عفو کرنا رعایا کی اطاعت کی حالت میں ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا جب تم کو جنگ میں فتح ہو اس وقت تواضع کو پیش نظر رکھنا مغرور نہ ہونا دنیاوی لذائذ اور آرام کے ساتھ اللہ کی رحمت کو نہ بھول جانا کیونکہ وہ ان سب سے بہتر ہے،

منصور نے مہدی سے کہا کہ جب تک تم کسی معاملہ پر اچھی طرح غور و فکر نہ کر لو اسے انجام نہ دینا کیونکہ ایک دانشمند کا تفکر اس کے لئے آئینہ کا کام دیتا ہے جس میں اسے اپنا حسن و قبح نظر آ جاتا ہے،

(۴۰۴)

ایک دوسرے موقع پر مہدی سے کہا حکمران بغیر تقویٰ کے درست نہیں ہوتا، رعایا بغیر طاعت کے ٹھیک نہیں ہوتی ملک انصاف کے بغیر آباد نہیں ہوتا حکومت کا قیام

اور وہ اہم روپیہ سے ہے انتظام ملک ملک کی تمام خبروں کے حاصل کئے بغیر درست نہیں رہتا، جو شخص معاف کرنے پر سب سے زیادہ قادر ہے وہی سزا دینے پر قادر ہوتا ہے سب سے کمزور شخص وہ ہے جو اپنے سے کمزور تر لوگوں پر ظلم کرتا ہے اپنے آدمی کے کام پر بھروسہ کرو مگر ہمیشہ اس کی حالت سے باخبر رہو، ایک موقع پر کہا اے ابو عبداللہ اپنی صحبت کو کبھی ایسے علما کی شرکت سے خالی نہ رکھنا جو تم کو حدیث سناتے رہیں محمد بن شہاب الزہری نے کہا کہ حدیث نر ہے اسے نر پسند کرتے ہیں اور مادہ اور سے برا سمجھتے ہیں اور جو کچھ انھوں نے کہا وہ بالکل صحیح ہے مہدی سے کہا جو تعریف کو پسند کرتا ہے وہ اپنے اخلاق درست رکھتا ہے اور جو تعریف کو نہیں چاہتا اس کے اخلاق بھی بگڑ جاتے ہیں جس نے تعریف کو برا جانا لوگ اس کی مذمت کرنے لگتے ہیں اور جس کی مذمت کی گئی وہ آخر میں بے بس کر دیا جاتا ہے اور اس کی کچھ نہیں چلتی۔

ایک مرتبہ مہدی سے کہا عاقل وہ نہیں ہے جو مصیبت میں پڑ کر نکل آئے بلکہ وہ ہے جو افتاد سے پہلے اس کا انتظام کر دے۔ اور اس میں پڑنے کی اسے نوبت ہی نہ آئے۔

ایک مرتبہ مہدی سے پوچھا تم کو معلوم ہے کہ تمھارے پاس کتنی فوج ہے اس نے کہا میں نہیں جانتا کہنے لگے تم تو اس خلافت کو تباہ کر دو گے تم کو فوج کی تعداد بھی معلوم نہیں خیر میں نے تمھارے لئے اتنی فوج مہیا کر دی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے تمھاری اس عدم توجہ کا تم کو کوئی نقصان نہیں ہوگا مگر یہ بے پروائی اور بے خبری بہت بری بات ہے اللہ سے ڈرو۔

خالصہ کہتی ہے میں ایک مرتبہ منصور کی خدمت میں گئی معلوم ہوا کہ داڑھ میں درد ہے میری آہٹ پا کر کہا آؤ میں پاس گئی دیکھا کہ دونوں ہاتھ جبڑوں پر رکھے ہوئے ہیں تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر مجھ سے پوچھا بتاؤ تمھارے پاس اس وقت کتنا مال ہے میں نے کہا ایک ہزار درہم فرمایا میرے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ اور پھر کہو کہ کتنا روپیہ تمھارے پاس ہے میں نے کہا دس ہزار دینار فرمایا اچھا میرے پاس لے آؤ۔ میں ان کے پاس سے واپس آئی اور مہدی اور خیزران سے یہ بات بیان کی مہدی نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھونسہ دیا اور کہا کہ تم کیوں ان کے پاس گئی تھیں ان کو درد نہیں ہے یہ محض بہانہ ہے بات یہ ہے کہ کل میں نے ان سے

روپیہ مانگا تھا اس کو سنتے ہی وہ بیمار بن گئے اب جو تم نے ان سے کہا ہے اتنا روپیہ ان کو لیجا کر دیدو، میں نے روپیہ پہونچا دیا مہدی ان کے پاس آیا کہا اے ابو عبد اللہ تم نے اپنی ضرورت بیان کی تھی تو یہ خالصہ کے پاس سے وہ ضرورت پوری ہو گئی۔

واضح ان کا غلام بیان کرتا ہے کہ ایک دن مجھ سے فرمایا تمھارے پاس جتنے پرانے کپڑے ہوں وہ سب اکٹھا کر لو جب تم کو مہدی کے میرے پاس آنے کا علم ہو تو اس کے آنے سے پہلے وہ کپڑے میرے پاس لے آنا اور ان کے ساتھ مختلف پیوند بھی ہوں میں پرانے کپڑے جمع کر کے لے آیا اتنے میں مہدی بھی خدمت میں حاضر ہوا منصور ان پیوندوں کا اندازہ کرنے لگے کہ یہ کس جگہ ٹھیک ہو گا اور یہ کہاں لگ سکے گا یہ رنگ دیکھ کر مہدی ہنس پڑا اور اس نے کہا امیر المومنین اسی وجہ سے لوگوں میں یہ چرچا ہے کہ دینار و درہم اور اس سے کم مالیت کے سکے تک پر امیر المومنین کی نظر رہتی ہے منصور نے کہا جو شخص اپنے پھٹے پرانے کی اصلاح نہیں کرتا وہ نئے کپڑے کا مستحق نہیں ہے، جاڑا سر پر آگیا ہے ہمیں اپنے بال بچوں کے لئے جڑاول کی ضرورت ہے کیا کیا جائے۔ مہدی نے کہا میں امیر المومنین اور ان کے بال بچوں کے لباس کا خرچ اپنے ذمہ لیتا ہوں کہنے لگے تمھاری خوشی ایسا ہی کرو۔

مومل بن امیال شاعر مہدی کی خدمت میں مقام رہے پر اس کی ولیعہدی کے زمانے میں حاضر ہوا اس نے مہدی کی مدح میں چند شعر کہے تھے مہدی نے اس کے صلہ میں بیس ہزار درہم اسے دیئے اعامل نے مدینۃ السلام میں منصور کو اس واقعے کی اطلاع لکھ بھیجی منصور نے مہدی کو ایک خط لکھا اور اس میں اس فعل پر اس کی مذمت کی اور لکھا تمھارے لئے مناسب یہ تھا کہ اگر کوئی شاعر ایک سال کامل تمھارے دروازے پر پڑا رہتا اس وقت تم اسے صرف چار ہزار درہم دیتے اس سے زیادہ کا وہ مستحق نہیں ابو قدامہ اس روایت کا ایک ناقل کہتا ہے کہ اس خط کے موصول ہونے کے بعد مہدی کے معتمد نے مجھے لکھا کہ میں اس شاعر کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجدوں میں نے اسے ہر چند تلاش کیا مگر وہ نہ ملا میں نے لکھدیا کہ وہ مدینۃ السلام گیا ہے منصور نے اپنے ایک فوجی افسر کو نہروان کے پل پر متعین کیا اور حکم دیا کہ جو شخص پل پر سے گذرے تم اس کا حال دریافت کرو اور اس طرح مومل کو پکڑ لاؤ اس

فوجی سردار نے پوچھتے پوچھتے موئل سے اس کا نام دریافت کیا اس نے کہا میں موئل بن امیال امیر مہدی کا ملنے والا ہوں اس نے کہا ہاں مجھے تمہاری تلاش تھی موئل کہتا ہے کہ یہ سن کر ابوجعفر کے ڈر سے میرا دل بیٹھا جاتا تھا کہ معلوم نہیں کس میرے ساتھ کیا ہوگا وہ سردار مجھے اپنے ساتھ لے کر باب المقصورہ آیا اور یہاں اس نے مجھے ربیع کے حوالے کر دیا ربیع نے امیر المومنین سے جاکر عرض کیا کہ وہ شاعر پکڑا ہوا حاضر بارگاہ ہے کہا میرے پاس لاؤ ربیع نے مجھے پیش کیا میں نے سلام کیا اس کا انھوں نے جواب دیا اب میری جان میں جان میں آئی اور میں نے خیال کیا کہ خیریت ہے فرمایا تو موئل بن امیال ہے میں نے عرض کیا جی فرمایا کیوں تو نے ایک سادہ دل ناتجربہ کار لڑکے کو جاکر دھوکا دے دیا میں نے عرض کیا اللہ امیر المومنین کا بھلا کرے میں ایک شریف، کریم نوجوان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے اسے دھوکا دیا وہ اس دھوکہ میں آگیا اب معلوم ہوتا تھا کہ میرے اس جواب کو انھوں نے پسند کیا کہا جو اشعار تم نے اس کی مدح میں کہے ہیں ذرا سناؤ میں نے وہ قصیدہ پڑھا سن کر کہنے لگے بے شک تم نے خوب کہا ہے مگر تمہارے اشعار بیس ہزار کے مساوی نہیں ہیں اس کا صلہ بیس ہزار بہت زیادہ ہے اچھا وہ روپیہ کہاں ہے میں نے کہا یہ موجود ہے پھر ربیع کو حکم دیا کہ تم اس کے ساتھ جاؤ اور چار ہزار دے کر باقی ضبط کر لو۔ چنانچہ ربیع میرے ساتھ ہوا اس نے میرا سامان اتروایا چار ہزار مجھے تول دے دئے باقی لے کر چلا گیا۔

اس کے بعد جب مہدی سریر آرائے خلافت ہوا اس نے ابن ثوبان کو افسر شکایات مقرر کیا یہ رصافہ میں اجلاس عام کرتا تھا جب اس کی چادر عرضیوں سے پر ہو جاتی وہ ان کو مہدی کی خدمت میں پیش کر دیتا ایک دن میں نے بھی ایک عرضی اپنا سارا قصہ لکھکر پیش کی جب ابن ثوبان نے تمام عرضیاں پیش کیں تو مہدی نے ان کو دیکھنا شروع کیا میری درخواست دیکھ کر ہنسا ابن ثوبان نے پوچھا کہ امیر المومنین صرف اسی درخواست پر کیوں ہنسے کہا کہ اس درخواست کی وجہ میں جانتا ہوں اس شخص کو بیس ہزار درہم واپس دے دئے جائیں یہ مجھے مل گئے اور میں وہاں سے چلا آیا۔

منصور کا مولی واضح بیان کرتا ہے ایک دن میں ان کے سرہانے کھڑا تھا کہ مہدی ملاقات کے لئے آیا وہ اس وقت ایک نئی سیاہ قبا پہنے تھا اس نے آکر امیر المومنین کو سلام کیا، اور بیٹھ گیا۔ پھر وہ کھڑا ہوا اور واپس جانے لگا ابو جعفر اپنی محبت اور پسندیدگی کی وجہ سے مسرت کے ساتھ برابر دیکھتے رہے جب وہ ایوان دربار کی دہلیز میں پہونچا اس نے اپنی تلوار سے ٹھوکر کھائی، اس کی سیاہ قبا پھٹ گئی مہدی اٹھا اور اس بات کی ذرا سی بھی پروا کئے بغیر اپنے راستے ہو لیا۔ ابو جعفر نے حکم دیا کہ ابو عبداللہ کو میرے پاس واپس بلاؤ ہم اسے لے آئے منصور نے کہا کہو تمہاری یہ بے پروائی کیا عطایا ئے الہٰی کی تحقیر یا عیش و آرام کی سرمستی یا مصیبت کی حقیقی غرض وغایت سے جہل کی بنا پر سرزد ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے نفع وضرر سے ناواقف ہو جس حال میں تم ہو یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے اگر تم اس کا شکر بجالاؤ گے اللہ اس میں اور زیادتی کرے گا اور اگر اس حقیقت سے تم واقف ہو جاؤ کہ مصیبت امتحان کے لئے آتی ہے تو اللہ تم کو اس سے بچالے گا، مہدی نے کہا اللہ تعالیٰ ہمیشہ امیر المومنین کا سایہ ہمارے سروں پر قایم رکھے، اور ہم آپ کے ان ارشاد سے بہرہ مند ہوتے رہیں، میں خدا کی عطایا اور نعمتوں پر اس کا شکر بجالاتا ہوں اور اس کی رحمت سے مصائب کا نعم البدل مانگتا ہوں، یہ کہکر مہدی چلا گیا۔

وضین بن عطا کہتا ہے چونکہ خلیفہ ہونے سے پہلے سے میری ابو جعفر سے دوستی تھی اس وجہ سے انھوں نے مجھے ملاقات کے لئے بلایا میں مدینۃ السلام آیا ایک دن میری ان سے تنہائی میں ملاقات رہی پوچھا کہو تمہاری جا ید اد کتنی ہے میں نے کہا کچھ ہے خود امیر المومنین اس سے واقف ہیں پوچھا تمہارے متعلقین کتنے ہیں میں نے کہا تین بیٹیاں ہیں ایک عورت ہے اور ایک ان کا خادم، کہنے لگے تمہارے گھر میں چار ہیں میں نے کہا جی ہاں، یہ بات انھوں نے کئی مرتبہ مجھسے دہرائی جس سے مجھے خیال ہوا کہ شاید مجھے کچھ دیں گے، مگر پھر اپنا سر میری طرف اٹھا کر کہا تم تو عربوں میں سب سے زیادہ دولتمند ہوا ایسے شخص کی دولت کی کیا انتہا جس کے گھر میں چار چرخے چلتے ہوں ۔

(۱۰۹۱)

بشر نجومی کہتا ہے ایک دن مغرب کے وقت ابوجعفر نے مجھے بلایا اور ایک کام کے لئے بھیجا۔ جب میں واپس آیا انہوں نے اپنے مصلے کا ایک کونا اٹھایا وہاں ایک دینار رکھا ہوا تھا مجھ سے کہا اسے لے لو اور حفاظت سے رکھو چنانچہ وہ دینار اب تک میرے پاس موجود ہے۔

ابو مقاتل الخراسانی کہتا ہے میرے ایک غلام کے متعلق ابوجعفر سے بیان کیا گیا کہ اس کے پاس دس ہزار درہم ہیں، ابوجعفر نے وہ اس سے لے لئے اور کہا کہ یہ میرا روپیہ ہے۔ اس غلام نے کہا یہ روپیہ آپ کا کیسے ہوسکتا ہے میں کبھی آپ کی ملازمت میں نہیں رہا نہ میرے اور آپ کے درمیان کوئی رشتہ ناطہ ہے۔ کہنے لگے ہاں یہ ٹھیک ہے مگر تو نے علینیہ بن موسیٰ بن کعب کی ایک لونڈی سے نکاح کیا تھا اس سے یہ روپیہ تجھ کو ورثہ میں ملا ہے اور یہ روپیہ اس لونڈی کو اس وقت ملا جبکہ علینیہ سندھ کا والی تھا اور اس نے میری نافرمانی کی اور میرے روپیہ کو غبن کیا تو یہ روپیہ حقیقت میں وہی روپیہ ہے۔

ابوجعفر نے ایک شخص کو باروسا کا والی مقرر کیا جب یہ وہاں سے واپس آیا تو اس خیال سے کہ اسے کچھ دینا نہ پڑے وہ اسے ڈانٹنے لگے اور کہنے لگے میں نے تجھ کو اپنی امانت میں شریک بنایا اور مسلمانوں کی مالگزاری کا تحصیلدار مقرر کیا تو نے اس میں خیانت کی۔ اس شخص نے کہا اے امیر المومنین میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس روپیہ میں سے میرے پاس صرف ایک درہم مثقال ہے، جسے میں نے اپنی جیب میں رکھ چھوڑا ہے تاکہ آپ کے پاس سے جب جاؤں تو خچر کرایہ کر کے اپنے گھر جاسکوں اس کے علاوہ آپ کے مال یا اللہ کے مال کا ایک حبہ میرے پاس نہیں ہے۔ کہنے لگے میں تجھ کو صادق القول سمجھتا ہوں اچھا وہ ہمارا درہم ہمیں دو۔ منصور نے وہ درہم اس سے لے کر اپنے نمدے کے نیچے رکھ لیا اور کہا کہ میری اور تمہاری مثال مجیر ام عامر کی ہے۔ اس نے پوچھا یہ مجیر ام عامر کون تھا منصور نے اسے بجو اور اس کے پناہ دینے والے کا قصہ سنایا۔ کہ اسے کچھ دینا نہ پڑے۔ ابوجعفر نے اسے سخت سست بھی کہا۔

ہشام بن محمد کہتا ہے ایک مرتبہ قثم بن العباس کسی ضرورت سے ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگے کہ اپنی ضرورت تو ایکطرف رکھو پہلے یہ بتاؤ کہ تمھارا نام قثم کیوں رکھا گیا۔ اس نے کہا میں اس سے قطعی ناواقف ہوں۔ کہنے لگے اقثم اس شخص کو کہتے ہیں جو کھاتا ہے اور گراتا جاتا ہے۔ کیا تم نے یہ شعر نہیں سنا۔

وللکبراء اکل کیف شاوؤا ؛ وللصغراء اکل واقتثا؟

سن رسیدہ جس طرح چاہتے ہیں کھاتے ہیں اور کمسن کھاتے ہیں اور گراتے ہیں۔

ایک مرتبہ منصور نے محمد بن سلیمان کو بیس ہزار درہم دیے اور اس کے بھائی جعفر کو دس ہزار دیے۔ جعفر نے عرض کیا کہ جناب والا نے باوجود اس بات کے کہ محمد مجھ سے چھوٹا ہے اسے زیادہ دیئے اور مجھے کم۔ کہنے لگے اور کیا تم اس جیسے ہو ہم جس طرف جاتے ہیں ہمیں محمد کے رفاہ عام کے کاموں کے آثار نظر آتے ہیں۔ خود ہمارے گھر میں اس کے تحائف اب تک کچھ نہ کچھ موجود ہیں اور تم نے ان میں سے کوئی بات بھی کبھی نہیں کی۔

ایک دن ابن ہبیرہ اپنی مجلس میں بیٹھا بیان کر رہا تھا کہ میں نے جنگ وامن دونوں حالتوں میں کسی شخص کو منصور سے زیادہ ہوشیار و چالاک بیدار و چوکنا نہیں پایا باوجودیکہ میرے ساتھ عرب کے مشہور بہادر سردار تھے انھوں نے میری شہر میں مجھے نو ماہ تک محصور رکھا۔ ہم نے اپنی تمام کوششیں اس بات میں صرف کردیں کہ کوئی موقع ایسا ہمدست ہو سکے کہ ہم اس کے پڑاو پر کسی کمزور نقطے سے یورش کرسکیں اور اس طرح اس کی طاقت کو توڑدیں مگر کبھی ایسا موقع ہمیں ہمدست نہ ہوا۔ جب انھوں نے مجھے محصور کیا تھا اس وقت میرے سر میں ایک بال بھی سفید نہ تھا اور جب میں محاصرہ سے نکل کر ان کے پاس آیا ہوں اس وقت ایک بال بھی سیاہ نہ رہا تھا۔ اعشی کے یہ شعر اس پر صادق آتے ہیں۔

یقوم علی الرغم من قومہ ؛ فیعفو اذا شاء او ینتقم

۱۱۱

اخوالحرب لاضرعٌ واھنٌ　٭　ولو نیتعل بنعال الخذر

وہ اپنی قوم کے منشائے کے خلاف ان کے مقابل جما ہوا ہے۔ جب چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے انتقام لے لیتا ہے وہ بڑا جنگجو بہادر ہے کمزور و بزدل نہیں ہے اور نہ اس نے پھٹے پرانے جوتے پہن رکھے ہیں۔

ایک مرتبہ ابوجعفر ازہر السمان کے پاس اپنے خلیفہ ہونے سے قبل مہمان رہے تھے (یہ ازہر السمان محدث نہیں ہے بلکہ دوسرا شخص ہے) ان کے خلیفہ ہونے کے بعد یہ مدینۃ السلام میں آیا اور ان کی جناب میں پیش کیا گیا پوچھا کیوں آئے ہو۔ اس نے کہا چار ہزار درہم مجھ پر قرض ہیں، میرا مکان شکستہ ہو گیا ہے۔ اور میرا لڑکا اپنی شادی کرنا چاہتا ہے ابوجعفر نے اسے بارہ ہزار درہم دلوا دیئے اور پھر کہا ازہر اب کوئی غرض لے کر تم ہمارے پاس نہ آنا اس نے کہا بہت اچھا۔ تھوڑی مدت کے بعد وہ پھر آیا پوچھا کیوں آئے ہو اس نے کہا محض آپ کے سلام کے لئے حاضر ہوا ہوں کہنے لگے مجھے خیال ہوتا ہے کہ اس مرتبہ تم اسی قسم کی ضروریات کے لئے آئے ہو گے جن کے لئے پہلی مرتبہ آئے تھے۔ اس مرتبہ پھر انھوں نے بارہ ہزار درہم اسے دلوا دئے اور کہا ازہر اب تم کبھی نہ کسی غرض کو لے کر آنا اور نہ سلام کے لئے آنا اس نے کہا بہت بہتر ہے کچھ ہی روز کے بعد وہ پھر آیا۔ پوچھا اب کیوں آئے اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس کوئی دعا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ مجھے بتا دیں۔ کہنے لگے تم اس کا ورد ہرگز نہ کرنا وہ مستجاب نہیں ہے۔ میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے تمھارے بار بار آنے سے بچائے مگر اس نے قبول نہیں کی۔ اس مرتبہ انھوں نے بغیر کچھ دیئے اسے جانے کی اجازت دیدی۔

جب ابن ہبیرہ واسط میں محصور تھا اور ابوجعفر اس کے مقابل جمے ہوئے تھے اس نے ان سے کہلا بھیجا کہ چونکہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ تم مجھے بزدل سمجھتے ہو میں فلاں دن باہر آ کر تم سے مبارزت طلب کروں گا۔ منصور نے اس کے جواب میں لکھا اے ابن ہبیرہ تو اپنے غرور

ونخوت میں حد سے متجاوز ہو گیا ہے اللہ نے جو وعید تجھ سے کی ہے وہ اس کو سچ کر دکھائیگا اور شیطان نے تجھے جو امیدیں بندھائی ہیں وہ ان کو کبھی پورا نہ کرے گا جس شئے کو اب تک اللہ نے دور رکھا ہے شیطان اسے قریب کر رہا ہے۔ وقت آتا ہے پھر خود ہی تجھکو معلوم ہو جائیگا میری اور تیری مثال اس قصہ کے مصداق ہے۔ میں نے سنا ہے کہ ایک شیر کی ملاقات سور سے ہوئی سور نے کہا میرے مقابلہ پر آؤ شیر نے جواب دیا تو سور ہے میرا جوڑ نہیں اگر میں تجھ سے لڑوں اور قتل کر دوں تو مجھ سے کہا جائیگا کہ تو نے سور کو مار ڈالا اس سے شرف وفضیلت حاصل نہیں ہو گی اور اگر مجھے تیرے ہاتھوں کچھ بھی گزند پہونچا تو اس میں میرے لئے رسوائی ہے۔ سور نے کہا اچھا اگر تم مجھ سے نہیں لڑتے تو میں جاکر سب درندوں سے کہے دیتا ہوں کہ تم میرے سامنے بزدل نکلے اور میرے مقابلے پر نہ آئے شیر نے کہا تیری اس جھوٹی رسوائی کا برداشت کرنا میرے لئے اس بات سے آسان ہے کہ میری مونچھیں تیرے خون سے آلودہ ہوں۔

ایک مرتبہ کسی نے ابوجعفر سے ہشام بن عبدالملک کی ایک لڑائی میں کامیاب تدبیر وانتظام کا ذکر کیا ابوجعفر نے اس کے متعلق دریافت کرنے کے لئے ایک شخص کو جو ہشام کے ساتھ اس کے مقام رصافہ ہشام میں قیام پذیر ہوتا تھا بلا بھیجا وہ شخص آیا ابوجعفر نے اس سے پوچھا تم ہشام کیساتھ تھے اس نے کہا جی ہاں۔ پوچھا اچھا بتاؤ فلاں سنہ میں ہشام نے جو لڑائی لڑی اس میں اس نے کیا تدبیر اختیار کی تھی اس شخص نے کہا اللہ ان پر رحم کرے انھوں نے یہ تدبیر کی تھی پھر اس کے بعد اس شخص نے کہا انھوں نے ایسا انتظام کیا تھا رضی اللہ عنہ اس جملہ کو سن کر منصور کو غصہ آگیا کہا اٹھ جاؤ اللہ کا غضب تجھ پر نازل ہو تو میرے فرش پر بیٹھا ہوا میرے دشمن پر اللہ کی رحمت بھیج رہا ہے وہ بڈھا یہ کہتا ہوا کہ آپ کے دشمن کا بار احسان میری گردن پر ہے جو موت سے پہلے کسی طرح نہیں اتر سکتا اٹھ کھڑا ہوا۔ منصور نے اسے واپس بلایا کہا بیٹھ جاؤ اور بیان کرو کہ یہ بات تم نے کس بنا پر کہی

اس نے کہا کہ جب میرا ان کا مواجہہ ہوا انھوں نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ پھر مجھے کسی عرب یا عجمی کے در پر سوال کی ضرورت نہ پڑی تو اس احسان کی وجہ سے کیا مجھ پر یہ بات واجب نہیں ہے کہ میں ان کا ذکر خیر کروں اور ان کے بعد ان کی تعریف کروں۔ منصور نے کہا وہ بہت اچھی ماں تھی جسکے تم بیٹے ہو۔ اور وہ بہت عمدہ رات تھی جسمیں تم پیدا ہوئے میں شہادت دیتا ہوں کہ تم شریف وکریم ماں باپ کے بیٹے ہو، اسکے بعد انھوں نے اس سے پورا واقعہ سنا اور اس کیلئے صلہ کا حکم دیا، اس نے کہا، امیر المومنین اگرچہ مجھے آپ کے صلہ کی ضرورت تو نہیں ہے مگر اپنی عزت افزائی کے خیال سے میں اسے قبول کرتا ہوں اور نیز اسلئے کہ میں اسکا ذکر کروں، صلہ لیکر وہ بڈھا چلا گیا اس کے جانے کے بعد منصور کہنے لگے کہ ایسے شخص کے ساتھ احسان اور اکرام کرنا چاہئے۔ افسوس ہے کہ ہمارے فرودگاہ میں کوئی ایسا شریف نظر نہیں آتا۔ (۱۴۱)

کوفہ کے بعض لوگ ایسے تھے جو ہمیشہ اپنے عامل پر اعتراض اپنے امیر کے تشدد کی شکایت کرتے تھے اور اسی کے ساتھ ایسی باتیں بھی کرتے تھے جس سے حکومت پر طعن ہوتا تھا۔ صاحب برید نے اپنے خط میں اس کی شکایت لکھ بھیجی۔ منصور نے ربیع سے کہا کہ بارگاہ خلافت میں جو کوفہ والے ہوں ان سے جا کر کہدو کہ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اگر تمہارے دو شخص بھی ایک جا جمع پائے جائیں گے تو میں ان کے سر اور ڈاڑھیاں منڈوا دوں گا اور ان کی پیٹھ پر درے لگواؤں گا تم اپنے گھروں میں جا کر بیٹھو اور کوئی حرکت ایسی نہ کرو جس کی پاداش میں تم کو تکلیف اٹھانا پڑے۔ ربیع نے یہ پیام ان کو آکر سنا دیا ابن عیاش نے اس سے کہا اے عیسیٰ بن مریم کے شبیہ جس طرح تم نے امیر المومنین کا پیام ہمیں پہنچایا ہے تم ہماری گزارش بھی ان کے گوش گزار کردو کہ مار کی قوت برداشت ہمیں نہیں البتہ ڈاڑھی کے منڈوانے کے متعلق جب امیر المومنین پسند کریں حکم دے سکتے ہیں۔ ابن عیاش کی ڈاڑھی میں بال ہی نہ تھے، ربیع نے اندر جا کر منصور سے یہ بات کہدی سن کر ہنس پڑے اور کہا اللہ اس کو ہلاک کردے وہ کس قدر مکار اور خبیث ہے

نصر بن حرب ابوجعفر کا ایک پہرہ دار بیان کرتا ہے۔ کسی علاقہ سے ایک شخص جس نے حکومت کے خلاف فساد برپا کرنا چاہا تھا گرفتار کر کے میرے پاس لایا گیا، میں نے اسے ابوجعفر کی خدمت میں پیش کیا اسے دیکھ کر انھوں نے کہا اصبغ اس نے کہا جی امیر المومنین کہنے لگے بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے تجھے آزاد کیا اور تیرے ساتھ احسان کیا اس نے کہا بجا ارشاد ہے کہنے لگے پھر بھی تو نے میری حکومت و سلطنت کی بربادی کے لئے جد وجہد کی اس نے کہا میں نے غلطی کی اور امیر المومنین معاف فرمائیں۔ اب انھوں نے عمارہ کو جو دربار میں حاضر تھا بلایا اور کہا دیکھو یہ اصبغ موجود ہے اور یہ بری نظروں سے مجھے گھور رہا ہے۔ عمارہ نے کہا امیر المومنین بجا ارشاد فرماتے ہیں کہنے لگے اچھا میری وہ تھیلی لاؤ جس میں عطا کی رقم رہتی ہے وہ تھیلی لائی گئی اس میں پانسو درہم تھے۔ اصبغ کی طرف مخاطب ہو کر اس تھیلی کو ہلاتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اسے لو یہ خالص درہم ہیں اور اپنی خدمت پر چلے جاؤ۔ عمارہ کہتا ہے میں نے اصبغ سے پوچھا کہ امیر المومنین کے اس طرز عمل کو ذرا سمجھاؤ اس نے کہا جب میں غلام تھا تو رسیاں بٹا کرتا تھا اور میری محنت کی کمائی سے وہ بھی کھاتے تھے۔

نصر کہتا ہے اس کے بعد دوسری مرتبہ وہی شخص پھر گرفتار کر کے لایا گیا میں نے حسب سابق اسے امیر المومنین کی خدمت میں پیش کر دیا جب وہ ان کے روبرو جا کر کھڑا ہوا تو امیر المومنین نے تیز نظروں سے اسے دیکھا اور کہا "اصبغ" اس نے کہا جی امیر المومنین کہنے لگے تو نے ہماری حکومت کے خلاف یہ اور یہ سازش کی تھی اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور کہا مجھ سے حماقت ہوئی۔ مگر اس مرتبہ امیر المومنین نے اسے قتل کرا دیا۔

ابوجعفر زعفرانی خضاب اپنی ڈاڑھی میں لگاتے تھے وجہ اس کی یہ تھی کہ ان کے بال اس قدر نرم تھے کہ کوئی اور خضاب وہ قبول ہی نہیں کرتے تھے ڈاڑھی بھی ہلکی سی تھی۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ منبر پر خطبہ کے دوران میں وہ رو پڑے اور آنسو بالوں کی کمی اور نرمی کی وجہ سے تیزی کے ساتھ ڈاڑھی پر دوڑتے ہوئے ٹپک جاتے۔

بنی امیہ کا ایک سربرآوردہ شخص گرفتار کر کے منصور کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ منصور نے اس سے کہا۔ میں تم سے چند باتیں پوچھتا ہوں تم ان کا صحیح جواب دیدو اور پھر تم کو امان ہے۔ اس نے کہا بہتر ہے سوال کیجئے۔ پوچھا بنی امیہ کے زوال کی حقیقی وجہ کیا ہوئی اس نے کہا مخبروں کا انتشار، پوچھا کس مال کو انھوں نے زیادہ سودمند پایا؟ اس نے کہا جواہرات کو، پوچھا کون جماعت وفادار ثابت ہوئی اس نے کہا ہمارے موالی۔ یہ سن کر پہلے منصور کا ارادہ ہوا کہ وہ خبروں کا انتظام اپنے خاندان کو سپرد کرے مگر اس میں اُسے ان کی تحقیر نظر آئی تو پھر اس نے اس کام میں اپنے موالیوں سے مدد لی۔

محمد بن سلیمان بیان کرتا ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ منصور نے کوئی دوا کھائی ہے یہ جاڑے کا زمانہ تھا اور اس روز نہایت شدید سردی تھی میں ان کے پاس گیا تاکہ مزاج پرسی کروں اور اور دریافت کروں کہ آیا وہ دوا موافق طبیعت ہوئی یا نہیں۔ میں قصر کے ایسے راستے سے قصر میں داخل کیا گیا جہاں سے پہلے کبھی اندر جانے کا مجھے اتفاق نہیں ہوا تھا میں ایک چھوٹے حجرے میں پہونچا جس میں صرف ایک کوٹھری تھی اس کے عرض میں ایک در تھا اور اس کا برآمدہ ساگوان کے ایک ستون پر قایم تھا۔ در پر مساجد کی طرح پردہ پڑا ہوا تھا میں اندر گیا دیکھا کہ وہاں ایک ٹاٹ بچھا ہوا ہے اور وہاں سوائے انکے بستر اور لحاف و توشک کے اور کچھ نہ تھا۔ میں نے کہا امیر المومنین اس حجرہ کو آپ کی مدد کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ کہنے لگے چچا جان میں تو رات نہیں بسر کرتا ہوں۔ میں نے کہا کیا یہاں سوائے ان چیزوں کے جو میں دیکھ رہا ہوں اور کچھ نہیں ہے۔ کہنے لگے جی ہاں بس یہی کچھ ہے جو آپ کے پیش نظر ہے۔

منصور جس والی کو معزول کرتے اُسے خالد البطین کے مکان میں جو صالح المسکین کے مکان سے بالکل ملا ہوا دجلہ کے کنارے واقع تھا قید کر دیتے۔ پھر اس معزول سے جرمانہ وصول کرتے اس کے بعد اس شخص کو قطعی برطرف کر دیتے۔ اس طرح جو روپیہ جمع ہوتا اس پر معزول کا نام لکھ کر بیت المال میں رکھوا دیتے۔ جس جگہ یہ رقم جمع کی جاتی اس کا نام انھوں نے بیت مال المظالم رکھا تھا۔ مہدی سے کہا میں نے تمہارے لئے ایسی چیز مہیا کر دی ہے کہ اپنے روپیہ کو خرچ کئے بغیر تم اس کے ذریعہ سے سب کو خوش کر سکو گے میرے مرنے کے بعد تم ان سب لوگوں کو اپنے پاس بلانا جن سے میں نے یہ رقم حاصل کی ہے۔ جن کا نام

میں نے رقم مظالم رکھا ہے۔ اسے تم ان سب کو واپس کر دینا اس طرح وہ سب اور ان کی وجہ سے عوام تمہارے مداح ہو جائیں گے۔ خلیفہ ہونے کے بعد مہدی نے اس مشورہ پر عمل کیا۔
منصور نے محمد بن عبید اللہ بن محمد بن سلیمان بن محمد بن عبد المطلب بن ربیعہ بن الحارث کو بلقا کا والی مقرر کیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسے علیحدہ کر دیا اور حکم دیا کہ وہ اس تمام مال کے ساتھ جو اس کے پاس ہو قید کر کے ہمارے پاس بھیجدیا جائے۔ یہ شخص ڈاک کے ذریعہ بارگاہ خلافت میں روانہ کر دیا گیا۔ دو ہزار دینار اس کے پاس دستیاب ہوئے تھے وہ بھی اس کے سامان کے ساتھ بھیجدئے گئے۔ اس سامان میں سوسنجرو کا ایک مصلے، ایک خیمہ، ایک گدا دو تکیے، ایک طشت، ایک لوٹا اور پتیل کی ایک سیلابچی تھی یہ سب سامان اسی طرح رکھا ہوا تھا مگر سامان بہت بوسیدہ ہو چکا تھا۔ محمد بن عبید اللہ نے دو ہزار دینار تو لے لئے۔ مگر اس سامان کو نکالتے ہوئے اسے شرم آئی کہا کہ یہ میرا نہیں ہے۔ اس کے بعد مہدی نے اسے یمن کا اور اس کے بیٹے رشید کو جس کا لقب ابرا تھا مدینہ کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔
صباح بن خاقان کہتا ہے "جب ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن کا سر منصور کے پاس لایا گیا میں موجود تھا۔ یہ ایک ڈھال میں رکھ کر ان کے سامنے رکھا گیا۔ ایک برہنہ تلوار بند پہرہ دار نے اس پر جھک کر اپنی تلوار سے اس میں شگاف کر دیا ابو جعفر نے بہت ہی خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا۔ مجھ سے کہا کہ اس کی ناک پچی کر دو۔ میں نے گرز سے اس کی ناک پر ایسی سخت ضرب لگائی کہ اس کی ناک اس طرح پچک گئی کہ اگر ہزار دینار بھی اب خرچ کئے جاتے تو ویسی ناک نہ ملتی۔ اس کے بعد دوسرے پہرہ داروں کے گرزوں نے اسے سنبھالا اور مار مار کر ٹھنڈا کر دیا پھر اس کی ٹانگ گھسیٹ کر باہر پھینکدیا گیا۔ (۴۱۷)
اصمعی کہتا ہے مشہور گویا اشعب ابو جعفر کے عہد میں بغداد آیا بنی ہاشم کے تمام شوقین نوجوانوں نے اسے اپنے ہاں باری باری بلایا۔ اس نے اپنا گانا ان کو سنایا اس کی ایک ایک تان ایسی غضب کی ہوتی کہ سب تڑپ جاتے مگر پھر بھی اس کے گلے پر اس کا بار نہ معلوم ہوتا۔ جعفر نے پوچھا یہ شعر کس کے ہیں۔

لمن طلل بذات الجیش امسیٰ دارسًا خلقًا ۔ علون بظاهر البیداء فالمحزون قد قلقا

(ترجمہ) بتاؤ کہ ذات الجیش میں یہ کس کے شکستہ ٹٹنے والے کھنڈرات ہیں۔ وہ تو صحرا میں جیلی گئیں اور عاشق محزون و مہجور ہاتھ ملتا رہا

اشعب نے کہا کہ جہاں تک اسکے راگ میں نشست و ترتیب کا تعلق ہے وہ پہلے میں نے معبد سے سیکھا تھا میں اسی سے گانا سیکھتا تھا۔ پھر جب دوسروں نے معبد سے یہی چیز سیکھنا چاہی اس نے کہا تم اشعب سے سیکھو کیونکہ وہ اسے مجھ سے بہتر ادا کرتا ہے۔

ایک مرتبہ اشعب نے اپنے بیٹے عبیدہ سے کہا کہ میں عنقریب تجھے اپنے گھر سے نکالدوں گا اور کوئی واسطہ نہ رکھوں گا اس نے پوچھا کیوں؟ اشعب نے کہا میں تمام دنیا میں کسب معاش کے لیے پھرتا ہوں تو جوان ہو گیا ہے میرے ساتھ میرے گھر میں رہتا ہے اور کچھ کمائی نہیں کرتا۔ اس نے کہا آپ کا ارشاد بجا ہے انشاء اللہ میں بھی کمانے لگوں گا۔ مگر ابھی تو میری مثال راج ہنس کی ہے جو اپنی ماں کے مرنے تک خود اپنی خوراک حاصل نہیں کرتی۔

اکاسرۂ ایران کا یہ دستور تھا کہ موسم گرما میں ان کے کمرہ کا فرش روزانہ نئی مٹی سے لیپا جاتا اسی میں وہ دوپہر کے وقت آرام کرتے۔ اس کے علاوہ کمرہ کے چاروں طرف بانس اور گھاس کی موٹی موٹی ٹٹیاں بنا کر نصب کر دی جاتیں اور ان کے بندھنوں میں قدرتی برف کے ٹکڑے رکھدیے جاتے۔ بنی امیہ بھی یہی کرتے تھے منصور پہلے شخص ہیں جنھوں نے موسم گرما میں جس کا استعمال شروع کیا۔ ایک (۴۱۸) شخص بیان کرتا ہے کہ اپنے ابتدائی عہد میں منصور بھی روزانہ اپنے کمرہ کو لپوایا کرتے تھے اور اسی میں دوپہر گزارتے تھے کچھ عرصہ کے بعد ابوایوب الخوزی نے ان کے لئے موٹے موٹے کپڑے پانی میں تر کر کے ان کو ٹٹی پر جمایا اس کی خنکی منصور کو بہت خوشگوار معلوم ہوئی۔ کہنے لگے میرا خیال ہے کہ اگر ان موجودہ کے مقابلہ میں زیادہ لطیف کپڑے ہوں تو وہ پانی کو زیادہ جذب کرینگے اور اس سے زیادہ ٹھنڈک ہوگی۔ اس کے بعد ان کے لئے خس لیا گیا یہ ان کے قبہ پر جما دیا جاتا تھا۔ ان کے بعد دوسرے خلفا نے خس کی ٹٹیاں بنوا کر استعمال کیں اور ان کو دیکھ کر پھر سب لوگوں نے ان کا استعمال شروع کر دیا۔

علی بن محمد بیان کرتا ہے "راوندی جماعت میں ایک مبروص شخص تھا جس کا لقب ابلق تھا یہ اپنے عقائد میں نہایت درجہ غلو رکھتا تھا۔ ان کی اشاعت کرتا تھا اور ان عقائد کو اپنی طرف منسوب کرتا تھا اس کا دعویٰ تھا کہ جو روح عیسیٰ ابن مریم میں تھی وہ علیؓ

علی بن ابی طالب میں آئی ان کے بعد دوسرے آئمہ میں ایک دوسرے سے منتقل ہوتی ہوئی ابراہیم بن محمد میں در آئی۔ یہ سب ائمہ خدا ہیں۔ انہوں نے محرمات کو اپنے لئے حلال کر لیا تھا اس جماعت کا ایک شخص پوری جماعت کو اپنے گھر بلا کر کھانا کھلاتا شراب پلاتا اور پھر سب کو اپنی بیوی سے ہمبستر کرتا۔ اسد بن عبداللہ کو ان کی خبر لگ گئی اس نے ان سب کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا یہ دستور ان میں آج تک باقی تھا۔ پھر انہوں نے ابوجعفر کی پرستش شروع کی۔ خضراء پر چڑھ کر وہاں سے اس طرح کودے گویا پرواز کریں گے۔ ان کی ایک جماعت مسلح ہو کر علی الاعلان نمودار ہوئی یہ ابوجعفر کے نام کے نعرے لگاتے ہوئے "تو ہمارا معبود ہے تو ہمارا معبود ہے" قصر کی سمت آئے خود ابوجعفر ان کے مقابلے کے لئے نکلے۔ اور اُن سے لڑے راوندی ان سے لڑتے جاتے تھے اور کہتے تھے "تو ہمارا معبود ہے تو ہمارا معبود ہے" ان کی ایک جماعت خضراء پر چڑھ کر اس طرح کود پڑی کہ گویا وہ اُڑ رہی ہے مگر ان میں سے کوئی ایسا نہ بچا جو زمین پر پہنچنے سے پہلے پاش پاش نہ ہو گیا یا اس کی روح نہ نکل چکی ہو۔

جب عبداللہ بن علی منصور کے خوف سے بصرہ میں سلیمان بن علی کے پاس روپوش تھا یہ ایک دن کوٹھے پر برآمد ہوا اوس وقت اس کے ساتھ اس کے بعض موالی اور سلیمان بن علی کا ایک مولی تھے۔ اس کی نظر ایک شخص پر پڑی جو نہایت حسین وجمیل اور وجیہ تھا اس کی چال میں حاکمانہ شان تھی۔ نخوت کی وجہ سے اس کے کپڑے زمین پہ لوٹ رہے تھے عبداللہ بن علی نے سلیمان بن علی کے مولی سے پوچھا یہ کون ہے اس نے بتایا یہ فلاں بن فلاں اموی ہے یہ سنتے ہی عبداللہ کو طیش آگیا فرط غضب میں حیرت سے دونوں ہاتھ سے تالی بجانے لگا۔ اور اس نے کہا خوب ابتک ہماری راہ میں ایک نوکدار پہاڑی باقی ہے۔ اب اس نے اپنے ایک مولی سے اس کا نام لے کر کہا کہ تو ابھی اُتر کر جا اور اس کا سر لیکر آ۔

جب ابوجعفر نے عبداللہ بن علی کو شکست دے کر بغداد میں قید کر دیا اس وقت اہل شام کا ایک وفد جس میں حارث بن عبدالرحمٰن بھی تھا ان کی خدمت میں حاضر ہوا کئی شخصوں نے تقریر کی بعد میں حارث نے تقریر کی اور کہا اللہ امیرالمومنین کے تمام کام بناتا رہے۔ ہم کسی فخر و مباہات کے لئے حاضر نہیں ہوئے ہیں۔ بلکہ ہم اظہار توبہ کے لئے آئے ہیں۔ ہم ایک فتنہ میں اُلجھائے گئے جس میں ہمارے حلیم و کریم اشخاص بھی خفیف الحرکات اور بے عقل ہو گئے جو کچھ ہم سے سرزد ہوا ہے ہم اس کا اعتراف کرتے ہیں۔

اور معافی چاہتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں سزا دیں تو آپ حق بجانب ہیں کیونکہ ہم نے جرم ہی ایسا کیا ہے کہ اس کی سزا ملے اور اگر معاف کر دیں تو یہ آپ کا خاص احسان اور فضل ہمارے حال پر ہوگا جب اللہ نے آپ کو ہم پر قدرت دی اور ہمیں آپ کے بس میں کر دیا ہے تو آپ ہم سے درگزر کریں اور اس طرح اپنے احسان کا بار عظیم ہم پر رکھدیں اور آپ تو ہمیشہ سے احسان کرتے رہے ہیں۔ ابو جعفر نے کہا میں نے معاف کر دیا۔

عیسیٰ بن نہیک کا مولیٰ زید کہتا ہے۔ میرے آقا کے مرنے کے بعد منصور نے مجھے بلایا کہا "زید" میں نے کہا جی امیر المومنین۔ ابو زید نے کتنا روپیہ چھوڑا میں نے کہا ایک ہزار دینار یا اس کے قریب پوچھا وہ کہاں ہیں میں نے کہا وہ بی بی نے ان کے ماتم میں خرچ کر دیئے۔ اسے سنکر ان کو بڑا تعجب ہوا۔ کہنے لگے اوس کی بی بی نے ایک ہزار دینار اس کے ماتم میں خرچ کر دئیے۔ یہ تو بڑی تعجب کی بات ہے۔ اس کی بیٹیاں اب کتنی باقی ہیں میں نے کہا چھ۔ اس کے بعد دیر تک سر نیچا کئے غور کرتے رہے پھر سر اٹھا کر مجھ سے کہا کہ مہدی کی ڈیوڑھی جاؤ۔ میں دوسرے دن صبح کو مہدی کے آستانہ پر حاضر ہوا۔ اس نے پوچھا تمہارے ساتھ خچر ہیں۔ میں نے کہا مجھے تو نہ اس کا نہ اُس کا حکم دیا گیا۔ مجھے تو یہ بھی خبر نہیں کہ کیوں بلایا گیا ہے۔ ایک لاکھ اسی ہزار دینار مجھے دئیے گئے اور حکم دیا گیا کہ میں عیسیٰ کی ہر بیٹی کو تیس تیس ہزار دینار دیدوں۔ اس کے بعد ہی منصور نے مجھے طلب کیا۔ پوچھا تم نے وہ روپیہ جس کا ہم نے حکم دیا تھا لے لیا۔ میں نے عرض کیا جی امیر المومنین۔ کہا کل صبح تم ان لڑکیوں کے ہم کفو بر اپنے ساتھ لیکر حاضر رہو۔ میں ان کی شادیاں کر دوں گا۔ دوسرے دن علیؑ کے بیٹیوں میں سے تین کو اور تین ان لڑکیوں کے داد ھیالی رشتہ دار آل نہیک کے تین شخصوں کو میں لیکر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا۔ منصور نے اُن سب لڑکیوں کا تیس تیس ہزار درہم مہر کے عوض ان کے ہم کفو اعزا کے ساتھ نکاح کر دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ شوہر اپنی بیویوں کا مہر میرے خزانہ سے لیکر ان کو دیدیں۔ مجھے یہ حکم دیا کہ میں ان لڑکیوں کے روپیہ سے ان کے لئے جائداد خرید دوں تاکہ اس سے ان کی گزر اوقات ہو سکے۔ میں نے حسب الحکم بجا آوری کی۔

ہیثم کہتا ہے کہ ایک دن میں منصور نے ایک کروڑ درہم اپنے اہلبیت میں تقسیم کئے اور صرف اپنے ایک چچا کو دس لاکھ دئیے ہمیں معلوم نہیں کہ ان سے پہلے یا بعد کسی خلیفہ نے اتنی کثیر رقم ایک دن میں کسی کو بھی دی ہو۔

منصور نے اپنے چچا سلیمان، عیسیٰ، صالح اور اسمٰعیل علی بن عبداللہ بن عباس کے بیٹوں کو دس دس لاکھ درہم مدد معاش کے طور پر بیت المال سے دیئے۔ منصور سب سے پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے دس لاکھ درہم بیت المال سے عطا دی یہ بات سرکاری دیوان میں ثبت ہوتی چلی گئی۔

ایک مرتبہ اہل مدینہ کا ایک وفد منصور کے پاس آیا انھوں نے ان کے لئے بغداد میں دربار عام منعقد کیا اور ان سے کہا کہ تمہارا جو شخص مجھ سے ملنے آئے وہ اپنا نسب بیان کرے جو لوگ ان سے ملے ان میں عمرو بن حزم کی اولاد میں سے ایک نوجوان بھی آیا اس نے اپنا نسب بیان کرنے کے بعد کہا امیرالمومنین احوص نے ہمارے متعلق کچھ شعر کہے تھے محض ان کی وجہ سے آج ساٹھ سال سے ہم اپنی جائداد سے محروم ہیں۔ ابو جعفر نے اس سے کہا کہ وہ شعر مجھے سنا۔ اس نے یہ شعر پڑھے۔

لا تادین لحزمی رائیت بہ فقد ادان التی الحزمی فی النار
الناخسین بمروان بذی خشت والداخلین علےٰ عثمان فی الدار

کسی حزمی کو جو ضرورت مند ہو ہرگز پناہ نہ دینا چاہیے وہ آگ ہی میں ڈال دیا گیا ہو۔ انھوں نے ذی خشب کی لڑائی میں مروان کو بہت ایذا پہنچائی تھی اور یہی عثمانؓ پر ان کے مکان میں چڑھ آئے تھے۔

یہ شعر ایک قصیدہ کے ہیں جو احوص نے ولید بن عبدالملک کی شان میں کہا تھا جب احوص نے قصیدہ سنایا اور اس مقام پر پہنچا تو ولید کہنے لگا تم نے مجھے آل حزم کا جرم یاد دلادیا اس نے ان کی تمام املاک ضبط کرلیں۔ اور یہ واقعہ سنکر ابو جعفر کہنے لگے جس طرح ان اشعار کی وجہ سے تم اپنی املاک سے محروم کردیئے گئے اسی طرح یقینی طور پر تم کو اب انھیں شعروں کی وجہ سے فائدہ بھی ہوگا۔ ابوایوب کو حکم دیا کہ دس ہزار درہم لاکر اس شخص کو دو کیونکہ یہ ہمارے پاس استدعائے حاجت کے لئے آیا ہے پھر حکم دیا کہ عمال کو لکھدیا جائے کہ جہاں جہاں آل حزم کی املاک ہوں وہ سب ان کو واپس کردی جائیں اور ان کی سالانہ آمدنی کا بقایا بنی امیہ کی املاک سے وصول کرکے آل حزم میں قانون وراثت اسلامی کے مطابق درجہ بدرجہ تقسیم کردیا جائے۔ جو ان میں مرگیا ہو اس کا حصہ اس کے وارثوں کو دیا جائے اس طرح جس قدر وہ نوجوان ان کی بارگاہ سے حاصل کرکے کامیاب پلٹا کسی دوسرے کو میسر نہ ہوسکا۔

ایک مرتبہ عرصہ تک منصور نہ برآمد ہوئے اور نہ سواری کے لئے نکلے۔ اس سے عوام میں چرچا ہوا کہ وہ علیل ہیں وہ کثیر تعداد میں آستانۂ خلافت پر مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئے ربیع نے منصور سے جاکر کہا۔ اللہ امیر المومنین کی عمر دراز کرے لوگوں میں اس قسم کا چرچا ہے۔ پوچھا کیا ہے۔ اس نے کہا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ آپ علیل ہیں تھوڑی دیر سر نیچا کئے سوچتے رہے۔ پھر کہا ربیع عوام کو اب ہماری کیا ضرورت رہی۔ رعایا کو تین چیزوں کی حاجت ہوتی ہے اور جب وہ پوری کردی گئی ہوں پھر اسے ہماری کیا ضرورت باقی رہی جب ہم نے ان کے خصومات کے تصفیئے کے لئے منصف مقرر کردیئے ان کے راستوں کو تمام خطرات سے محفوظ کردیا کہ وہ دن رات ہر وقت بلا خطر سفر کرسکتے ہیں اور اطراف ملک کی حفاظت کا پورا بندوبست کردیا ہے کہ دشمن کو در آنے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ اب کیا باقی ہے۔ اس کے بعد چند روز خاموش رہے پھر ربیع کو حکم دیا کہ سواری کے اعلان کے لئے نقارہ پر چوب مارو۔ سواری میں برآمد ہوئے اور سب لوگوں نے ان کو دیکھ لیا۔

علی بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ "ابوجعفر نے محمد بن ابی العباس کو امت کی نظروں میں بدنام کرنے کے لئے اس کے ساتھ کئی زندیق رند مشرب اوباش کردیئے ان میں حماد عجرد بھی تھا یہ سب اہل خرافات محمد کے ساتھ اجرہ میں رہا کرتے تھے، محمد نے زینب بنت سلیمان کے ساتھ اپنا عشق جتایا یہ مربد آتا اور وہاں اس امید میں تاک جھانک کرتا کہ شاید اس کی محبوبہ دریچہ سے اسے دکھتی نظر آجائے۔ اسی حالت میں اس نے حماد سے اس باب میں شعر کہنے کی فرمایش کی۔ اس نے چند شعر لکھے۔ ان میں سے ایک یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ یا ساکن المربد قد هجت لی بی شوقاً فما الفک بالمربد (ترجمہ) اے مربد کی رہنے والی تو نے میرے دل میں اپنا ایسا اشتیاق پیدا کردیا ہے کہ اب میں اس مقام سے کہیں اور نہیں جاسکتا۔ راوی کہتا ہے کہ چونکہ منصور دو سال تک میرے باپ کے پاس مہمان رہے تھے اس وجہ سے میں ان کے طبیب خصیب کو اس کے بارہا آنے کی وجہ خوب پہچانتا تھا۔ علانیہ تو یہ اپنے آپ کو نصرانی کہتا تھا مگر دراصل یہ دہریہ تھا جسے کسی کام کے کرنے میں باک نہ تھا منصور نے اپنے کسی خاص آدمی کے ذریعہ اس سے کہلا کر بھیجا کہ تم محمد کے قتل کا انتظام کردو اس نے سم قاتل تیار کیا اور اس بات کا منتظر رہا کہ محمد کی طبیعت ذرا ناساز ہو اور

ہیں اپنا کام کردوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اسے حرارت ہوگئی خصیب نے کہا تم اس کے لیئے ایک شربت پی لو محمد نے کہا اچھا اسے بنالاؤ خصیب اس میں زہر ملا کر لے آیا اور محمد کو پلادیا۔ اسی کے اثر سے محمد جان بحق ہوگیا۔ اس کی ماں ام محمد بن ابی العباس نے منصور کو لکھا کہ خصیب نے میرے بیٹے کو زہر دیکر قتل کیا ہے۔ منصور نے حکم دیا کہ اسے ہمارے پاس پیش کیا جائے۔ خصیب حاضر بارگاہ ہوا منصور نے تیس درے اس کے لگوادیئے مگر آہستہ آہستہ اور کچھ روز قید بھی رکھا پھر تین سو درہم انعام دیکر رہا کردیا۔

یہی راوی بیان کرتا ہے۔ منصور نے اپنی بیوی ام موسیٰ الحمیریہ سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ اس کی زندگی میں نہ دوسری شادی کرینگے اور نہ لونڈیوں سے متمتع ہونگے اس کے لیئے انھوں نے باقاعدہ عہدنامہ لکھکر اس پر گواہوں کے دستخط بھی ثبت کرادیئے تھے اپنی خلافت کے عہد میں انھوں نے دس برس اسی کے ساتھ بسر کردیئے۔ اس عرصہ میں منصور نے اہل حجاز کے کئی فقیہ یکے بعد دیگرے بارگاہ خلافت میں طلب کرکے ان سے فتویٰ لیا۔ حجازی یا عراقی جو فقیہ ان کے پاس آتا یہ اسے وہ معاہدہ دکھاتے کہ کہیں اس میں کوئی ایسا پہلو ہے جس کی وجہ سے وہ عقد ثانی کرسکیں۔ اس کے جواب میں ام موسیٰ کی یہ حالت تھی کہ جب اسے معلوم ہوتا کہ فلاں فقیہ کو منصور نے اس غرض سے بلایا ہے وہ فوراً بہت بڑی رقم پہلے ہی سے اسے بھیجدیتی۔ ابو جعفر وہ معاہدہ فتوے کے لیئے پیش کرتے مگر اس معاہدہ کی موجودگی میں اور اس کی تحریر کو دیکھکر کوئی بھی ان کو دوسری بیوی کی اجازت نہ دیتا۔ ابو جعفر کو برسر حکومت آئے دس سال گزرے تھے کہ ام موسیٰ نے بغداد میں انتقال کیا۔ یہ اس وقت حلوان میں تھے ان کو اس کی خبر مرگ ملی اسی روز ایک سو جوان باکرہ عورتیں ہدیۃً ان کو پیش کی گئیں۔ منصور کے بیٹے جعفر اور مہدی اسی ام موسیٰ کے بطن سے تھے۔

علی بن جعفر بیان کرتا ہے۔ بختیشوع الاکبر سوس منصور سے ملنے آیا۔ یہ بغداد کے باب الذہب سے ان کے قصر میں آکر باریاب ہوا منصور نے اس کے لیئے کھانا منگوایا۔ جب دسترخوان اس کے سامنے بچھایا گیا اس نے کہا وہ شراب" کہا گیا کہ امیر المومنین کے دسترخوان پر شراب نہیں پی جاتی۔ اس نے کہا میں ایسا

کھانا نہیں کھاتا جس کے ساتھ شراب نہو۔ منصور کو اس کی اطلاع ہوی انھوں نے کہا اسے یوں ہی بھوکا رہنے دو۔ جب رات ہوی اور عشا کا کھانا سامنے رکھا گیا اس نے پھر شراب مانگی اس مرتبہ بھی کہدیا گیا کہ امیر المومنین کے دستر خوان پر شراب نہیں پی جاتی اب اس نے کھانا کھالیا اور اس پر دجلہ کا پانی پی لیا دوسری صبح کو جب اس کی نظر پانی پر پڑی تو کہنے لگا میرا خیال تھا کہ کوئی شئے شراب کا بدل نہیں ہوسکتی مگر یہ پانی شراب کا کام دیتا ہے۔

منصور نے اپنے عامل مدینہ کو لکھا کہ سرکاری باغات کا ثمرہ بیچدو مگر صرف ایسے لوگوں کے ہاتھ بیچنا جن پر ہم غالب آسکیں اور وہ ہم پر غالب نہ آئیں۔ مفلس وقلاش ہم سے جیت جائیگا کیونکہ جب اس کے پاس کچھ نہیں ہوگا تو سزا دینے سے بھی کیا فائدہ ہوگا۔ ہمارا سارا روپیہ ڈوب جائیگا۔ اگر مفلس زیادہ قیمت پیش کرے تب بھی اس کے ہاتھ نہ فروخت کیا جائے۔ اور جس سے قیمت وصول ہو وہ اگر کم بھی دام لگائے تو اس کے ہاتھ فروخت کردیا جائے۔

ابو جعفر کا مقولہ تھا جو شخص موت سے پہلے کسی احسان کو فراموش کردے وہ انسان نہیں ہے۔

فضل بن ربیع کہتا ہے کہ میں نے منصور کو کہتے سنا کہ عرب کہا کرتے تھے "سخت خشک سالی ایسی سیرابی سے جو بعد میں رسوا کرے بہتر ہے۔

ہثیم القاری بصری نے ایک مرتبہ منصور کے سامنے کلام پاک کی یہ آیت وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا یس آخر تک تلاوت کی منصور اسے سنکر اللہ سے دعا مانگنے لگے کہ بار الٰہ تو مجھے اور میرے بیٹے کو اپنے عطیہ کی فضول خرچی سے محفوظ رکھ۔

ایک مرتبہ ہثیم نے ان کے سامنے یہ آیتہ الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل تلاوت کی یہ سن کر کہا صاحبو۔ اگر دولت حکومت کے لئے حصن اور دین و دنیا کے لئے بمنزلہ رکن اور باعث عزت وزینت نہ ہوتی تو روپیہ خرچ کرنے کی لذت اور بخشش کے ثواب کی عظمت معلوم ہونے کی وجہ سے میں آج رات دوسرے دن کے لئے ایک دینار یا درہم بھی اپنے پاس جمع نہیں رکھتا۔

ایک مرتبہ ایک اہل علم ملاقات کے لئے ائے پہلے تو وہ کچھ جچے نہیں اور ابو جعفر نے

ان کو حقیر نگاہوں سے دیکھا پھر مختلف موضوع پر ہر طرح کے سوال کئے انھوں نے ہر سوال کا عالمانہ جواب دیا۔ پوچھا آپ کو یہ علم کیونکر حاصل ہوا انھوں نے کہا جو مجھے معلوم تھا اس کے بتانے میں میں نے بخل نہیں کیا۔ اور جو بات سیکھنا ہوتی تھی اس کے معلوم کرنے میں کبھی شرم نہیں کی کہنے لگے بیشک آپ کے تبحر علمی کی یہی وجہ ہے۔

منصور اکثر یہ کہا کرتے تھے۔ جو شخص بغیر سوچے کوئی کام کریگا یا بغیر اندازہ کوئی بات کہیگا لوگ ضرور اس کا مذاق اڑائیں گے۔

یہ بھی کہا کرتے تھے۔ افشائے راز حریم سے ساز و باز اور حکومت میں دراندازی یہ باتیں بادشاہوں کے ہاں ناقابل معافی ہیں۔ ان کے علاوہ وہ دوسرے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ان کا مقولہ تھا۔ راز زندگی ہے لہذا جسے اس کا حامل بنایا جائے اس کے متعلق خوب جانچ پڑتال کر لی جائے۔

عبدالجبار بن عبدالرحمٰن الازدی نے منصور سے بغاوت کی تھی جب یہ گرفتار ہو کر پیش ہوا تو کہنے لگا کہ مجھے عزت کے ساتھ قتل کیا جائے کہنے لگے حرامزادے عزت کی سوت کو تو چھوڑ آیا۔

۱۵۲ھ میں ایک روز منصور بغداد کی جامع مسجد میں خطبہ دے رہے تھے اثنائے تقریر میں کہا "اے اللہ کے بندو ایک دوسرے پر ظلم مت کرو، کیونکہ ظلم ہی کی مکافات کے لئے روز قیامت آئیگا۔ اگر کوئی خطاوار اور ظالم نہ ہوتا تو میں بھی تمھارے بازاروں میں تم میں ملا جلا چلتا پھرتا۔ نیز اگر مجھے کوئی ایسا شخص نظر آتا جو اس حکومت کا مجھ سے زیادہ اہل ہوتا تو میں بخوشی خود اس کے پاس جاتا اور اس بار گراں کو اس کے حوالے کر دیتا۔

منصور کہا کرتے تھے۔ حلیم اپنی ناراضی کا اظہار کنایتہً کرتا ہے اور سفلہ صاف صاف کہدیتا ہے۔

ایک مرتبہ ابان قاری نے یہ آیت ولا تجعل یدک مغلولۃً الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط آخر تک ان کے سامنے تلاوت کی کہنے لگے میرے رب نے معاشرت کا کیسا عمدہ سبق ہمیں سکھایا ہے۔ ان کا مقولہ تھا۔ جس شخص نے احسان کے عوض

ہیں احسان کر دیا اس نے پورا بدلہ دیدیا جس نے اس سے بڑھکر کیا اس نے گویا
شکر ادا کیا اور شکر شرافت ہے ۔ اور جو شخص باوجود دوسرے پر احسان کرنے کے
یہ کہتا ہے کہ یہ احسان خود اس نے اپنے ساتھ کیا ہے تو لوگ خود بخود اس کے شکر
گزار ہوں گے اور دوست رہیں گے اس لئے جو کچھ کسی نے اپنے ساتھ کیا ہے اور
اس سے اپنی عزت و شرافت قایم رکھی ۔ اس کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ دوسروں
کی سپاس گزاری کا امیدوار ہو یہ یاد رہے کہ جو شخص تمہارے پاس کوئی حاجت
لیکر آیا ہے اس نے اپنی عزت میں کوئی اضافہ نہیں کیا اب تمہیں چاہئے کہ اسے رو
کرکے اپنی آبرو ریزی نہ ہونے دو ۔

اسحق بن عیسے کہتا تھا ۔ تمام بنو عباس میں صرف ابو جعفر داؤد بن علی اور
عباس بن محمد ایسے مقرر تھے جو فی البدیہہ اپنے مطلب کو خوبی سے ادا کرتے
تھے ۔

اسمٰعیل بن ابراہیم الفہری کہتا ہے کہ عرفہ کے دن منصور نے بغداد میں دوسرے
راوی کہتے ہیں ایام حج میں منیٰ میں یہ تقریر کی ۔ صاحبو ۔ میں اللہ کی زمین پر اس کا حکمراں
ہوں ۔ اللہ کی توفیق و رہنمائی کے ذریعہ تم پر حکومت کرتا ہوں ۔ میں اللہ کے فئے
کا خزینہ دار ہوں اس کی مشیت کے ساتھ عمل کرتا ہوں ۔ اس کے ارادے سے
تقسیم کرتا ہوں ۔ اس کی اجازت سے دے دیتا ہوں ۔ اللہ نے مجھے اپنے روپیہ
کا قفل بنایا ہے جب وہ چاہتا ہے تمہاری عطایا اور روزیوں کی تقسیم کے لئے
وہ مجھے کھولدیتا ہے ۔ اور جب چاہتا ہے بند کر دیتا ہے ۔ صاحبو ۔ اللہ کی اطاعت
کی طرف آؤ اور آج ایسے مقدس دن میں جس میں اللہ نے اپنے فضل و کرم
سے تمکو وہ بشارت دی جس کے متعلق وہ خود اپنی کتاب میں فرماتا ہے ۔ الیوم
اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا آج میں نے تمہاری شریعت تمہارے
لئے مکمل کر دی اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین
اختیار کیا) اللہ سے دعا مانگو کہ وہ مجھے حق و صداقت کی توفیق عطا فرمائے ۔
ہدایت پر فایز ہونے کے لئے میری مدد کرے مجھے تمہارے ساتھ نیکی اور احسان
کی تلقین کرے اور عدل کے ساتھ تمہارے عطایا اور روزیوں کی تقسیم کے لئے

میرے ہاتھ کو واکر دے کیونکہ وہ سنتا ہے اور پاس ہے۔

ایک مرتبہ منصور نے اپنے خطبہ میں کہا، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں میں اس کی حمد کرتا ہوں۔ اس سے مدد طلب کرتا ہوں اسپر ایمان رکھتا ہوں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں میں، اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اس مقام پر ان کی داہنی جانب سے کسی معترض نے کہا اے شخص جس کا تو ذاکر ہے میں اسی کو تجھے یاد دلاتا ہوں۔ منصور نے خطبہ روک دیا اور کہا کہ میں اس شخص کی بات سننے کے لئے آمادہ ہوں جس نے اللہ کو یاد رکھا اور اسکی یاد دہانی کی ہے میں اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ سرکش و متکبر بنجاؤں اور معصیت کے قریب ہی آجاؤں اگر میں ایسا ہوا تو گویا میں گمراہ ہو گیا اور صراط مستقیم سے بھٹک گیا مگر اے ٹوکنے والے بخدا اس ٹوکنے سے تیرا ارادہ اللہ کی خوشنودی کا حصول نہ تھا بلکہ تیری نیت یہ تھی کہ لوگوں میں یہ چرچا ہو جائے کہ فلاں شخص نے خطبہ کے دوران میں کھڑے ہوکر یہ بات کہدی۔ اس پر عتاب ہوا۔ مگر اس نے صبر کیا میں تجھے معاف کر چکا ہوں ورنہ اس گستاخی کے بعد میرے لئے یہہ بات بالکل آسان تھی کہ میں چاہتا تو تجھے قتل کر کے تیری ماں کو تیرا سوگوار بنا دیتا مگر اب آئندہ تو اور تم سب لوگ اس قسم کی حرکت سے اجتناب کرنا۔ اللہ نے اپنے دین کو ہم میں نازل فرمایا ہے اور ہم سے اس کی تفصیل و تشریح کرائی ہے جو معاملہ ہو اسے ان کے حوالے کر دو جو اس کے سرانجام دینے کے اہل ہیں وہی تمکو حسب موقع اس کے اتار چڑھاؤ پر لائینگے اور لیجائینگے" یہاں سے اب انھوں نے پھر خطبہ کا سلسلہ شروع کیا۔ اس ٹوک کا ان پر ذرا اثر نہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ لکھا ہوا آستین میں رکھا ہے دیکھکر پڑھ رہے ہیں۔ کہنے لگے اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔"

ابن ابی الجوزا کہتا ہے۔ ایک مرتبہ ابو جعفر بغداد کی مسجد جامع میں خطبہ پڑھ رہے تھے۔ میں نے ان کے قریب جاکر یہ آیت یا ایھا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون (اے ایمان والو وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے) پڑھ دی۔ نماز کے بعد مجھے ان کی خدمت میں پیش کیا گیا کہنے لگے تو کون ہے۔ تیرا مطلب

یہ تھا کہ میں تجھے قتل کر دوں۔ دور ہو اب تیری صورت مجھے نظر نہ آئے۔ میں ان کے پاس سے بچکر چلا آیا۔

ایک مرتبہ بغداد کی مسجد جامع میں منصور خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے جب اس مقام پر اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ (اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے) پہونچے تو ایک شخص نے ان کی طرف بڑھکر کہا اے اللہ کے بندے تم بھی اللہ سے اسی طرح ڈرتے رہو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔ ابو جعفر نے خطبہ روکدیا۔ کہا جس نے اللہ کو یاد دلایا میں اس کی بات بخوشی سنتا ہوں۔ اے اللہ کے بندے بتاؤ کہ اللہ سے ڈرنے کے کیا معنی ہیں وہ شخص یہ جواب سنکر کٹ گیا کوئی بات اس کی زبان سے نہ نکل سکی۔ ابو جعفر نے کہا صاحبو اللہ سے ڈرتے رہو۔ ہمیں اپنے بارے میں ایسا موقع نہ دو جس کی پاداش کو تم پھر برداشت نہ کر سکو آیندہ کوئی شخص ایسی حرکت نہ کرے ورنہ میں اسے خوب پٹواؤنگا اور مدت تک کے لئے قید کر دونگا۔ ربیع اس شخص کو اپنے پاس روک لو۔ ابراہیم بن عیسٰے اس واقعہ کا راوی کہتا ہے کہ ربیع کا نام سنکر ہم سب کو اطمینان ہوا کہ اسے چھوڑ دیا جائیگا۔ کیونکہ اُن کا دستور تھا کہ جب وہ کسی کو سزا دینا چاہتے تھے تو مسیب کو گرفتاری کا حکم دیتے اس خلل اندازی کے بعد اب انھوں نے اس مقام سے جہاں سے خطبہ روکا تھا اس طرح خطبہ کا سلسلہ جاری کیا کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں یہ بات لوگوں کو بہت مستحسن معلوم ہوئی نماز سے فارغ ہو کر قصر تشریف لیچلے۔ عیسٰے بن موسٰے حسب دستور ان کے پیچھے تھا۔ آہٹ پاکر پوچھا۔ ابو موسٰی۔ اس نے کہا جی امیر المومنین کیا تم کو یہ اندیشہ ہے کہ میں اس شخص کو کوئی سزا دونگا۔ اس نے کہا بخدا میرے دل میں کچھ اندیشہ تو اسی طرح کا پیدا ہوا تھا مگر امیر المومنین کا علم سب سے بڑھکر ہے اور ان کی نظر اس سے بہت اعلٰے وارفع ہے کہ وہ اس شخص کے معاملہ میں حق کے ماسوا کوئی بات کریں۔ کہنے لگے اس شخص کے متعلق بالکل اندیشہ نہ کرو۔ جب قصر میں آکر بیٹھے اس کی حاضری کا حکم دیا وہ پیش کیا گیا اس سے کہا "اے شخص جب تو نے مجھے منبر پر دیکھا تو نے اپنے دل میں سونچا کہ اس شان و دبدبہ والے شخص تک میری رسائی کا اور کوئی ذریعہ بجز اس کے نہیں ہے کہ میں اس وقت اسے ٹوک دوں اگر اس کے علاوہ تو اپنے نفس کو اور

نیکیوں میں مصروف رکھتا تو وہ تیرے لئے زیادہ بہتر ہوتا۔ اب جاؤ دن کو ہمیشہ روزے رکھو رات بھر نمازیں گزارو اور حج کے لئے زحمت سفر گوارا کرو، ربیع چار سو درہم اس کی کمر میں باندھ دے۔ جاؤ اب نہ آنا۔"

عبداللہ بن صاعد امیر المومنین کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ بغداد کی تعمیر کے بعد حج کیلئے گئے مکے میں خطبے کے لئے کھڑے ہوئے اس کا جو حصہ یاد رہ گیا ہے وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون (ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ بات لکھدی ہے کہ زمین کے وارث ہمارے صالح بندے ہوتے ہیں)

یہ قطعی فیصلہ ہے سچی بات ہے۔ تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے اپنی حجت روشن کر دی ہے۔ ظالموں کی وہ جماعت ہلاک ہوگئی جنھوں نے کعبہ کو قابل فروخت شئے سمجھ لیا تھا۔ سرکاری مالگزاری کو باپ دادا کی وراثت سمجھتے تھے اور جنھوں نے قرآن کو خرافات کا ایک مجموعہ سمجھا تھا۔ جس چیز کا وہ مذاق اڑاتے تھے اسی کا وبال ان کی گردنوں پر پڑا۔ اب ان کے کتنے کنوئیں اور سنگین محل ہیں جو ویران پڑے ہیں۔ جب اللہ نے ان کو ڈھیل دی تو انھوں نے اس کی سنت کو بدل دیا خاندان رسول اللہ ؐ پر مظالم کئے۔ انھوں نے سرکشی کی ظلم کیا اور متکبر بن گئے اور یہ اس کا دستور ہے کہ وہ ہر متکبر سرکش کو محروم کر دیتا ہے۔ اللہ نے ان کو ایسا سخت پکڑا کہ اب ان کا کوئی نام تک نہیں لیتا۔

ابن عیاش کہتا ہے کہ جب بہت سے حادثات پے در پے ابو جعفر کو پیش آئے تو انھوں نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا۔

تفرقت الظباء علی خداش   فما یدری خداش ما یصید

اس کثرت سے ہرنیاں خداش کے سامنے پراگندہ پھر رہی ہیں کہ اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کس کا شکار کرے۔

اس کے بعد ہی انھوں نے تمام سپہ سالاران فوج، موالی، مصاحبین اور اپنے اہلبیت کو طلب کیا حماد الترکی کو گھوڑے پر زین لگانے کا حکم دیا سلیمان بن مجالد کو آگے بڑھایا اور مسیب بن زہیر کو حکم دیا کہ شہر کے تمام دروازوں کی ناکہ بندی

کر لے پھر چند روز میں خود بھی ایک دن سواری میں نکلے اور منبر پر تقریر کے لئے چڑھے بہت دیر تک منبر پر خاموش بیٹھے رہے۔ ایک شخص نے شبیب بن شبہ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ امیر المومنین اسقدر خاموش ہیں حالانکہ بخدا وہ تو دشوار مباحث پر نہایت آسانی سے تقریر کرتے ہیں آج کیا ہوا۔ یہ بات پوری ہوئی تھی کہ انہوں نے بالکل ایک نئے طرز پر تقریر کی۔ اس میں یہ شعر پڑھے۔

مالی اکفکفُ عن سعدٍ ویشتمنی　　ولو شتمت بنی سعد لقد سکتوا
جھلاً علی وجبناً عن عدوھُم　　لبئست الخلتان الجھل والجبن

کسقدر تعجب کی بات ہے کہ میں تو سعد کے متعلق ایک لفظ اپنی زبان سے نہیں کہتا اور وہ مجھے گالیاں دے رہا ہے۔ حالانکہ اگر میں ان کو گالیاں دوں تو وہ بالکل ساکت ہو جائیں اور پھر کچھ نہ کہہ سکیں۔ اس کی دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ وہ مجھسے واقف نہیں ہیں دوسرے یہ کہ وہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں بزدل نکلے۔ اور یہ جہل اور جبن دونوں سخت عیب ہیں۔ ان شعروں کو پڑھکر بیٹھ گئے پھر یہ شعر پڑھا۔

فالقیت وعن راسی القناع ولواکن　　لا کشفہ الا لاحدی العظائم

(ترجمہ) اب میں نے اپنے سر سے رومال کھولدیا اور جب کوئی بہت نازک معاملہ پیش آتا ہے اسی وقت میں اپنا سر کھولتا ہوں۔

جب وہ خود اس حکومت کے حاصل کرنے میں ناکام رہے تب ہم نے اسے قایم کر دیا انھوں نے ہماری اس اہم خدمت کا کوئی شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ اور الٹے پھیلنے لگے اور ہمارے ساتھ ترشروئی اور گستاخی سے پیش آنے لگے۔ انھوں نے حق سے آنکھیں بند کر کے اسے بالکل پس پشت ڈالدیا۔ کیا اب وہ چاہتے ہیں کہ میں بخوشی اس ذلت و توہین کو گوارا کرلوں بخدا یہ کبھی نہیں ہوگا۔ میں ہرگز ایسے شخص کی عزت افزائی نہیں کرونگا جو میری توہین کرے اگر وہ حق کو قبول نہیں کرینگے تو اس کا تمام خمیازہ ان کو اٹھانا پڑیگا۔ پھر وہ کبھی اس بات کی توقع نہ کریں کہ ان کے معاملے میں کوئی رعایت کرونگا۔ نیک بخت وہ ہے جو مثال سے عبرت حاصل کرتا ہے۔ غلام گھوڑا لا۔ اس کے بعد وہ سوار ہو گئے۔

محمد بن علی کا مولی عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمان بیان کرتا ہے کہ جب

منصور نے عبداللہ بن الحسن اس کے بھائیوں اور اس کے دوسرے اعزا کو جو اس کے ساتھ تھے گرفتار کر لیا تو منصور خطبہ کے لئے منبر پر بیٹھے اور حمد و ثنا کے بعد انھوں نے کہا اے اہل خراسان تم ہمارے متبع اور انصار ہو اور تم نے ہماری حکومت قایم کی ہے اگر ہمارے سوا تم کسی دوسرے کی بیعت کی ہوتی تو ہم سے بہتر آدمی تم کو میسر نہ آتا۔ یہ جو میرے اہل خاندان یعنی علیؓ بن ابی طالب کی اولاد ہے بخدا اس حکومت کے معاملہ میں ہمارا ان سے کوئی جھگڑا نہیں ہم نے تو اس خلافت کو انھیں کے لئے چھوڑ دیا تھا اور اس میں تھوڑا یا زیادہ کچھ بھی حصہ نہیں لینا چاہا۔ علیؓ ابن ابی طالب خلیفہ ہوئے تو اس سلسلہ میں خون میں لت پت ہو گئے دو شخصوں نے ان کے مخالف فیصلہ کر دیا اس کی وجہ سے امت اسلام نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور لوگ ان کے مخالف ہو گئے پھر خود ان ہی کے شیعہ، مددگار دوست راز دار اور معتمد لوگوں نے ان پر یورش کی اور قتل کر دیا۔ ان کے بعد حسنؓ بن علیؓ خلیفہ ہوئے مگر بخدا وہ اس کے مرد نہ تھے جب ان کو روپیہ پیش کیا گیا انھوں نے اسے قبول کر لیا۔ معاویہ نے یہ سبز باغ دکھایا کہ میں اپنے بعد تم کو اپنا ولیعہد بناتا ہوں وہ اس کے فریب میں آ گئے انھوں نے خلافت سے استعفا دیدیا۔ اور اسے معاویہ کے سپرد کر دیا اور خود عورتوں سے تمتع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ روز ایک نکاح کرتے اور صبح کو طلاق دیدیتے۔ اسی طرح سے انھوں نے اپنی زندگی پوری کر دی بستر پر پڑے پڑے انتقال کیا۔ ان کے بعد حسینؓ بن علیؓ اوٹھے عراقیوں اور کوفیوں نے ان کو دھوکا دیا (کوفہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے) اس سیاہ سرزمین کے باشندے بخدا بڑے جھگڑالو، منافق اور ہر وقت فتنہ و فساد کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ یہ نہ جنگ ہے کہ میں ان سے لڑوں اور نہ صلح ہے کہ صلح کروں اللہ مجھے ان سے دور رکھے! انھوں نے حسینؓ کا ساتھ چھوڑ دیا اور ان کو دشمن کے حوالے کر دیا وہ مارے گئے ان کے بعد زید بن علیؓ اٹھے ان سے بھی اہل کوفہ نے بڑے بڑے وعدے کئے جب وہ ان کے فریب میں آ گئے اور انھوں نے ان کو علانیہ خروج کے لئے مستعد کر دیا تو خود گھروں میں بیٹھ رہے ان کے خروج سے پہلے محمد بن علی نے خدا کا واسطہ دیکر ان کو خروج کرنے سے منع کیا تھا اور کہا تھا کہ تم کبھی اہل کوفہ کی باتوں میں نہ آنا کیونکہ ہمیں وراثتاً یہ خبر ملی ہے کہ ہمارے خاندان کے ایک فرد کو کوفہ میں

سولی دیجائیگی۔ اور مجھے خوف ہے کہ شاید تم ہی وہ مصلوب ہو۔ اس کے علاوہ میرے چچا داؤد بن علی نے بھی ان کو منع کیا تھا اور اہل کوفہ کی غداری اچھی طرح جتادی تھی مگر انہوں نے کسی کی بات نہ مانی خروج کیا۔ مارے گئے اور کناسہ میں سولی پر لٹکے۔ اس کے بعد بنی امیہ ہم پر دوڑ پڑے انھوں نے ہمارے شرف اور عزت کو برباد کر دیا حالانکہ ہم نے تو ان کے کسی شخص کو قتل بھی نہیں کیا تھا جس کا انتقام ہم سے لیا جاتا بلکہ الٹا انھیں کی گردنوں پر ہمارے اعزا کا خون خروج کی وجہ سے تھا۔ انھوں نے ہمیں شہروں سے جلا وطن کر دیا ہم کبھی طائف گئے کبھی شام اور کبھی شراۃ آخر کار اللہ نے تم کو اے اہل خراسان ہماری مدد کے لئے بھیجدیا اور تمہارے ذریعہ اس نے ہمارے شرف و اعزاز کا احیا کیا تمھارے ذریعہ اس نے اہل باطل کو پاش پاش کر دیا۔ ہمارے حق کو دنیا پر آشکارا کیا اور جو میراث نبی صلعم سے ہم کو ملنی چاہئے تھی وہ بھی دلوادی۔ اب حق حقدار کو ملگیا حق کا منارہ سر بفلک ہوا۔ اہل حق کو غلبہ اور تفوق نصیب ہوا۔ ظالموں کی جڑ کٹ گئی۔ تمام تعریفیں اس ذات واحد کے لئے ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے۔

جب اللہ کے فضل و کرم اور ہمارے حق میں اس کے عادلانہ فیصلہ کی بنا پر ہماری حکومت اچھی طرح استوار ہو گئی تو ان کے بعض لوگوں نے بلا وجہ محض اس فضل و کرم پر جو اللہ نے اپنی خلافت اور اپنے نبی کی میراث ہمیں دیکر ہم پر مبذول فرمایا ہے حسد کی وجہ سے ہم پر یورش کر دی۔

لبئست الخلتان الجہل والجبن　　جہلاً علی جبناً عن عدوھم

اے اہل خراسان بخدا میں نے اس معاملہ میں بلا سوچے سمجھے صرف اس وجہ سے دست اندازی نہیں کی ہے کہ مجھے ان کے متعلق صرف یہ شکایت ہو گئی کہ انھوں نے میرے حقوق میں کوئی کوتاہی کی ہے۔ یا وہ میرے سامنے جھکتے نہیں بلکہ میں نے کئی مخصوص کو اپنا جاسوس بنا کر ان کے پاس بھیجا میں نے اپنے آدمیوں سے کہا تم جاؤ اس قدر روپیہ ساتھ لو اور یہ ہدایات ہیں ان پر عمل کرنا چنانچہ یہ لوگ مدینہ میں ان سے جا کر ملے اور وہ سب روپیہ ان کے حوالے کر دیا ان میں سے کوئی شخص بوڑھا ہو یا جوان بڑا ہو یا چھوٹا ایسا نہ بچا جس نے ان لوگوں کی ایسی بیعت نہ کی ہو جس کے بعد میرے لئے ان کا قتل اور غارت حلال نہ ہو گیا ہو۔ جب انھوں نے میری بیعت کو توڑ دیا بغاوت پر آمادہ ہو کر

میرے خلاف خروج کے لئے تیار ہوئے تو مجھے بھی اس کا تدارک کرنا پڑا۔ ان واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے تم یہ نہ سمجھو کہ میں نے بغیر یقین کئے ہوئے اس معاملہ میں ہاتھ ڈالا ہے۔ یہ تقریر کر کے وہ منبر سے اترے اترتے ہوئے منبر کے زینہ پر یہ آیت وحیل بینھم وبین مایشتھون کما فعل باشیاعھم من قبل انھم کانوا فی شک مریب (ترجمہ) اور رکاوٹ ڈالدی گئی ان کے درمیان اور اس شئے کے درمیان جس کی ان کو خواہش تھی جس طرح کہ ان سے پہلے ان ایسے لوگوں کے ساتھ کیا گیا وہ شبہ میں ڈالنے والے گمان میں (مبتلا) تھے تلاوت کی۔

ابو مسلم کے قتل کے وقت منصور نے مدائن میں تقریر کی اور کہا اے لوگو طاعت کے اطمینان کو چھوڑ کر معصیت کی بے اطمینانی کی طرف نہ جاؤ اپنے آئمہ کی برائی اپنے قلوب میں پوشیدہ نہ رکھو کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جس کے دل میں بدی ہوتی ہے کبھی نہ کبھی اس کے فعل یا قول سے وہ ظاہر ہو جاتی ہے۔ نیز خود خداوند عالم اپنے دین کے غلبہ اور اپنی صداقت کی برتری کے لئے اس بدی کو اپنے امام پر ظاہر کر دیتا ہے، علاوہ بریں ہم نے تمہارے حقوق کی ادائی میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ فرائض دین کو تم پر عائد کرنے میں کوئی کمی کی سجداجو اس قمیص کے گریبان کی دھجی کے متعلق ہم سے نزاع کریگا میں اسی تلوار سے اس کی خبر لونگا ابو مسلم نے ہماری بیعت کی تھی اور اس شرط پر کہ جو ہماری نقض بیعت کریگا اس کا خون مباح ہو جائیگا خود اس نے ہمارے لئے دوسروں سے بیعت لی تھی۔ اس نے ہم سے انحراف کیا تو ہم نے اس کے ساتھ وہی کیا جو وہ ہمارے لئے دوسروں سے کرتا تھا اور حق کی اقامت کے بارے میں ہم نے اس کی خدمات کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔

منصور اپنے دادا علی بن عبداللہ کا یہ مقولہ بیان کرتے تھے کہ دنیا میں سیادت سخی کرتے ہیں اور آخرت میں انبیا۔

ایک مرتبہ منصور اپنے کاتب محمد بن جمیل پر ناراض ہوئے (اصل میں یہ زندہ کا قدیم باشندہ تھا) حکم دیا کہ اسے زمین پر پٹک دیا جائے۔ یہ اپنی برائت بیان کرنے لگا۔ حکم دیا کہ اسے کھڑا کیا جائے جب کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس کی شلوار کتان کی ہے اس سے وہ اور بھی غضبناک ہوئے پھر حکم دیا کہ اسے زمین پر گرا کر پندرہ درے لگائے جائیں۔ اس حکم کی بجا آوری کر دی گئی پھر اس سے کہا کہ آئندہ کتان کا پائجامہ مت پہنو۔ یہ اسراف ہے۔

جب ابو جعفر نے محمد بن عبداللہ کو مدینہ اور ابراہیم بن عبداللہ کو باخمری میں قتل کر دیا تو اب ابراہیم بن حسن بن حسن نے مرو میں خروج کیا یہ گرفتار کر کے ان کے پاس پیش کیا گیا ابو جعفر نے اس کے خروج کی شکایت کے لئے علیؑ ابن ابی طالب کے اہل خاندان کو جو مدینہ میں تھے ایک خط لکھا اس میں ابراہیم بن حسن بن حسن کے خروج کا ذکر کیا اور لکھا کہ اس کا یہ خروج تمہارے اشارے اور مشورہ سے ہوا ہے۔ تم لوگ حکومت کے طلبگار ہو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ میں تمام تعلقات تم سے قطع کر لونگا اور آئندہ کوئی تعلق قائم نہ رکھونگا۔ تم نے پہلے بھی بنی امیہ کے مقابلہ میں حکومت کے حاصل کرنے کے لئے خروج کیا تھا مگر تم اپنے مقصد میں ناکام رہے اپنا بدلہ نہ لے سکے، تم پر بنی امیہ نے جو جو ظلم کیئے تھے اس کے انتقام کے لئے ہم تمہارے بک جدی اٹھے اور ہم نے تمہارے خون کا ان سے پورا بدلہ لیا اور حکومت ان کے ہاتھ سے چھین لی، خط کے آخر میں انھوں نے سبیع بن ربیعہ بن معاویہ الیربوعی کے چند شعر حسب حال لکھے۔

منصور کے عہد میں منشیوں اور متصدیوں کی تنخواہ تین سو درہم تھی۔ مامون کے عہد تک یہی شرح رہی پھر سب سے پہلے فضل بن سہل نے اس میں اضافہ کیا۔ اس سے پہلے تمام بنی امیہ اور اس سے پہلے بنی عباس کے عہد میں ان عہدہ داروں کی تنخواہیں تین سو اور اس سے کم ہوا کرتی تھیں۔ حجاج بن یوسف یزید بن ابی مسلم کو تین سو ماہانہ دیتا تھا۔ عاملان ظیبہ روزانہ منصور کو اپنے اپنے مقامات کے نرخ اجناس اور اشیاء مایحتاج زندگی لکھتے تھے اسی طرح قاضی جو فیصلے کرتے یا والی جو احکام نافذ کرتے اس کی بھی اطلاع بارگاہ خلافت میں لکھ بھیجتے تھے، جو روپیہ بیت المال میں داخل ہوتا تھا یا جو اور کوئی قابل ذکر واقعہ پیش آتا اسے بھی لکھدیتے۔ عام طور پر نماز مغرب کے بعد وہ یہ خط لکھنا شروع کرتے۔ صبح سے مغرب تک جو واقعات رونما ہوتے وہ مغرب کے بعد قلمبند کر لیتے اور پھر اثنائے شب میں جو بات پیش آتی اسے علی الصباح لکھدیتے، ان تمام مراسلات کو منصور خود پڑھتے اگر نرخ قایم ہوں تو خاموش ہو جاتے اگر نرخ میں فرق نظر آتا فوراً اس علاقہ کے والی یا عامل کو اس طرف توجہ دلاتے اور اس کی وجہ دریافت کرتے اس کا جواب موصول ہونے کے بعد ایسی تدابیر اختیار کرنے جس کی وجہ سے

نرخ اشیاء پھر اپنی پہلی شرح پر آجائیں اگر قاضی کے کسی فیصلے کے متعلق شک ہو جاتا تو خود اس قاضی کو اس کے متعلق لکھتے اور اس مقام کے دوسرے اصحاب سے اس کے کام کے متعلق دریافت رائے کرتے اگر کوئی بات خلاف ضابطہ نظر آتی تو اس پر اس قاضی کو زجر و توبیخ کرتے۔

محمد اور ابراہیم کے قضیہ سے فارغ ہو کر جب منصور بغداد کی تکمیل کے بعد اس میں مستقل سکونت پذیر ہوئے تو کسی شخص نے ان کے سامنے غالباً مشابہت دینے کے لئے ولید کا ذکر کیا۔ سنکر کہا "اللہ اس ملحد کافر پر لعنت کرے" اس وقت ابو بکر الہذلی ابن عیاش المنتوف اور شرقی بن قطامی منصور کے خاص مصاحب دربار میں موجود تھے ابو بکر الہذلی نے فرزدق کی یہ روایت اس وقت بیان کی اس نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ ولید بن یزید کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ہم مشرب ندیم اس کے پاس موجود تھے اس نے صبح کے وقت خوب شراب پی رکھی تھی ابن عائشہ کو حکم دیا کہ ابن الزبعری کے یہ شعر گا کر سناؤ۔

لیت اشیاخی ببدر شہدوا جزع الخزرج من وقع الاسل
وقتلنا الضعف من سادتھم وعدلنا میل بدر فاعتدل

(ترجمہ) کاش میرے بزرگ بدر میں موجود ہوتے تو وہ بنی خزرج کو نیزوں کے پھلوں کے وار سے پریشان اور مضطرب دیکھتے جب ہم نے ان کے بہت سے سرداروں کو قتل کر دیا اور بدر کی کجی اس طرح نکالدی کہ وہ درست ہو گئی۔

ابن عائشہ نے کہا امیر المومنین! ان اشعار کو میں نہیں گاتا۔ ولید نے کہا تجھکو گانا پڑیگا ورنہ میں تیرے گلے چیر دونگا۔ اس نے مجبوراً سنادیئے سنکر خوش ہوا تعریف کی اور کہا میں ابن زبعری کے اس مسلک پر ہوں جس بنا پر اس نے یہ شعر کہے تھے)۔ یہ واقعہ سنکر منصور نے اس پر لعنت بھیجی اور اس کے مصاحبین نے بھی لعنت بھیجی اور منصور نے کہا اس اللہ کا شکر ہے جس نے اپنی نعمت حکومت اور توحید سے ہم کو بہرہ ور کیا ہے۔

ابو بکر الہذلی کہتا ہے ایک مرتبہ والی آرمینیا نے ان کو لکھا کہ فوج

نے سرکشی اختیار کی ہے اور خزانوں کو توڑ کر تمام مال پر قبضہ کر لیا ہے" منصور نے اسی کے خط پر آخر میں یہ حکم لکھا "ہم تجھکو ذلت و رسوائی کے ساتھ اپنے اس عہدہ سے معزول کرتے ہیں اگر تجھ میں عقل ہوتی تو فوج کی اطاعت میں کبھی فرق نہ پڑتا اور اگر تو قوی ہوتا تو اس کو سرکاری خزانہ لوٹنے کی جرات ہی نہ ہوتی"

ایک بیہودہ شخص نے فلسطین میں ابوجعفر کے خلاف خروج کیا۔ انھوں نے اپنے عامل فلسطین کو لکھا "تیری جان اس کے ساتھ وابستہ ہے اگر تو نے اسے پکڑ کر میرے پاس نہ بھیجا تو میں تجھے قتل کر دونگا"۔ عامل فلسطین نے اس کی گرفتاری میں پوری جد وجہد کی اور آخر کار وہ اس کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اسے ابوجعفر کی خدمت میں بھیجدیا ابوجعفر نے اسے اپنے پاس بلایا جب وہ سامنے آکر کھڑا ہوا تو انھوں نے کہا تو نے میرے عمال پر یورش کی تھی بخدا میں تیرا قیمہ کر دونگا اس شخص نے اس کے جواب میں بوجہ کبر سنی کے نہایت پست آواز میں یہ شعر پڑھا۔

أتروض عرسك بعد ما هرمت ومن العناء رياضة الهرم

ترجمہ۔ کیا اب بڑھاپے میں تو اپنی بیوی کو سنوارتا ہے حالانکہ بڑھاپے میں تزئین محض مشقت ہے جس کا کوئی نتیجہ نہیں

اسکی پست آواز کی وجہ سے منصور اچھی طرح نہ سمجھ سکے ربیع سے پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے ربیع نے کہا یہ کہتا ہے۔ العبد عبدکم والمال مالکم فهل عذابك عني اليوم منصرف (ترجمہ میں آپ کا غلام ہوں یہ میرا مال سب آپکا ہے پس کیا آج میں آپکی سزا سے مامون رہوں گا؟۔

سنکر کہا ربیع ہم نے اسے معاف کر دیا اسے چھوڑ دو اسے یاد رکھو اور اسے کسی مقام کا والی مقرر کر دینا۔

ایک شخص نے منصور سے اپنے عامل کی شکایت کی کہ اس نے میری زمین میں منڈیر بنا کر اسے اپنی زمین میں شامل کر لیا ہے۔ منصور نے اسی استغاثہ پر عامل کو لکھا "اگر عدل کو اختیار کروگے ہمیشہ سلامتی سے رہوگے۔ بہتر ہے کہ اس شاکی کی شکایت رفع کر دو۔

ایک شخص نے درخواست دی کہ مجھے اپنے محلہ میں ایک مسجد بنانے کی اجازت دی جائے اسی درخواست پر لکھدیا قیامت آنے کی شرطوں میں مساجد کی کثرت بھی ہے بہتر ہے کہ تم بھی اس میں شرکت کرو اور زیادہ ثواب حاصل کرو۔

علاقۂ سواد کے ایک شخص نے کسی عامل کی شکایت لکھی اسی درخواست پر لکھدیا اگر تم سچے ہو تو ہم تم کو اجازت دیتے ہیں کہ اس عامل کی مشکیں باندھکر حاضر کرو۔

ابوالہذیل العلاف راوی ہے کہ ایک مرتبہ ابوجعفر نے کہا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ سید بن محمد نے کرخ میں (راوی کہتا ہے یا انھوں نے واسطہ کا نام لیا) انتقال کیا ہے اور اس مقام کے باشندوں نے اسے دفن نہیں کیا اگر یہ بات میرے نزدیک پایۂ ثبوت کو پہونچگئی تو میں اس مقام کو آگ لگادونگا۔ مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ صحیح یہ ہے۔

سید بن محمد نے مہدی کے عہد میں بغداد کے محلۂ کرخ میں انتقال کیا تھا۔ اہل کرخ نے اس کے دفن کرنے میں پس و پیش کیا مہدی نے اس کام کے لیئے ربیع کو متعین کیا اور حکم دیا کہ اگر وہ اس کام میں رکاوٹ پیدا کریں تو تم ان کے مکانات کو مع ان کے جلا دینا۔ مگر ربیع کو ایسا کرنے کی نوبت نہیں آئی۔

مدائنی کہتا ہے جب منصور محمد۔ ابراہیم، عبداللہ بن علی عبدالجبار بن عبدالرحمان کے فتنوں سے فارغ ہوئے، بغداد آرہے تھے اور اب تمام معاملات ان کے حسب منشا طے پائے تو انھوں نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا۔

تبیت من البلوٰی علی حد مرھف مرارا و یکفی اللہ ما انت خائف

ترجمہ۔ بسا اوقات تم ایسی مصیبت میں پڑجاتے ہو کہ اوسکی وجہ سے تمکو کسی طرح چین نہیں آتا حالانکہ خداوند عالم اوس مصیبت کو دفع کردیتا ہے جس سے تم خائف تھے۔

عبداللہ بن ربیع نے کہا کہ منصور نے ان باغیوں کی سرکوبی کے بعد یہ شعر پڑھا تھا۔

و رب امور لا تضیرک ضیرۃ وللقلب من مخشاتھن وجیب

ترجمہ۔ بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ اگرچہ قلب اون کے عواقب بد سے سخت خایف ہوتا ہے مگر حقیقت میں اوس سے ہمکو کوئی ضرر ہی نہیں ہوتا۔

ہیثم بن عدی کہتا ہے۔ جب منصور کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن حسن کے بیٹے اس کے عذاب سے ڈر کر مختلف مقامات میں چھپے پھرتے ہیں اس نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا۔

ان قناتی منبعٌ لا یوسیہا — غمز الثقاف ولا دھن ولا نارُ
مسی اجرخائفاً تامن مسارحہ — وان اخف آمناً تقلق بہ الدارُ
سیروا الیّ وغضوا بعض اعینکم — انی لکل امری من جارہ جارُ

ترجمہ۔ میرے نیزہ کا بانس مضبوط اور سیدھا ہے جسے شکنجہ کی گرفت تیل کی تری اور آگ کی گرمی کی ضرورت نہیں جب میں کسی خوفزدہ کو امن دیتا ہوں تو اس کے تمام دور دراز کے راستے اس کے لیئے بے خطر ہو جاتے ہیں اور جب میں کسی مامون کو دھمکی دیتا ہوں تو گھر کی چار دیواری میں وہ مضطرب اور بے چین ہو جاتا ہے۔ تم میرے پاس چلے آؤ اور شرم سے آنکھیں بند کر لو میں ہر شخص کو جو میری امان میں آئے امان دیتا ہوں۔

ابو جعفر کا مولی واضح بیان کرتا ہے کہ مجھے انھوں نے باریک اور نرم کپڑے کے دو قطعات خرید نے کا حکم دیا۔ میں ایکسو بیس درہم میں خرید لایا۔ پوچھا کتنے میں لائے؟ میں نے کہا اسی درہم میں، کہنے لگے اچھے ہیں مگر ان کی قیمت کم کراؤ کیونکہ ایک مرتبہ جب مال ہمارے پاس آتا ہے اور پھر وہ مالک کے پاس واپس جاتا ہے تو اس سے اس کی قیمت گھٹ جاتی ہے۔ میں نے وہ دونوں پارچے اس کے مالک سے لے لیئے دوسرے دن میں ان کو لیکر بارگاہِ خلافت میں حاضر ہوا پوچھا تم نے کیا کیا۔ میں نے کہا میں نے ان دونوں کو ان کے مالک کو لیجا کر واپس کر دیا تھا اس نے بیس درہم کم کر دیئے کہنے لگے تم نے ٹھیک کیا اچھا ان میں سے ایک کی قمیص قطع کرا دو اور ایک کو چادر بنا دو۔ میں نے حسب الحکم اسی طرح کر دیا۔ پندرہ دن تک بغیر بدلے وہ یہ ایک ہی قمیص پہنے رہے۔

وہ ہمیشہ اپنے اہل خاندان کو اچھی ہیئت بنانے، لباس فاخرہ پہنے، خوشبو لگانے اور اللہ کی نعمت کو تشکر کے ساتھ ظاہر کرنے کی نصیحت کرتے رہتے تھے اگر کسی شخص کو دیکھتے کہ اس نے ان باتوں میں سے کمی کر دی ہے تو اس کو متنبہ کرتے اور کہتے۔ کہ تمہاری داڑھی کے بالوں میں غالیہ کی چمک نہیں دکھائی دیتی اس کے برخلاف فلاں شخص کی داڑھی کیسی چمکدار ہے۔ اس تنبیہ سے مقصد یہ ہوتا تھا کہ ان کے اہل خاندان ہمیشہ خوشبو کا استعمال کریں ظاہری شکل وصورت اچھی بنائیں۔ اور لباس فاخرہ زیب تن کریں تاکہ عوام پر ان کا وقار اور رعب قائم رہے۔ اگر وہ کسی اپنے عزیز کو عمدہ لباس پہنے دیکھتے تو اس کی تعریف کرتے۔

احمد بن خالد بیان کرتا ہے کہ منصور اکثر مالک بن ادہم سے حوثرہ بن سہیل کے بھائی عجلان بن سہیل کے واقعہ کو پوچھا کرتے تھے۔ مالک نے بیان کیا کہ ایک دن ہم عجلان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ہشام بن عبدالملک ہمارے سامنے سے گزرا۔ ہم میں سے ایک شخص نے کہا وہ دیکھو احول ہمارے پاس سے گزرا۔ عجلان نے پوچھا کس سے مراد ہے اس نے کہا ہشام عجلان کہنے لگا تم امیرالمومنین کو اس برے لقب سے یاد کرتے ہو بخدا اگر تمہاری قرابت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں تم کو قتل کر دیتا۔ منصور نے کہا بخدا ایسے شخص کے ساتھ موت و زندگی نافع ہے۔

منصور کا ایک خادم تھا جس کا رنگ زرد مائل بہ سیاہی تھا۔ یہ اپنے کام میں بہت ہشیار تھا اور اس میں کوئی برائی نہ تھی۔ ایک دن انھوں نے اس سے اس کی قومیت پوچھی اس نے کہا میں عرب ہوں پوچھا کون اس نے کہا قبیلۂ خولان سے تعلق رکھتا ہوں۔ ہمارے دشمن یمن سے مجھے پکڑ لیگئے انھوں نے مجھے خصی کر دیا اور غلاموں کی طرح فروخت کر دیا۔ پہلے میں ایک اموی کے پاس رہا پھر اب آپ کے پاس ہوں۔ کہنے لگے تم غلام تو بہت اچھے ہو مگر میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی عرب میرے قصر میں میرے حرم کی خدمتگزاری کے لئے مقرر ہو۔ اللہ اپنی عافیت میں رکھے تم آزاد ہو جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔

منصور نے کوفہ کے فضیل بن عمران کو اپنے بیٹے جعفر کا نائب اور

مصاحب مقرر کر دیا۔ نیز یہ جس کا مدار بھی تھا اس کی حیثیت جعفر کے پاس وہی تھی جو ابو عبید اللہ کی مہدی کے پاس تھی۔ منصور کا ارادہ تھا کہ وہ جعفر کو مہدی کے بعد ولی عہد خلافت مقرر کر دے۔ جعفر کی کھلائی عبید اللہ کی ماں کو فضل کے خلاف سازش کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ اس نے فضل کی منصور سے شکایت کی اور اشارۃً یہ بات کہدی کہ فضل جعفر سے ناشائستہ حرکات کرتا ہے۔ منصور نے اپنے مولی ریان اور ہارون بن غزوان عثمان بن نہیک کے مولی کو فضل کے پاس بھیجا وہ اس وقت جدید شہر موصل میں جعفر کے ساتھ قیام پذیر تھا اور حکم دیا کہ فضیل کو دیکھتے ہی اسے قتل کر دینا اس کام کے لیے منصور نے باقاعدہ فرمان لکھکر ان کو دیدیا نیز انھوں نے جعفر کو بھی اس کے متعلق لکھ بھیجا کہ ہم نے ان دونوں کو ایسا حکم دیا ہے مگر اسی کے ساتھ انھوں نے ان دونوں کو ہدایت کر دی کہ تاوقتیکہ تم اسے قتل نہ کر دو جعفر کے نام کا خط اسے نہ دینا۔

یہ دونوں منصور کے پاس سے روانہ ہو کر جعفر کے پاس آئے اور اندر جانے کی اجازت کے انتظار میں اس کے دروازے پر بیٹھ گئے اتنے میں خود فضیل باہر نکلکر ان کے پاس آیا انھوں نے اسے پکڑ لیا اور پھر منصور کا فرمان نکالا کسی نے ان کا تعارض نہیں کیا انھوں نے وہیں اس کا کام تمام کر دیا اس کے قتل ہو جانے تک جعفر کو اس واقعہ کی خبر بھی نہیں ہوئی۔ فضیل ایک نہایت متقی، پرہیز گار اور دیندار آدمی تھا۔ منصور سے لوگوں نے کہا فضیل تو نہایت ہی پاکباز اور عفیف شخص تھا جو تہمت اس پر لگائی گئی ہے وہ اس سے دوسرے تمام لوگوں کے مقابلہ میں قطعی بری تھا آپ نے اس کے خلاف کارروائی کرنے میں بہت عجلت کی اس پر منصور نے ایک دوسرا پیامبر دوڑایا اور اس سے کہا کہ اگر فضیل کے قتل سے پہلے تم اسے پالوگے تو دس ہزار درہم تم کو انعام دونگا مگر یہ قاصد اس وقت پہونچا کہ ابھی فضیل کا خون بھی خشک نہوا تھا۔

جعفر کا مولی موید بیان کرتا ہے کہ جعفر نے مجھے بلا بھیجا اور کہا بتاؤ امیر المومنین ایک نیک متقی عفیف شخص کے بلا جرم و قصور قتل کا کیا جواب دینگے۔ میں نے کہا وہ امیر المومنین ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں اس کے اسباب و علل

سے وہی خوب واقف ہوتے ہیں۔ جعفر نے گالی دیکر کہا میں تجھ سے خاص لوگوں کی طرح کلام کر رہا ہوں اور تو مجھ سے عوام کی طرح کلام کرتا ہے۔ اس کے پاؤں باندھکر دجلہ میں ڈالدو۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ میں نے کہا اچھا میں اس کے متعلق آپ سے گفتگو کرتا ہوں جعفر نے کہا اچھا اسے چھوڑ دو میں نے کہا بھلا تمھارے باپ سے فضیل کے متعلق کیا سوال ہوگا اس نے اپنے چچا عبداللہ بن علی، عبداللہ بن الحسن وغیرہ اور رسول اللہ کے دوسرے اہلبیت کو صریحی تظلم سے قتل کر دیا تو ان سے کیا پوچھا گیا ان کے علاوہ دوسرے دنیاداروں میں سے انھوں نے بے حد و بے شمار لوگوں کو قتل کر دیا پہلے ان لوگوں کے متعلق سوال ہوگا اس کے بعد کہیں فضیل کی نوبت آئیگی تو شاید فرعون کے خواجہ اس کی طرف سے جواب دے سکیں۔ یہ جواب سنکر جعفر ہنسنے لگا اور کہا اس پر اللہ کی لعنت ہو اسے چھوڑ دو۔

مشہور اموی شاعر اور ان کے مداح حفص کو جو حفص بن ابی جمعہ کے نام سے مشہور اور عباد بن زیاد کا مولیٰ تھا منصور نے اپنے بیٹے مہدی کا اتالیق مقرر کر دیا تھا کہ یہ اس کی مجالس میں مودب کی حیثیت سے اسی کے ساتھ رہے یہ نہ صرف بنی امیہ کے عہد میں بلکہ منصور کے عہد میں بنی امیہ کا مداح تھا۔ مگر اس کے باوجود منصور نے اس کے اس فعل کو کبھی برا نہ سمجھا یہ مہدی کے عہد میں برابر اس کے ساتھ رہا مگر اس کے خلیفہ ہونے سے پہلے ہی مر گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حفص الاموی منصور کے پاس آیا اور اس سے ہمکلام ہوا چونکہ وہ اس سے واقف نہ تھے انھوں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا امیر المومنین میں آپکا مولیٰ ہوں انھوں نے کہا تمھارا سا کوئی مولیٰ میرا نہیں ہے۔ جسے میں پہچانتا نہوں اس نے کہا میں آپکا مولیٰ اور خادم ہوں میں عبد مناف کا مولیٰ ہوں یہ جواب منصور کو بہت پسند آیا اور اب ان کو معلوم ہوا کہ یہ بنی امیہ کا مولیٰ ہے انھوں نے اسے مہدی کے ساتھ کر دیا اور کہا کہ اس کا خیال رکھنا۔

منصور کی اولاد اور ازواج

ان کی اولاد میں مہدی ہے جس کا نام محمد ہے۔ اور جعفر الاکبر ان دونوں کی

ماں اروی بنت منصور، یزید بن المنصور الحمیری کی بہن تھی یہ جعفر منصور ہی کے سامنے قتل کر دیا گیا تھا۔

سلیمان، عیسیٰ اور یعقوب، ان کی ماں فاطمہ بنت محمد (یہ طلحہ بن عبیداللہ کی اولاد میں تھا) تھی۔

جعفر الاصغر، اس کی ماں ام ولد ایک کردیہ لونڈی تھی منصور نے اسے خرید کر اپنی بیوی بنالیا تھا، اس کے بیٹے کو ابن الکردیہ کہتے تھے۔

صالح المسکین، اس کی ماں بھی ایک رومیہ ام ولد تھی جو قالی الفراشہ کے نام سے مشہور تھی۔

قاسم۔ یہ منصور سے پہلے ہی دس سال کی عمر میں انتقال کر گیا تھا اس کی ماں ام ولد تھی جو ام القاسم کے نام سے مشہور ہے۔ بغداد کے باب الشام پر اس کا ایک باغ آجتک "ام القاسم کے باغ" کے نام سے مشہور اور موجود ہے۔

عالیہ۔ اس کی ماں ایک اموی تھی منصور نے اسحٰق بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن العباس کے ساتھ اس کی شادی کر دی تھی خود اسحٰق بن سلیمان سے روایت ہے کہ اس نے یہ بات بیان کی کہ میرے باپ نے مجھ سے کہا اے میرے فرزند میں نے شریف ترین عورت عالیہ بنت امیرالمومنین سے تمہاری شادی کی ہے۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ ہمارے کفو کون ہیں انھوں نے کہا ہمارے دشمن بنی امیہ ہمارے کفو ہیں۔

منصور کی وصایا

جب اس سال یعنی ۱۵۸ھ کے ماہ شوال میں منصور حج کے ارادے سے مکہ روانہ ہوئے تو قصر عبودیہ میں آکر فروکش ہوئے۔ کئی دن یہاں مقیم رہے مہدی ان کے ساتھ تھا۔ اثنائے سفر میں یہ اسے وصیت کرتے جاتے تھے، اسی قصر کے قیام میں ماہ شوال کے ختم میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ طلوع سحر کے وقت ایک ستارہ ٹوٹا جس کی روشنی طلوع شمس تک نمایاں رہی اب وہ صبح و شام روزانہ مہدی کو خزانہ اور ملک کی صیانت و حفاظت کے متعلق وصیت کرتے تھے اس قصر میں قیام کے دوران میں وہ اور مہدی ہر وقت ساتھ رہتے کسی ضرورت ہی سے جدا ہوتے تھے جب وہ دن آیا جس میں ان کا ارادہ کوچ کر جانے کا ہوا انھوں نے مہدی کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تمام باتیں پہلے ہی تمہارے لیئے مہیا کردی ہیں تم کو کچھ کرنا نہیں ہے البتہ اب میں اور چند نصیحتیں تم کو کرتا ہوں مگر امید نہیں کہ تم ان پر کاربند ہو سکے۔ ان کے پاس ایک پٹارہ تھا جس میں ان کے علم کا سارا دفتر محفوظ تھا وہ مقفل رہتا تھا اپنے سوا نہ کسی دوسرے کو کھولنے دیتے تھے اور نہ اس کی کنجی دیتے تھے ہمیشہ اس کی کنجی اپنے قمیص کی جیب میں محفوظ رکھتے تھے جب اس کی ضرورت ہوتی تھی تو صرف حماد الترکی کا یہ منصب تھا کہ وہ اس پٹارے کو ان کے پاس لاتا اگر وہ کسی وقت ان کے پاس نہ ہوتا یا باہر گیا ہوتا تو پھر سلمہ خادم اس پٹارے کو ان کے پاس لاتا۔

مہدی سے کہا کہ اس پٹارے کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا کیونکہ

اس میں تمہارے آباء کا سارا علمی ذخیرہ محفوظ ہے۔ جو واقعات ہو چکے ہیں اور جو واقعات آیندہ قیامت تک پیش آئیں گے وہ سب اس میں درج ہیں۔ اگر کسی معاملہ میں تم کو دشواری پیش آجائے تو اس کے متعلق پہلے بڑے دفتر میں دیکھنا اگر تمھیں وہ بات اس میں معلوم ہو جائے جسے تم تلاش کر رہے تو فبہا ورنہ دوسرے اور تیسرے دفتر میں تلاش کرنا یہاں تک کہ ساتوں دفتر ختم کر دو اگر ان میں سے کسی میں کوئی بات معلوم نہ ہو تو پھر وہ چھوٹی بیاض دیکھنا اس میں تم کو ضرور وہ بات معلوم ہو جائے گی۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل پیرا نہ ہو گے۔

اس شہر پر نظر رکھنا اور ہرگز اسے مت بدلنا یہ تمہارا گھر اور وجہ عزت ہے میں نے اس میں اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے کہ اگر دس سال تک بھی خراج وصول نہ ہو تو یہ اندوختہ باقاعدہ فوج کی تنخواہ انتظام مملکت کے اخراجات اہل و عیال اور اہل خاندان کی معاش اور سلطنت کی سرحدوں کی حفاظت وصیانت کے لیئے بالکل کافی ہوگا۔ تم اس شہر کا خیال رکھنا جب تک خزانہ معمور رہیگا تمہاری عزت برقرار رہے گی مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر کاربند نہ ہو گے۔

میں تم کو اپنے خاندان والوں سے نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں تم ہمیشہ لوگوں کے سامنے ان کی عزت افزائی کرتے رہنا ان کو دوسروں پر مقدم رکھنا، ان کے ساتھ ہمیشہ احسان کرتے رہنا۔ ان کا بہت زیادہ خیال رکھنا۔ دربار میں سب سے پہلے ان کو آنے کی اجازت دینا۔ ان کو امیر بنانا کیونکہ ان کی عزت اصل میں تمہاری عزت ہے اور ان کی نام آوری و شہرت تمہاری نام آوری اور شہرت ہے۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل نہ کرو گے۔

اپنے موالیوں کا بہت خیال رکھنا ان پر احسان کرنا اپنی قربت کا فخر ان کو دینا۔ ان میں اضافہ کرنا۔ کیونکہ ضرورت کے وقت یہی تمہارا ساتھ دیں گے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر بھی عمل نہ کرو گے۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اہل خراسان کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آنا یہ تمہارے انصار اور شریک کار ہیں یہی وہ ہیں جنھوں نے تمہاری حکومت کے قیام کے لیئے جانیں اور مال قربان کیا ہے اگر تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو گے تو

کبھی بھی ان کے دلوں سے تمہاری محبت زائل نہ ہوگی ان کے خطا کار سے درگزر کرنا ان کے خدمات کا صلہ دینا۔ جو ان میں سے مر جائے اس کی جگہ اس کی اولاد یا اعزا میں سے کسی کو مقرر کرنا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر بھی عمل نہ کروگے۔

مدینۂ شرقیہ کبھی مت بنانا کیونکہ تم اس کی تعمیر پوری نہ کر سکوگے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم میری اس وصیت پر بھی عمل نہ کروگے۔ بنی سلیم کے کسی شخص سے اعانت نہ لینا۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم ضرور ایسا کروگے۔ حکومت کے معاملات میں عورتوں کو مشیر نہ بنانا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم ضرور ایسا کروگے۔

وصایا کے متعلق مذکورۂ بالا بیان ہیثم کا ہے اس کے علاوہ دوسرے راویوں نے بیان کیا ہے کہ مکہ جاتے وقت منصور نے مہدی کو بلا کر کہا کہ میں اب جا رہا ہوں اور واپس نہیں آؤں گا۔ کیونکہ بہرحال ایک دن ہمیں اللہ کے یہاں جانا ہی ہے میں اپنے اس خط کو اللہ کی برکت کے ساتھ سربمہر تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ جب تم کو میری موت کا علم ہو اور تم حکمراں ہو جاؤ اس وقت اس خط کو دیکھ لینا۔ مجھ پر قرض ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ تم ادا کرو، مہدی نے کہا بسر وچشم میں اس کے لیے حاضر ہوں کہنے لگے تین لاکھ درہم سے کچھ زیادہ ہے۔ اسے میں اچھا نہیں سمجھتا کہ مسلمانوں کے بیت المال سے یہ رقم دی جائے۔ یہ تم اپنے ذمہ لے لو کیونکہ جس منصب پر تم فائز ہوگے اس کی قدر وقیمت اس روپیہ سے کہیں زیادہ ہے۔ مہدی نے کہا میں اس کے لیے حاضر ہوں۔ پھر کہا یہ میرا قصر میری ذاتی ملک ہے اسے میں نے اپنے روپیہ سے بنایا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس میں تمہارا جو حصہ ہے وہ تم اپنے چھوٹے بھائیوں کو دیدینا۔ مہدی نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ کہنے لگے میرے جو خدام خاص ہیں ان کو تم اپنی ہی خدمت میں لے لینا۔ برطرف نہ کر دینا کیونکہ خلیفہ ہونے کے بعد تم کو تو ان کی چنداں ضرورت نہ رہے گی مگر ان کو اس وقت بر سر کار رہنے کی اب سے

زیادہ ضرورت ہو جائے گی مہدی نے اس کے لئے بھی اقرار کیا۔ کہنے لگے البتہ میری ذاتی جایداد کے متعلق میں تم کو اس قسم کی تکلیف نہیں دینا چاہتا البتہ اگر تم خود ایسا کرو تو یہ بات میری خوشی کا باعث ہوگی۔ مہدی نے اس کا بھی اقرار کیا۔ کہا تو اچھا تم اپنے چھوٹے بھائیوں کو جو میں نے کہا ہے دیدینا اور جایداد میں البتہ تم ان کے برابر کے شریک رہو گے۔ میرے کپڑے اور دوسرا سامان اپنے بھائیوں کو دیدینا۔ مہدی نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ اس پر کہا اللہ اس خلافت کو تمھارے لئے مبارک و سرفراز کرے اور ہمیشہ تمھارا کارساز رہے۔ حکومت ملنے کے بعد ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا۔ ان وصایا کے بعد وہ کوفہ کی سمت روانہ ہوئے۔ قربانی کے اونٹ ساتھ لئے ان کے بال کٹوائے ان کے گلے میں قلادہ باندھا۔ ابھی ماہ ذیقعدہ کے کچھ ہی دن گزرے تھے۔

جمرۃ العطارہ۔ جو منصور کی عطارہ تھی بیان کرتی ہے کہ جب وہ حج کے لئے جانے لگے تو اپنی بہو ریطہ بنت ابی العباس مہدی کی بیوی کو پاس بلایا مہدی اس وقت رے میں تھا جو وصایا کرنا تھیں وہ سب اس سے کہدیں اور ایک عہد لکھکر اس کے سپرد کیا۔ تمام خزانوں کی کنجیاں اسے دیدیں۔ ہر بات اچھی طرح سمجھادی اور سخت قسم دیکر یہ اقرار واثق لے لیا کہ ان خزانوں کے کوٹھوں میں سے بعض کو کبھی نہ کھولا جائے اور سوائے مہدی کے اور کسی دوسرے کو ان کی اطلاع نہ ہونے پائے اور یہ بھی صرف اس وقت ہو جب کہ تم کو میری موت کی سچی خبر معلوم ہو۔ میرے مرنے کے بعد البتہ صرف وہ اور مہدی ان کوٹھوں کو کھولیں وہاں کوئی تیسرا شخص بھی نہ ہو۔ جب مہدی رے سے مدینۃ السلام آیا تو ریطہ نے خزانوں کی کنجیاں اس کے حوالے کیں اور کہدیا کہ منصور مجھے یہ دیگئے ہیں اور تاکید کردی ہے کہ جب تک تمھیں میرے مرنے کی صحیح اطلاع نہ پہونچے اس وقت تک تم نہ کوٹھے کھولنا اور نہ اس کی کسی دوسرے کو اطلاع دینا چنانچہ جب مہدی کو ان کے مرنے کی خبر ہوئی اور وہ خود۔ اب

خلیفہ ہوا تو اس نے کوٹھے کا دروازہ کھولا ریطہ بھی اس کے ہمراہ تھی متعدد ستونوں کا ایک بڑا کمرہ نظر آیا اس میں آل ابی طالب کے مقتولوں کی بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ان کے کانوں میں رقعے بندھے ہوئے تھے جن میں ان کا نسب درج تھا۔ ان کثیر تعداد مقتولوں میں کم سن بچے، جوان اور بوڑھے سب ہی تھے اس منظر کو دیکھکر مہدی لرز گیا۔ اس نے ایک گڑھا کھدوایا اور ان سب لاشوں کو اس میں دفن کر کے اس پر ایک قبہ بنوا دیا۔

اسحٰق بن عیسیٰ بن علی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے اُسنے کہا کہ میں نے ۱۵۸ھ میں مکہ جاتے ہوئے منصور کو مہدی سے رخصت کے وقت یہ کہتے سنا اے ابو عبداللہ میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا تھا اور ذی الحجہ ہی میں مجھے خلافت ملی اب میرے قلب میں یہ بات خود بخود آئی ہے کہ اس سال کے ذی الحجہ میں میری موت واقع ہوگی اس خیال نے مجھے حج پر آمادہ کیا ہے، میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ جب میرے بعد مسلمانوں کے حکومت کی باگ تمھارے ہاتھ میں آئے تم ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا اگر اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمھاری مشکل کو آسان کر دیگا۔ تم کو سلامتی اور نتیجہ میں کامیابی دے گا اور غیر متوقع طریقوں سے تم کو کامیابی ہوتی رہے گی۔ اے میرے فرزند مسلمانوں کے ساتھ سلوک کرتے میں محمد صلعم کا خیال رکھنا۔ اللہ تمھارے معاملات کی حفاظت کرے گا۔ کسی کو بلا وجہ قتل کرنے سے اجتناب کرنا کیونکہ یہ اللہ کے نزدیک بڑا ہی سخت گناہ ہے اور دنیا میں مستقل عار ہے جو عمر بھر نہیں جاتا۔ ہمیشہ جہاد کرتے رہنا کیونکہ دین و دنیا دونوں جگہ اس کا ثواب اور فائدہ تم کو حاصل ہوگا۔ حدود شرعیہ کو قایم کرنا مگر اس میں حد سے متجاوز نہ ہونا ورنہ برباد ہو جاؤ گے اگر اللہ اپنے دین مبین کی اصلاح اور بندوں کو معاصی سے روکنے کے لیئے حدود مقررہ کے علاوہ اور تدابیر مناسب سمجھتا تو اس کے متعلق اپنی کتاب میں حکم دیدیتا۔ البتہ یہ تم کو معلوم رہے کہ ان مفسدین کے لیئے جو اللہ کی حکومت اور اس کی سرزمین میں فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتے ہیں اس پر اپنی کتاب میں نہایت سخت سزا اور عذاب کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ اس کے

متعلق ارشاد ہے اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا (پوری آیہ) بیشک ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنا چاہتے ہیں (یہ ہے) اے میرے فرزند حکومت اللہ کی مضبوط رسی مستحکم دستہ اور پائیدار مسلک الٰہی ہے۔ اس کی اچھی طرح نگرانی رکھنا اسے مضبوط کرنا اس کی مدافعت کرنا جو اس میں الحاد پیدا کریں یا اس سے نکل جائیں یا خروج کریں انھیں ہلاک کر دینا انھیں عذاب دینا ان کے دست و پا قطع کرا دینا اللہ نے اپنے کلام مستحکم میں جو احکام دئیے ہیں ان سے سرمو تجاوز نہ کرنا ہمیشہ عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرنا اس سے آگے نہ بڑھنا۔ انصاف ایسا حربہ ہے جس کے ہوتے ہوئے بغاوت نہ سرسبز ہو سکتی ہے اور نہ دشمن کو کسی قسم کی کامیابی ہو سکتی ہے اگر کوئی تکلیف رونما بھی ہو جائے تو وہ فوراً دفع ہو جاتی ہے، سرکاری مالگزاری میں سے کبھی کچھ اپنے لئے نہ لینا کیونکہ جو کچھ میں تمھارے لیئے چھوڑ جاؤنگا اس کے ہوتے ہوئے اس کی تم کو حاجت ہی نہ پڑے گی۔ برسر حکومت آتے ہی اپنی فرمانروائی کی ابتدا عزیز و اقربا کو انعام و صلہ دینے سے کرنا سرکاری روپیہ میں نہ اسراف کرنا اور نہ اسے اپنو نپر خرچ کرنا۔ سرحدوں پر ہمیشہ کافی فوج و اسلحہ تیار رکھنا۔ اطراف سلطنت کو اپنے ضبط میں رکھنا راستوں کو مامون رکھنا اپنے اور رعایا کے درمیانی لوگوں کو بہت ہی خاص طور پر سوچ سمجھ کر مقرر کرنا معاش میں اضافہ کرنا عوام کو جمعیت خاطر عطا کرنا رفاہ عام کے لیئے انتظام کرنا۔ ان کی تکالیف کو دور کرنا۔ سلطنت کی آمدنی میں اضافہ کرتے رہنا اور اسے جمع رکھنا۔ کبھی فضول خرچی نہ کرنا کیونکہ معلوم نہیں کہ کس وقت غیر متوقع مصائب و حوادث پیش آجاتے ہیں۔ بلکہ زمانے کی عادت مستمرہ ہی یہ ہے کہ مصائب غیر متوقع ہوتے ہیں۔ جس قدر تم سے ممکن ہو اس قدر سپاہی۔ جانور اور باقاعدہ فوج مستعد رکھنا کبھی ایسا نہ کرنا کہ آج کا کام کل پر اٹھا رکھو۔ کیونکہ اس طرح پھر ہجوم کار ہو جائیگا اور کوئی کام بھی ٹھکانے سے نہ ہو سکے گا۔ جو امور تصفیہ طلب پیش آئیں انھیں

ان کے حسب ترتیب وقوع اسی وقت انجام دینا۔ اس میں ہرگز تاخیر نہ کرنا بلکہ پوری مستعدی اور آمادگی سے تمام کام اسی وقت انجام دینا رات کے لیئے ایسے مشیر اپنے پاس جمع کرنا جو دن میں پیش آنے والے واقعات سے باخبر ہوں تمام احکام خود دینا اور خود ہی تمام مہمات امور پر غور و خوض کرتے رہنا اس سے نہ گھبرانا نہ درماندہ اور سست ہونا اپنے رب کے متعلق ہمیشہ حسن ظن رکھنا اور اپنے عاملوں اور کاتبوں کے متعلق ہمیشہ بدگمان، شب بیدار رہنا جو لوگ تمھارے دروازے پر شب باش ہوں ان کا حال اور ضرورت دریافت کرنا، اپنے دربار میں آنے کے لیئے سہولت دینا تاکہ ہر شخص آسانی سے تم تک بار پاسکے۔ جو لوگ اپنا جھگڑا تمھارے پاس لائیں اس پر غور کر کے مناسب احکام نافذ کرنا۔ ان تمام نزاعات کو ایسی آنکھ کے سپرد کرنا جو ہر وقت بیدار ہو اور تصفیۂ نزاعات میں اپنے نفس کو دخل دینے کی اجازت نہ دینا۔ سوتے مت رہنا کیونکہ جس روز سے تمھارا باپ خلیفہ ہوا وہ نہیں سویا اگر کبھی اس کی آنکھ لگ بھی گئی تو اس کا دل ہمیشہ بیدار رہا۔ یہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں اور تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔

راوی کہتا ہے کہ یہ وصیت کر کے منصور نے مہدی کو خیرباد کہا۔ اس وقت دونوں کے قلب امنڈ آئے اور وہ رو پڑے۔

سعید بن حریم کی روایت ہے کہ اپنے سنہ وفات میں جب منصور حج کے لیئے روانہ ہوئے تو مہدی نے انکی مشایعت کی منصور نے کہا۔ اے میرے بیٹے میں نے تمھارے لیئے اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی خلیفہ نے نہیں کیا تھا اسی طرح میں نے اس قدر موالی تمھارے لیئے جمع کر دیئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی خلیفہ نے نہیں کیئے تھے اسی طرح میں نے تمھارے لیئے ایک ایسا عمدہ شہر بنا دیا ہے جو کسی دوسرے نے عہد اسلام میں آج تک نہیں بنایا تھا مجھے تمھارے متعلق صرف ان دو شخصوں عیسٰی بن موسٰی اور عیسٰی بن زید سے اندیشہ ہے کہ یہ تمھارے خلاف شورش برپا کریں گے عیسٰی بن موسٰی نے ایفائے بیعت کے لیئے میرے سامنے ایسے عہد و پیمان کیئے ہیں کہ ان کی موجودگی میں مجھے

اس سے زیادہ اندیشہ نہیں اگر مجھے اپنی بدنامی کا اندیشہ نہ ہوتا تو بخدا میں اس کا کام ہی تمام کر دیتا اور تم کو اس اندیشہ کی نوبت ہی نہ آتی اب بھی تم اسے تو اپنے دل سے نکال ہی دو اب رہا عیسیٰ بن زید تو اس پر فتح پانے کے لیئے اگر تم یہ تمام روپیہ خرچ کر دو اور اپنے یہ تمام موالی کٹوادو اور یہ شہر بھی منہدم کر دو تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

موسیٰ بن ہارون بیان کرتا ہے کہ مکہ جاتے ہوئے جب منصور آخر منزل میں فروکش ہوئے تو ان کی نظر مکان کے صدر پر پڑی وہاں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اباجعفر حانت وفاتک وانقضت ❊ سنوک وامر اللہ لا بد واقع۔
اباجعفر هل کاهن او منجم ❊ لک الیوم من حر المنیة مانع

(ترجمہ) اے ابوجعفر تمھاری موت قریب آگئی ہے اور تمھاری عمر پوری ہوچکی ہے اور اللہ کا حکم ضرور ہو کر رہیگا کیا اب کوئی کاہن یا منجم تم کو موت کی تکلیف سے بچا سکتا ہے۔

یہ پڑھ کر انھوں نے منزلوں کے میر عمارت کو طلب کر کے پوچھا کہ آیا میں نے تم کو یہہ حکم نہیں دے رکھا ہے کہ میری قیامگاہ میں کسی بدمعاش کو گھسنے نہ دینا پھر یہ کیا ہے۔ اس نے عرض کیا امیر المومنین بخدا اس مکان کی تعمیر کے ختم ہونے کے بعد سے اب تک کوئی شخص اس کے اندر داخل نہیں ہوا۔ انھوں نے کہا اوپر پڑھو کیا لکھا ہے۔ اس نے عرض کیا مجھے تو وہاں کچھ نظر نہیں آتا۔ انھوں نے میر حاجب کو طلب کر کے اس سے کہا کہ پڑھو اس مکان کے اوپر کیا لکھا ہے اس نے عرض کیا مجھے تو وہاں کچھ بھی لکھا نظر نہیں آتا۔ تب انھوں نے وہ دونوں شعر خود املا کرائے جو ضبط تحریر میں لائے گئے اس کے بعد انھوں نے میر حاجب سے کہا کہ کلام پاک کی کوئی ایسی آیت اس وقت تلاوت کرو جس سے اللہ عزوجل کے حضور میں جانے کا شوق پیدا ہو اس نے پڑھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ❊ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (ترجمہ) اور ظالموں کو عنقریب معلوم ہوجائے گا کہ وہ کس کروٹ پلٹائے جاتے ہیں۔ سنکر غصہ میں حکم

دیا کہ اس کے منہ پر تھپڑ مارو چنانچہ اس کے جبڑوں پر تھپڑ رسید کیئے گئے۔ کہنے لگے اس آیت کے علاوہ تجھے تلاوت کے لیے اور دوسری کوئی آیت ہی نہ ملی اس نے کہا امیرالمومنین اس آیت کے ماسوا تمام قرآن میرے حافظہ سے محو کر دیا گیا۔ اس واقعہ کو فال بد سمجھ کر حکم دیا کہ اسی وقت یہاں سے کوچ کیا جائے۔ ایک گھوڑے پر سوار ہوئے جب سقر نام وادی میں آئے جو مکہ کے راستہ کی آخری منزل تھی تو یہاں ان کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی یہ گرے جس سے ان کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی وہیں انھوں نے انتقال کیا اور بیر میموں میں سپرد خاک کر دیے گئے۔

محمد بن عبداللہ بنی ہاشم کا مولیٰ ایک اہل علم و ادب کی روایت بیان کرتا ہے کہ منصور نے اپنے مدینہ کے قصر میں ایک ہاتف غیبی سے کچھ شعر سنے اور پھر کہا کہ اب میری موت کا وقت آپہونچا۔

عبدالعزیز بن مسلم کہتا ہے۔ ایک دن میں منصور کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا۔ میں نے سلام کیا مگر وہ کچھ ایسے مبہوت تھے کہ جواب ہی نہ دیا۔ تھوڑی دیر توقف کے بعد میں ان کی اس حالت کو دیکھکر واپسی کے لیے مڑا تو انھوں نے چونک کر کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ کوئی شخص مجھے شعر سنا رہا ہے جس میں میری موت کی خبر ہے اسی خواب کی وجہ سے میں اس قدر پریشان اور غمگین ہوں کہ اسے تم نے بھی محسوس کر لیا۔ میں نے کہا یہ تو کوئی برا خواب نہیں ہے۔ آپ پریشان نہوں۔ اس واقعہ کے کچھ ہی عرصہ کے بعد وہ حج کے لیے روانہ ہوئے اور اسی سفر میں ان کا انتقال ہو گیا۔

ہشام بن محمد اور محمد بن عمر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال مکہ میں اسی رات کی صبح کو جس میں منصور نے انتقال کیا تھا محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ سینچر کا دن تھا اور ۶ ذی الحجہ ۱۵۸ھ ہجری تاریخ تھی۔ واقدی کہتا ہے کہ مہدی کے لیے اس سال کے ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں نو راتیں باقی تھیں جب بغداد میں بیعت لی گئی۔ اس کی ماں ام موسیٰ بنت منصور بن عبداللہ بن یزید بن شمر الحمیری تھی۔

مہدی کی خلافت

نام- محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس

مہدی کی بیعت کے واقعات

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے "جس سال ابوجعفر کا انتقال ہوا میں بھی بصرہ کے راستے سے حج کے لیے روانہ ہوا۔ ابوجعفر نے کوفہ کا راستہ اختیار کیا تھا۔ میں ذات عرق میں ان سے جا ملا۔ یہاں سے میں ان کے ساتھ ہو گیا جب وہ سوار ہوتے میں سامنے آکر سلام کر لیتا۔ بیماری کی وجہ سے وہ بہت نحیف و لاغر تھے۔ صورت سے موت کے آثار ہویدا تھے بیر میموں پہونچکر انھوں نے منزل کی اور ہم مکہ میں داخل ہو گئے۔ میں نے عمرہ ادا کیا۔ میں روزانہ ان کے قیام گاہ جایا کرتا تھا اور زوال کے وقت کے قریب تک ٹھہرتا پھر مکہ واپس آجاتا۔ دوسرے تمام بنی ہاشم کا بھی یہی دستور تھا۔

ان کا مرض اور شدید ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ اسی اثناء میں وہ رات آئی جس میں ان کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ ہمیں ابھی ان کے مرنے کی خبر نہیں ہوئی تھی اس لیے میں نے حسب معمول علی الصباح صبح کی نماز حرم میں پڑھی اور اپنے صرف دونوں کپڑوں (احرام) کو پہنے سوار ہوا ان کے اوپر سے تلوار حمائل کر لی میں محمد بن عون بن عبداللہ بن الحارث کے ساتھ جو بنی ہاشم کے سربرآوردہ بزرگوں میں سے تھے ہو لیا آج وہ بھی گلابی رنگ کے دو کپڑے پہنے تھے یہی ان کا احرام تھا ان کے اوپر سے انھوں نے بھی تلوار حمائل کر لی تھی۔ بنی ہاشم کے بزرگ حضرت عمرؓ بن الخطاب اور عبداللہ بن جعفر کی حدیث

نیز اس کے متعلق حضرت علیؓ کے قول کی وجہ سے گلابی رنگ کا احرام باندھتے تھے۔ جب ہم السطح پہونچے تو وہاں ہمیں عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان رسالہ دار پیدل سپاہ کے ساتھ مکہ آتے ہوئے ملے۔ ہم نے ان کی طرف مڑکر ان کو سلام کر لیا اور پھر اپنی راہ ہو لئے۔ محمد بن عون نے مجھ سے پوچھا ان دونوں کی ظاہری حالت اور اس وقت مکہ میں داخل ہونے سے تم کیا سمجھے۔ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ منصور کا انتقال ہو چکا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ مکہ کو حصن بنالیں۔ واقعہ بھی یہی تھا۔ ہم ابھی چل ہی رہے تھے کہ ایک شخص کہ یوں جس کی صورت باوجود سپیدۂ سحری نمودار ہونے کے اچھی طرح دکھائی نہ دیتی تھی ہمارے سامنے سے آکر ہمارے دونوں کے گھوڑوں کی گردنوں کے درمیان سے ہوتا ہوا ہمارے قریب آیا اور اس نے یہ بات کہی کہ بخدا منصور کا انتقال ہو گیا یہ کہتے ہی وہ غائب ہو گیا ہم اپنے راستے چلتے ہوئے ان کی چھاؤنی آئے۔ اس شامیانے میں آئے جہاں آکر روز بیٹھتے تھے۔ وہاں دیکھا کہ موسیٰ ابن مہدی شامیانے کے ستونوں کے پاس ہم سے پہلے آکر کھڑا ہوا ہے اسی طرح قاسم بن منصور بھی شامیانے کے ایک کونے میں موجود ہے۔ جب سے ہم ذات عراق میں منصور کے ساتھ ہوئے تھے ہم نے یہ دیکھا کہ جب منصور اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو یہ قاسم انکے آگے آگے ان کے اور صاحب شرط کے بیچ میں ہوکر چلتا اور لوگوں سے کہتا جاتا کہ جسے کوئی درخواست دینا ہو مجھے دیدے جب میں نے اسے شامیانے کے ایک سمت میں اور موسیٰ کو برآمد پایا تو مجھے یقین آگیا کہ منصور کا انتقال ہو چکا ہے۔ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ حسن بن زید وہاں آیا اور میرے پہلو میں مجھ سے بھڑ کر بیٹھ گیا اب اور تمام درباری آگئے کہ تمام شامیانہ بھر گیا۔ ان میں ابن عیاش المنتوف بھی تھا ہم سب خاموش بیٹھے تھے کہ ہمیں آہستہ آہستہ رونے کی آواز آئی حسن نے مجھ سے پوچھا کیا تمہارے خیال میں ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ میں نے کہا نہیں ایسا تو نہیں معلوم ہوتا البتہ معلوم ہوتا ہے کہ اب یا تو آخری وقت ہے یا غفلت طاری ہو گئی ہے۔ ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ ابوالعنبر حبشی منصور کا خاص خدمت گار سینے اور پشت پر سے اپنی

قبا دریدہ کئے سر پر خاک ڈالے سامنے آیا اور کہا "ہائے امیر المومنین" ہم سب کے سب فوراً کھڑے ہوئے اور ابوجعفر کے خیموں کی طرف چلے چاہتے تھے کہ ان کے پاس جائیں مگر خادموں نے اندر جانے سے روکدیا اور الٹے پاؤں پلٹا دیا۔ ابن عیاش المنتوف نے کہا سبحان اللہ آپ حضرات کو کیا ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کسی خلیفہ کی موت کا واقعہ آپ کے سامنے نہیں گزرا۔ دل ٹھکانے رکھئے اور تشریف رکھیئے، سب لوگ بیٹھ گئے۔ قاسم نے کھڑے ہو کر اپنے کپڑے چاک کر دیئے اور اپنے سر پر مٹی ڈال لی مگر موسیٰ چونکہ کمسن بچہ تھا وہ اسی طرح خاموش اپنی جگہ بیٹھا رہا اس کے بعد ربیع اندر سے آیا اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک طومار تھا جس کا نچلا سرا زمین سے لگ رہا تھا اب اس نے اس کا سرا ہاتھ میں لے کر اسے پڑھنا شروع کیا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ منشور عبداللہ المنصور امیر المومنین کی طرف سے اپنے بعد کے بنی ہاشم اپنے خراسانی شیعہ اور عام مسلمانوں کے نام ہے۔ اتنا پڑھا تھا کہ وہ کاغذ اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور ربیع رو پڑا اس کی حالت دیکھ کر دوسرے تمام حاضرین رو پڑے اب اس نے پھر وہ کاغذ ہاتھ میں لیا کہنے لگا اگرچہ آپ لوگوں کو ضبط گریہ پر قدرت نہیں ہے مگر مجبوری ہے کیا کیا جائے۔ یہ امیر المومنین کا عہد ہے جو بہر حال مجھے آپ کو سنانا ہے مہربانی فرما کر خاموش رہیئے جب سب چپ ہو گئے۔ اس نے پھر پڑھنا شروع کیا۔" امابعد میں یہ تحریر حالت زندگی میں لکھ رہا ہوں آج میرے لیئے اس دنیا کا آخری اور آخرۃ کا پہلا دن ہے میں آپ پر سلامتی بھیجتا ہوں اور اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے بعد آپ کو فتنوں میں مبتلا نہ کرے اور جتھابندی سے محفوظ رکھے تاکہ آپ ایک دوسرے کے گزند سے مامون و مصئون رہیں میں خاص طور پر بنی ہاشم اور اہل خراسان کو مخاطب کرتا ہوں اس کے بعد ربیع نے ان کی وہ وصیت پڑھنا شروع کی جو انھوں نے مہدی کے بارے میں کی تھی اس بیعت کو یاد دلایا جو ان سب نے اس کے لئے پہلے سے کی تھی اور انھیں اپنی سلطنت کے قیام اور عہد کی وفا پر ترغیب و تحریص دی تھی، یہ منشور آخر تک پڑھا گیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آخری جملے ربیع نے اپنی طرف سے بڑھا کر ان کے منشور میں لاحق کر دیے تھے بہر حال اس کے بعد اس نے لوگوں کے چہروں پر نظر دوڑائی۔ بنی ہاشم کے قریب آ کر حسن بن زید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا اے ابو محمد اٹھو اور بیعت کرو حسن اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ ربیع اسے موسیٰ کے پاس لایا اور اس کے سامنے بٹھایا حسن نے موسیٰ کا ہاتھ پکڑا اور پھر حاضرین کو مخاطب کر کے کہا "حضرات امیرالمومنین منصور نے مجھے مارا تھا میری جایداد ضبط کر لی تھی مہدی نے ان سے میری سفارش کی وہ مجھ سے خوش ہو گئے تھے مہدی نے ان سے میری املاک کی بحالی کے لیے بھی کہا مگر اس بات کو انھوں نے نہ مانا اس پر مہدی نے اپنے پاس سے میری تمام املاک کی نہ صرف بابجائی کی بلکہ ایک کے عوض میں دوچند عطا کیں اس لیے مجھ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جو خلوص دل اور طیب خاطر سے ان کے لیے بیعت کرے"۔ اب اس نے مہدی کے لیے موسیٰ کی بیعت کی اس کے ہاتھ کو چھو لیا اس کے بعد ربیع محمد بن عون کے پاس آیا اور ان کی کبر سنی کی وجہ سے ان کو اس نے مقدم کیا ان کے بعد وہ میرے پاس آیا مجھ سے کہا اٹھو اس طرح بیعت کرنے والوں میں اس روز میں تیسرا تھا ہمارے بعد پھر دوسرے تمام حاضرین نے بیعت کی اس سے فارغ ہو کر وہ خیموں میں چلا گیا وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر ہم بنی ہاشم کے پاس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے چلیئے۔ ہم سب بنی ہاشم اس کے ساتھ اندر گئے اس روز ہماری کثیر تعداد وہاں موجود تھی ہم میں اہل عراق، اہل مکہ اور اہل مدینہ سب ہی تھے جو اس سال حج کے لیئے آئے تھے۔ اندر گئے۔ دیکھا کہ منصور اپنے تختے پر کفن پہنے پڑے ہیں۔ چہرہ کھلا ہوا ہے ہم نے ان کو اٹھایا اور اسی طرح تین میل چل کر مکہ لائے۔ اس وقت بھی ان کی صورت میری آنکھوں میں پھر رہی ہے تختے کے پائے کے قریب ہو کر جب میں کاندھا دیتا تو ان کا چہرہ نظر آجاتا، چونکہ موسم میں منڈوانے کے لیئے انھوں نے اپنے بال چھوڑ دیئے تھے اس لیے ہوا سے ان کی داڑھی کے بال اڑ رہے تھے۔ خضاب بھی جاتا رہا تھا۔ ہم اسی طرح انھیں ان کی قبر پر لائے اور ان کو اتار دیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس رات ابو جعفر نے انتقال کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان نے سب سے پہلے یہ بات اٹھائی کہ ان سب نے مل کر عیسیٰ بن موسیٰ سے کہا کہ آپ مہدی کی تجدید بیعت کریں اس تجویز کا بانی اصلی تو ربیع تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس سے انکار کیا اس بنا پر جو سرداران فوج وہاں موجود تھے وہ اس کے پاس آتے اور جاتے رہے۔ آخرکار علی بن عیسیٰ بن ماہان اٹھا۔ اس نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور ننگی تلوار لیکر عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف بڑھا کہنے لگا سیدھی طرح سے بیعت کرو ورنہ ابھی کام تمام کئے دیتا ہوں۔ یہ رنگ دیکھکر عیسیٰ نے بیعت کی اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بیعت کی۔

موسیٰ بن ہارون بیان کرتا ہے کہ موسیٰ بن مہدی اور ربیع منصور کے موالی نے منارہ منصور کے دوسرے موالی کو ان کی خبر مرگ اور مہدی کے لئے بیعت لیے جانے کی خبر پہونچانے کے لیے مہدی کے پاس روانہ کیا اس کے جانے کے بعد حسن الشروی کے ہاتھ رسول اللہ صلعم کا عصائے مبارک اور وہ چادر، جو خلفاء میں متوارث چلی آتی تھی مہدی کے پاس بھیجی۔ نیز ربیع نے ابو العباس الطوسی کو بھی خاتم خلافت دیکر منارہ کے ہمراہ کیا ان انتظامات کے بعد سب کے سب مکہ سے نکلے۔ عبداللہ بن المسیب بن زہیر حسب دستور بھالا لیکر صالح بن المنصور کے آگے ہوا منصور کی زندگی میں یہ خدمت اسی کے تفویض تھی۔ قاسم بن نصر بن مالک نے جو اس روز موسیٰ بن المہدی کا صاحب شرط تھا بھالے کو توڑ ڈالا۔ اس کے علاوہ چونکہ علی بن عیسیٰ بن ماہان کو عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھوں اذیت پہونچی تھی اور یہ اذیت اس کے راوندیہ فرقہ میں ہونے کی وجہ سے پہونچی تھی اس کے دل میں عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف سے عداوت جاگزیں تھی اس وقت چلتے چلتے اس نے عیسیٰ بن موسیٰ پر طعن آمیز نا ملائم فقرے چست کیے ابو خالد المروزی اس جماعت کا سرغنہ تھا قریب تھا کہ بات کا بتنگڑ بن جائے اور آپس میں تلوار چل جائے لوگوں نے ہتھیار تک لگا لیے تھے مگر محمد بن سلیمان نے اس موقع پر بڑی ہی سرگرم کوشش کی اور

سب کو خاموش کر دیا اگرچہ اس کے خاندان کے دوسرے لوگ بھی اس معاملہ میں پڑ گئے مگر محمد کا طرز عمل اور روش نہایت ہی قابل تحسین تھی اسی کی جد وجہد سے یہ شور و غوغا دب گیا اور سب ٹھنڈے پڑ گئے۔ محمد بن سلیمان نے اس تمام واقعہ کی اطلاع مہدی کو لکھ بھیجی۔ مہدی نے علی بن عیسٰی کو موسٰی بن المہدی کے محافظ دستے کی سرداری کی خدمت سے برطرف کر دینے کا حکم لکھ بھیجا اور اس کی جگہ ابو حنیفہ حرب بن قیس کو مقرر کیا اس طرح فوج میں جو فتنہ پیدا ہونے کو تھا وہ دب گیا۔

عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان دوسروں سے پہلے مہدی سے جا ملے ان میں بھی عباس بن محمد سب سے پہلے مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ منارہ منگل کے دن نصف ذی الحجہ میں مہدی کے پاس آیا اس نے ان کے خلیفہ ہونے کی ان کو خبر دی نیز ان کے باپ کی موت پر تعزیت کی اور تمام اطراف واکناف سلطنت سے اسی مضمون کے خطوط ان کو موصول ہوئے اب مدینہ السلام کے تمام باشندوں نے ان کی بیعت کر لی۔

ربیع کہتا ہے جس سفر حج میں منصور نے انتقال کیا اسی میں مکہ کے راستہ میں عذیب یا کسی اور منزل میں انھوں نے ایک خواب دیکھا (اثنائے سفر میں ربیع ان کا عدیل تھا) اس خواب سے وہ بہت متوحش ہو گئے مجھ سے کہا ربیع بس اب میں زندہ نہیں رہوں گا۔ موت سر پر آ پہونچی ہے۔ اب تم ابو عبداللہ المہدی کے لیے پختہ بیعت لے لینا۔ میں نے عرض کیا آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں اللہ آپ کو طول حیات دیگا۔ اور انشاءاللہ آپ خود ابو عبداللہ سے ملیں گے۔ کہنے لگے اس وقت ان کی حالت زیادہ خراب ہو چکی تھی جس طرح سے ہو سکے مجھے جلد سے جلد میرے رب کے حرم اور جائے امن میں پہونچا دو اس خواہش کا بار بار اعادہ کرتے تھے کہ جس طرح ممکن ہو جلد سے جلد میں اپنے گناہوں اور اپنے نفس پر زیادتیوں کے بار سے سبکدوش ہونے اپنے رب کے حرم میں پہونچ جاؤں۔ اسی حالت میں بیر میموں پہونچے میں نے کہا لیجئے۔ یہ بیر میمون آ گیا ہے آپ اب حرم میں داخل ہو چکے ہیں یہ سنکر الحمد للہ کہا اور اسی دم جاں بحق تسلیم ہوئے

میں نے حکم دیا کہ خیمے نصب کئے جائیں اور قناتیں گھیر دی جائیں جب یہ سب ہو گیا تو اب میں امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادے سے اندر گیا میں نے ان کو ایک بڑی اور ایک چھوٹی کفنی پہنا دی تکیے کے سہارے بٹھا دیا ان کے چہرے پر ایک باریک نقاب ڈال دی جس میں ان کی صورت تو نظر آتی تھی مگر ان کا اصلی حال معلوم نہ ہو سکتا تھا۔ اس خیال سے کہ کوئی زیادہ قریب آ کر ان کی حالت معلوم نہ کر سکے ان کی بیوی کو اس نقاب کے پاس بٹھا دیا یہ ہیئت بنا کر اب میں ان کے پاس گیا اور اس مقام پر کھڑا ہوا جہاں سے لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ وہ مجھ سے گفتگو کر رہے ہیں پھر میں نے باہر آ کر کہا خدا کا احسان ہے کہ امیر المومنین کی طبیعت اب رو بہ افاقہ ہے وہ آپ سب کو سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تمہاری حکومت مضبوطی سے برقرار رکھے تمہارے دشمنوں کو ذلیل کرے اور تمہارے ولی کو خوش کرے۔ میری یہ خواہش ہے کہ تم اب پھر ابو عبداللہ مہدی کے لیے تجدید بیعت کرو تاکہ کسی دشمن یا باغی کو تمہارے خلاف کارروائی کرنے کا لالچ ہی نہ پیدا ہو' اس پر تمام حاضرین نے کہا اللہ امیر المومنین کو توفیق حسن عطا فرمائے ہم اس کے لیے بسر و چشم حاضر ہیں' میں اندر گیا اور پھر نکلا اب میں نے سب سے کہا بیعت کے لیے تشریف لائیے۔ سب نے بیعت کی۔ حاضرین میں جس قدر عمائد و اکابر اور سردار جمع تھے سب نے بلا استثناء مہدی کے لیے بیعت کی جب بیعت سے فراغت ہو گئی۔ اس بیان کا پہلا راوی ہیثم بن عدی کہتا ہے تو اب ربیع اندر گیا اور وہاں سے روتا پیٹتا گریبان چاک سر پیٹتا ہوا باہر آیا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا۔ اے بکری کے بچے مجھے تجھ پر ترس آتا ہے اس سے قائل کی مراد ربیع تھا۔ کیونکہ جب یہ بالکل بچہ تھا جب ہی اس کی ماں مر گئی تھی اور یہ اپنی ماں ہی کا دودھ پیتا تھا اس کے مرنے کے بعد پھر اس نے بکری کے دودھ پر پرورش پائی۔

منصور کے لیے سو قبریں کھودی گئیں وہ ان سب میں اس خوف سے کہ مبادا بعد میں کوئی اس کے جسد کے ساتھ بے حرمتی کرے دفن کیا گیا

اس لیئے باوجود ظاہری طور پر اس کی ایک معروف قبر ہونے کے اس کی اصلی قبر کا حال مشتبہ ہی رکھا گیا۔
تمام خلفائے بنی عباس کی قبروں کا یہی حال ہے ان کی اصلی قبر کا حال کسی کو صحیح طور پر معلوم نہیں۔ اس تمام سرگذشت کی اطلاع مہدی کو ہوئی جب ربیع ان کے پاس آیا تو مہدی نے اس سے ڈانٹ کر پوچھا۔ اے غلام زادے امیرالمومنین کی جلالت تیری ان حرکات میں جو تو نے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیں مانع نہ آئی۔ بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مہدی نے اسے مارا۔ مگر یہ بات صحیح نہیں ہے۔
ایک ایسا شخص جو اس حج میں منصور کے ساتھ تھا بیان کرتا ہے کہ جاتے ہوئے میں نے یہ رنگ دیکھا کہ تمام لوگ صالح بن المنصور کے جو اپنے باپ کے ہمراہ تھا جلو میں تھے اور خود موسیٰ بن مہدی بھی اس کے پیچھے تھا جب مکہ سے واپسی ہوئی تو اب سب موسیٰ کے جلو میں تھے اور خود صالح بھی اسی کے ہمرکاب تھا۔
بصرہ میں سب سے پہلے خلف الاحمر نے منصور کی خبر مرگ پہونچائی۔ اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ منصور نے اس کے لئے وصیت کر دی تھی۔ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس اس سال مکہ کا عامل تھا عبدالصمد بن علی مدینہ کا عامل تھا عمرو بن زہیر الضبی مسیب بن زہیر کا بھائی کوفہ کا عامل تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسمٰعیل بن اسمٰعیل الثقفی کوفہ کا عامل تھا۔ اس کے متعلق یہ بھی ایک ضعیف روایت ہے کہ یقین کے بنی نصر کا مولیٰ تھا۔ شریک بن عبداللہ النخعی کوفہ کے قاضی تھے اور ثابت بن موسیٰ کوفہ کا ناظم تھا۔ حمید بن قحطبہ خراسان کا والی تھا کوفہ کے ساتھ بغداد کی قضا بھی شریک بن عبداللہ ہی کے تفویض تھی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ منصور کی موت کے وقت عبیداللہ بن محمد بن صفوان الجمحی بغداد کے قاضی تھے اور شریک صرف کوفہ کے قاضی تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قضا کوفہ کے ساتھ شریک اہل کوفہ کے امام نماز بھی تھے۔ منصور کی موت کے وقت بغداد کا کوتوال عبدالجبار بن عبدالرحمان کا بھائی عمر بن عبدالرحمان تھا۔ بعض راویوں نے کہا ہے کہ

موسیٰ ابن کعب بغداد کا کوتوال تھا بصرہ اور اس کے علاقہ کا افسر مال عمارہ بن حمزہ تھا عبیداللہ بن الحسن العنبری بصرہ کے قاضی اور پیش امام تھے سعید بن دعلج بصرہ کی مہماتی فوج کا سردار تھا۔ محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس سال ایسا شدید ہیضہ ہوا کہ ہزاروں بندگان خدا نذر اجل ہو گئے۔

۱۵۹ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اس سال عباس بن محمد نے موسم گرما کی مجاہدانہ مہم کی قیادت کی۔ اس مرتبہ پیش قدمی کرتے ہوئے یہ انگورہ تک پہونچا اس کے مقدمۃ الجیش پر حسن خدمتگار موالیوں کی جماعت کے ساتھ متعین تھا۔ مہدی نے عباس کے ہمراہ اہل خراسان اور دوسرے فوجی سرداروں کی ایک جماعت بھی ساتھ کر دی تھی۔ خود مہدی نے بغداد سے نکل کر بردان میں پڑاؤ ڈالا اور جب تک عباس اور اس کے ساتھ جانے والی مہماتی فوج اپنے مقصد پر روانہ نہ ہو گئی یہ وہیں مقیم رہے۔ اگرچہ حسن اس غزوہ میں عباس کے ساتھ تھا مگر مہدی نے اسے عباس کے ماتحت نہیں کیا تھا بلکہ عزل ونصب اور دوسرے جنگی امور میں وہ آزاد تھا اس مہم میں اس جماعت نے رومیوں کے ایک شہر اور اس کے ساتھ غلہ کے ایک تہ خانہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد یہ جماعت ایک مسلمان کا بھی نقصان برداشت کیے بغیر صحیح و سالم واپس آگئی۔

اسی سال حمید بن قحطبہ جو مہدی کی جانب سے خراسان کا عامل تھا ہلاک ہوا۔ مہدی نے اس کی جگہ ابو عون عبدالملک بن یزید کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔ اس سال حمزہ بن مالک سجستان کا والی بنایا گیا اور جبرئیل بن یحییٰ سمرقند کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال مہدی نے رصافہ کی مسجد بنوائی اور اسی سال رصافہ کی فصیل اور خندق بنائی۔ انھوں نے عبدالصمد بن علی کو مدینۂ رسول اللہ کی

ولایت سے ایک شکایت کی بنا پر برطرف کر کے اس کی جگہ عبید اللہ بن محمد بن عبد الرحمان بن صفوان الجمحی کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔

اس سال مہدی نے عبد الملک بن شہاب المسمعی کو بیڑہ کے ساتھ ہندوستان روانہ کیا۔ اس مہم کے لیے انھوں نے تمام فوجی فرقوں میں سے دو ہزار اہل بصرہ اور ان رضا کاروں میں سے جو چھاؤنیوں میں رہتے تھے پندرہ سو اور شامی سرداروں کی اولاد میں سے ایک سردار ابن حباب المذحجی کو سات سو شامیوں کے ساتھ روانہ کیا نیز عبد الملک کے ہمراہ اہل بصرہ کے ایک ہزار مجاہد رضاکار اپنے خرچ سے جہاد کے لیے ساتھ ہوئے۔ ان میں الربیع بن صبیح بھی تھا۔ اور اسوارئین اور سبابجہ کے چار ہزار آدمی عبد الملک کے ساتھ ہوئے اس نے المنذر بن محمد الجارودی کو اہل بصرہ کے ایکہزار مجاہد رضاکاروں کا سردار مقرر کیا اور اپنے بیٹے غسان بن عبد الملک کو اہل بصرہ کی دو ہزار جہاتی فوج کا سردار بنایا اپنے دوسرے بیٹے عبد لواحد بن عبد الملک کو ان پندرہ سو رضاکاروں کا سردار مقرر کیا جو چھاؤنیوں میں جہاد کے لیے قیام کرتے تھے البتہ یزید بن الحباب اپنی شامی جماعت کے ساتھ آزادقائدرہا۔ اب یہ تمام فوج روانہ ہوئی مہدی نے ابو القاسم محرز بن ابراہیم کو اس مہم کی تمام ضروریات کی سربراہی اور انتظام کے لیے مقرر کیا تھا۔ یہ فوج اپنی منزل مراد کی طرف روانہ ہوئی اور ۱۶۰ھ ہجری میں ہندوستان کے شہر بار بد پہونچی۔

اس سال معبد بن خلیل مہدی کے عامل سندھ نے انتقال کیا مہدی نے اس کی جگہ ابو عبد اللہ وزیر کے مشورہ سے روح بن حاتم کو سندھ کا عامل مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے حکم دیا کہ ان تمام لوگوں کو رہا کر دیا جائے جن کو منصور نے قید کیا تھا البتہ اس وعدۂ معافی سے وہ لوگ مستفید نہیں ہو سکتے جو کسی ضرب شدید یا قتل کی پاداش میں ماخوذ ہوں یا جو مشہور فتنہ انگیز مفسد ہوں یا جو کسی قابل تعزیہ جرم یا مطالبۂ حقوق میں ماخوذ ہوں چنانچہ اس حکم کی بنا پر تمام لوگ رہا کر دیئے گئے ان میں یعقوب بن داؤد بنی سلیم کا مولی بھی تھا نیز اس کے ہمراہ حسن بن ابراہیم بن عبد اللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب بھی

قید تھا۔

اس سال مہدی نے حسن بن ابراہیم کو اس جیل خانہ سے جہاں وہ قید تھا نصیر خادم کی نگرانی میں منتقل کر دیا۔ نصیر نے اسے اپنے پاس قید کر دیا۔

حسن بن ابراہیم کی جیل خانہ سے

نصیر کے پاس تبدیلی کے اسباب

جب مہدی نے منصور کے عہد کے تمام قیدیوں کی رہائی کا حکم دیدیا اور اس حکم کی بنا پر یعقوب بن داؤد بھی جو حسن بن ابراہیم کے ہمراہ قید تھا رہا کر دیا گیا تو حسن کو اب اپنی جان کا اندیشہ پیدا ہوا کہ شاید میں قتل کیا جاؤنگا۔ اس خوف کی وجہ سے اس نے قید سے رہائی کی یہ سبیل سوچی کہ اپنے بعض خاص معتمد دوستوں سے سازش کی جس مقام پر وہ قید تھا اس کی سیدھ میں باہر کی جانب سے ایک سرنگ اس کے نکالنے کے لیے کھودی گئی۔

رہائی کے بعد یعقوب بن داؤد ابن علاثہ کے پاس جو مدینۃ السلام میں مہدی کے قاضی تھے بہت جایا کرتا تھا ازدیاد ملاقات کی وجہ سے ابن علاثہ اس پر اعتماد کرنے لگا۔ یعقوب کو معلوم ہوا کہ حسن بن ابراہیم اس طرح قید سے بھاگنے کی فکر کر رہا ہے اس نے ابن علاثہ سے آکر کہا کہ میں مہدی کے ساتھ بھی خواہی کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے ابو عبید اللہ سے ملا دیجئے۔ ابن علاثہ نے پوچھا وہ کیا ایسی بات ہے جو تم امیر المومنین سے بیان کرنا چاہتے ہو یعقوب نے اس کے اظہار سے انکار کیا اور کہا اس معاملہ میں عجلت کرنا چاہیئے۔ اگر یہ موقع نکل گیا تو اس کے عواقب خطرناک ہوں گے۔ ابن علاثہ نے ابو عبید اللہ سے مل کر یعقوب کی اس خواہش کو بیان کیا ابو عبید اللہ نے اسے اپنے سے ملنے کی اجازت دیدی جب یعقوب اس سے آکر ملا تو اس نے ابو عبید اللہ سے درخواست کی کہ آپ مجھے مہدی کی خدمت میں پیش کر دیجئے تاکہ میں ان سے

ان کی نفع کی بات کہدوں ابوعبید اللہ نے اسے مہدی کی خدمت میں باریاب کر دیا۔ اس نے مہدی کے پاس جا کر سب سے پہلے اپنی رہائی پر ان کے اس احسان عظیم کا شکریہ ادا کیا اور پھر کہا کہ میں آپ سے ایک خاص بات کہنا چاہتا ہوں انھوں نے ابوعبید اللہ اور ابن علاثہ کی موجودگی ہی میں اس سے بیان کرنے کی خواہش کی یعقوب نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ دونوں حضرات بھی یہاں سے چلے جائیں۔ مہدی نے کہا مجھے ان پر پورا اعتماد ہے مگر یعقوب نے کہا کہ تاوقتیکہ یہ دونوں اٹھ نہ جائیں گے میں کوئی بات زبان سے نہیں نکالوں گا۔ مہدی نے ان دونوں کو چلے جانے کا حکم دیا جب تخلیہ ہوا تو اب یعقوب نے حسن بن ابراہیم کے ارادے کی اطلاع دی اور کہا یہ بات آج ہی رات پیش آنے والی ہے۔ مہدی نے اس اطلاع کی تحقیق کے لیئے ایک خاص معتمد کو بھیجا اس نے تحقیق کر کے یعقوب کی اطلاع کی تصدیق کی اس بنا پر مہدی نے حسن کو جیل خانہ سے منتقل کر کے نصیر کے پاس قید کر دیا، حسن بہت زمانہ تک اس کے پاس قید رہا پھر اس نے اور اس کے حامیوں نے اس کی رہائی کے لیئے تدبیر نکال ہی لی وہ اس کی قید سے نکل بھاگا اور تلاش سے ہاتھ نہ آسکا تمام سلطنت میں اس کے بھاگنے کی اطلاع کر دیگئی اور ہر چند اس کی جستجو کی گئی مگر وہ نہ مل سکا۔ اب مہدی کو یہ بات یاد آئی کہ اس سے پہلے یعقوب نے حسن کے بھاگنے کی اطلاع دی تھی ممکن ہے کہ اس وقت بھی اس سے اس معاملہ میں کوئی پتہ کی بات معلوم ہو سکے انھوں نے عبید اللہ سے یعقوب کو دریافت کیا اس نے کہا وہ حاضر ہے۔ یعقوب اب عبید اللہ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔

مہدی نے تنہائی میں اس سے ملاقات کی اور اس کی وہ بات یاد دلائی جو اس نے پہلے حسن بن ابراہیم کے ارادۂ فرار سے ان کو مطلع کر کے ان کی خیر خواہی کی تھی اور کہا کہ اب وہ پھر اسی طرح بھاگ کر روپوش ہو گیا ہے اگر تم کو معلوم ہو تو رہنمائی کرو اس نے کہا کہ اس وقت مجھے اس کے مقام سے قطعی واقفیت نہیں ہے۔ البتہ اس وقت آپ مجھ سے خاص طور پر عہد و پیمان کریں کہ

اگر میں اسے آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں تو آپ اس عہد کو پورا کریں گے نیز اس خدمت کا مجھے صلہ دیں گے اور میرے ساتھ احسان کریں گے۔ مہدی نے اس کی خواہش کے مطابق اسی مجلس میں اس سے عہد کر کے اس کے ایفا کا اقرار واثق کر لیا۔ یعقوب نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ قطعی تذکرہ نہ کریں اور اس کی طلب و تلاش چھوڑ دیں کیونکہ اس مسلسل طلب سے وہ ہر وقت چوکنا ہوگا اور کسی ایک مقام پر زیادہ دیر تک ٹھہرتا نہ ہوگا اب اس کے معاملہ کو آپ قطعی میرے اوپر چھوڑ دیجئے میں اپنی تدبیر سے اُسے آپ کے پاس حاضر کیے دیتا ہوں۔ مہدی نے اس بات کو بھی مان لیا۔ یعقوب نے کہا امیر المومنین آپ نے اپنی رعایا کے ساتھ ایسا انصاف برتا ہے اور ان پر اپنے فضل و کرم کی ایسی بارش کی ہے کہ ان کی امیدیں آپ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ بہت وسیع ہو گئی ہیں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ اگر میں ان کو آپ سے بیان کروں تو آپ ان پر بھی ویسا ہی غور و خوض فرمائیں جو ویسی ہی دوسری باتوں میں آپ نے کیا ہے مگر باوجود اس کے بہت سی باتیں آپ کے دروازہ کے باہر ہوتی ہیں مگر آپ کو ان کی خبر نہیں ہوتی اگر آپ مجھے اپنے پاس آنے اور بیان کرنے کی اجازت دیں تو میں اس خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ مہدی نے اس کی یہ درخواست بھی مان لی اور سلیم حبشی خدمتگار کو جو منصور کا بھی خادم تھا یہ کام تفویض کر دیا کہ جب یعقوب ملنے آئے تو وہ امیر المومنین کو اس کے آنے کی اطلاع کر دے۔ اس کے بعد سے یعقوب کا یہ دستور تھا کہ وہ رات کو مہدی کی خدمت میں حاضر ہوتا اور تمام امور سلطنت اور معاشرت مثلاً سرحدوں کی حفاظت قلعوں کی تعمیر، مجاہدین کی تقویت، ناکتخداؤں کی شادی قیدیوں کی رہائی گرفتاروں کو آزادی، اہل ضرورت کی رفع حاجت اور باغیرت حاجتمندوں کی دستگیری میں حسب موقع نہایت عمدہ اور نیک مشورہ دیتا اس کی اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے مہدی کی جناب میں اس قدر اثر اور نفوذ حاصل ہو گیا کہ اسے یہ توقع ہو گئی کہ اگر میں حسن بن ابراہیم پر قابو پا سکا تو مجھے ان سے بہت فائدہ ہوگا۔ نیز مہدی نے اسے اللہ کے لیے اپنا بھائی بنا لیا اور اس کے لیے ایک

باضابطہ فرمان شایع کر دیا جو سرکاری دفاتر میں ثبت کر لیا گیا نیز اسے ایک لاکھ درہم دیے گئے۔ یہ پہلا صلہ تھا جو مہدی نے یعقوب کو دیا تھا غرضکہ اسی طرح اس کی قدر و منزلت دن دوگنی رات چوگنی مہدی کے پاس بڑھتی رہی یہانتک کہ اس نے حسن بن ابراہیم کو مہدی کے حوالے کر دیا اور پھر ایک وہ زمانہ آیا کہ یعقوب کی منزلت گر گئی اور مہدی نے اسے پھر قید کر دیا۔ اسی انقلاب زمانہ پر علی بن خلیل نے کچھ شعر کہے۔

اس سال مہدی نے اسمٰعیل بن اسمٰعیل کو کوفہ کی ولایت اور جماتی فوج کی سرداری سے برطرف کر دیا اس کے جانشین کے بارے میں اختلاف رائے ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ مہدی نے شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ کے مشورہ سے اسحٰق بن صباح الکندی ثم الاشعثی کو اس عہدہ پر مقرر کیا مگر عمر بن شبہ کہتا ہے کہ مہدی نے عیسٰی بن لقمان بن محمد بن حاطب بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔ اس نے اپنے بھتیجے عثمان بن سعید بن لقمان کو کوفہ کا کوتوال بنایا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شریک بن عبداللہ قاضی اور پیش امام تھے اور عیسٰی جنگی کوتوالی کا سردار تھا پھر صرف شریک والی مقرر ہوئے اور انہوں نے اسحٰق بن الصباح الکندی کو اپنا کوتوال مقرر کیا' اس زمانہ میں کسی شاعر نے یہ شعر کہا۔

لست تعدو ابان تکون ولو نلت سھیلا صنیعۃ لشریک۔

(ترجمہ) تو کسی طرح شریک کے احسان کا بدلہ نہیں کر سکتا چاہے تو سہیل ستارے تک پہونچ جائے۔

بعض ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ اسحٰق نے شریک کے اس احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت کی اس پر شریک نے یہ شعر اس کے لئے کہا۔

صلی وصام لدنیا کان یاملھا ؛ فقد اصاب ولا صلی ولا صام

ترجمہ۔ اس نے دنیا کی خاطر نماز پڑھی اور روزہ رکھا تھا۔ دنیا تو اسے مل گئی

مگر نہ اس کی نماز ہوئی نہ روزہ۔

عمر کہتا ہے کہ جعفر بن محمد قاضی کوفہ نے بیان کیا ہے کہ خود مہدی نے قضاء کے ساتھ امامت نماز بھی شریک کے تفویض کر دی تھی اور اسحٰق بن الصباح بن عمران بن اسمٰعیل بن محمد الاشعث کو کوفہ کا والی مقرر کیا اور اس نے نعمان بن جعفر الکندی کو اپنا صاحب شرط مقرر کیا نعمان کا انتقال ہو گیا اسحٰق نے اس کے بھائی یزید بن جعفر کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔

اس سال مہدی نے سعید بن دعلج کو بصرہ کی جندارمہ کی سرداری سے علٰحدہ کر دیا اور عبید اللہ بن الحسن کو بصرہ کی قضاء اور امامت سے برطرف کیا اور ان دونوں کی جگہ انھوں نے عبد الملک بن ایوب بن ظبیان النمیری کو مقرر کیا۔ نیز انھوں نے عبد الملک کو حکم دیا کہ جس اہل بصرہ کو سعید بن دعلج کے ہاتھوں ظلم برداشت کرنا پڑا ہو وہ اس کا انصاف کرے پھر انھوں نے اسی سنہ میں جندارمہ کو عبد الملک کی ماتحتی سے نکال کر اسے عمارہ بن حمزہ کے ماتحت کر دیا اس نے بصرہ کے ایک شخص مسور بن عبد اللہ بن مسلم الباہلی کو اس خدمت پر متعین کیا' اور عبد الملک کو بدستور امامت پر برقرار رکھا۔

اس سال مہدی نے قثم بن العباس کو ناراض ہو کر یمامہ کی ولایت سے علٰحدہ کر دیا۔ اس کی برطرفی کا فرمان اس وقت یمامہ آیا جب کہ قثم کا انتقال ہو چکا تھا۔ مہدی نے اس کی جگہ بشر بن المنذر البجلی کو یمامہ کا عامل مقرر کیا' نیز اسی سال انھوں نے یزید بن منصور کو یمن سے علٰحدہ کر کے رجاء بن روح کو متعین کیا' اور ہیثم بن سعید کو جزیرہ سے برطرف کر کے فضل بن صالح کو جزیرہ کا والی مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے اپنی ام ولد خیزران کو آزاد کر کے اس کے ساتھ باقاعدہ شادی کی اسی سال مہدی نے ام عبد اللہ بنت صالح بن علی سے جو فضل اور عبد اللہ ابنائے صالح کی حقیقی بہن تھی شادی کی۔ اس سال کے ماہ ذی الحجہ میں بغداد میں عیسیٰ بن علی کے قصر کے پاس کشتیوں میں آگ لگ گئی جس سے بہت سے آدمی جل کر مر گئے اور تمام کشتیاں مع اپنے بار کے نذر آتش ہو گئیں۔ اس سال منصور کا مولیٰ مطر مصر کی ولایت سے برطرف کیا گیا اور اس کی

جگہ ابو حمزہ محمد بن سلیمان مصر کا عامل مقرر کیا گیا۔
اس سال بنی ہاشم اور ان کے خراسانی شیعوں میں عیسیٰ بن موسیٰ کی ولایت عہد سے علیحدگی اور اس کے بجائے موسیٰ بن مہدی کے ولیعہد مقرر کرنے کے لئے تحریک ہوئی۔ جب مہدی کو اس تحریک کا علم ہوا انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو جو اس وقت کوفہ میں تھا اپنے پاس طلب کیا۔ عیسیٰ تاڑ گیا کہ ان کے طلب کرنے کا یہ مقصد ہے اس اندیشہ سے اس نے مہدی کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔
عمر کہتا ہے کہ خلیفہ ہوتے ہی مہدی نے عیسیٰ بن موسیٰ سے یہ خواہش کی کہ وہ خود ہی ولایت عہد سے استعفا دیدے مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے انکار کی وجہ سے مہدی نے اسے ستانا چاہا اور اس نیت سے اس نے روح حاتم بن قبیصہ بن المہلب کو کوفہ پر والی متعین کیا۔ اس نے خالد بن یزید بن حاتم کو کوفہ کا کوتوال مقرر کیا' مہدی چاہتا تھا کہ روح کوئی ایسی بات عیسیٰ کے خلاف پیش کرے جس کی موجودگی میں خود مہدی پر عیسیٰ کے خلاف کارروائی کرنے میں کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوتی ہو مگر تلاش کے بعد بھی روح کو ایسا کوئی موقع ہمدست نہ آتا تھا۔ عیسیٰ نے یہ کیا کہ رحبہ میں جو اس کی جائداد تھی وہاں جا رہا سال کے صرف ماہ رمضان میں نماز جمعہ پڑھنے اور عید میں کوفہ آتا یا ماہ ذی الحجہ کے اوائل میں کوفہ میں آجاتا اور عید ضحیٰ کی نماز پڑھ کر پھر اپنی جائداد کو چلا جاتا جمعہ کے دن جب وہ کوفہ آتا تو اپنی سواریوں پر سوار ہو کر مسجد کے دروازوں پر پہونچکر دروازوں کی چوکھٹ پر اترتا اور وہیں نماز پڑھنے کھڑا ہو جاتا۔ روح نے مہدی کو لکھا کہ عیسیٰ سال کے صرف دو ماہ میں کوفہ آتا ہے اس کے علاوہ نہ جمعہ پڑھنے آتا ہے اور نہ کسی اور وجہ سے کوفہ آتا ہے۔ جب جمعہ کے لئے آتا ہے تو مسجد کے چوک میں ہو کر جو نماز کی جگہ ہے اپنے سواری کے جانوروں کو لئے ہوئے مسجد کے دروازوں تک چلا آتا ہے اس کے جانور نماز کی جگہ بول و براز کر دیتے ہیں اس کے سوا دوسرا کوئی شخص ایسا نہیں کرتا۔ مہدی نے لکھا کہ مسجد کے متصل جو

راہیں ہیں ان کے ناکوں پر لکڑیوں کی آڑ لگا دو، روح نے اس کی بجا آوری کی۔ یہی جگہ خشبہ کہلاتی ہے۔ جمعہ سے پہلے ہی عیسٰی کو بھی اس کی اطلاع ہوگئی۔ مختار بن عبید کا مکان مسجد سے بالکل لگا ہوا تھا عیسٰی نے منھ مانگی قیمت دے کر اسے مختار کے ورثہ سے خرید لیا۔ اسے آباد کیا اور اس میں ایک حمام بنایا۔ جمعرات ہی کے دن وہ اس مکان میں آجاتا اور وہیں ٹھہرتا اگر جمعہ کی نماز کے لئے مسجد آتا تو ایک گدھے پر سواری کرتا وہ گدھا ان لکڑیوں پر سے کود کر اسے مسجد کے دروازہ تک لے آتا عیسٰی مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھکر پھر اپنے مکان واپس ہو جاتا کچھ عرصہ کے بعد پھر اس نے کوفہ ہی میں مستقل طور پر سکونت اختیار کر لی۔

استعفائے ولایت عہد کے متعلق مہدی مسلسل عیسٰی پر زور دیتا رہا کہ وہ اپنے حق سے دست بردار ہو جائے تاکہ وہ اپنے بعد موسٰی وہارون کو اپنا ولیعہد بنائیں۔ انھوں نے یہانتک کہا کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تم کو وہ سزا دونگا جو مجرم کو دی جاتی ہے اور اگر تم میری بات مان جاتے ہو تو اس کا وہ معاوضہ دونگا جس سے تم مالامال ہو جاؤ اور اس کا نفع فوراً ہی تم کو پہونچے۔ آخر کار عیسٰی نے ان کی بات مان لی موسٰی اور ہارون کے لئے بیعت کر لی مہدی نے اسے ایک کرور درہم یا بقول دوسروں کے دو کرور درہم تو نقد دئے اس کے علاوہ بہت بڑی جاگیر دی۔

عمر کے علاوہ دوسرے ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب مہدی نے چاہا کہ عیسٰی کو ولیعہدی سے علٰحدہ کر دے تو انھوں نے اسے اپنے پاس طلب کیا عیسٰی کو ان کی نیت کا پتہ چل گیا اس نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا تعلقات اس قدر کشیدہ ہوئے کہ اس کی جانب سے بغاوت کا اندیشہ ہو گیا اس اندیشہ کی بنا پر مہدی نے اپنے چچا عباس بن محمد کو لکھا کہ آپ عیسٰی کے پاس جائیں اور میری طرف سے یہ اور یہ باتیں اس سے کہیں عباس مہدی کا خط لے کر عیسٰی کے پاس آیا اور ان کی طرف سے جو پیام پہونچانا تھا وہ اس نے پہونچا دیا نیز اس معاملہ میں عیسٰی نے جو جواب دیا وہ

عباس نے مہدی سے آکر بیان کر دیا۔ عباس کے آجانے کے بعد مہدی نے محمد بن فروخ ابو ہریرہ افسر فوج کو ایکہزار ہوشیار شیعوں کے ساتھ عیسیٰ کی طرف بھیجا ان میں سے ہر شخص کو ایک طبل دیا گیا اور یہ حکم ملا کہ کوفہ پہونچنے کے ساتھ سب اپنے اپنے طبل بجائیں۔ رات کے بالکل آخری حصے میں جب صبح نمودار ہونے کو تھی یہ جمعیت کوفہ میں داخل ہو گئی داخلہ کے ساتھ سب نے ملکر ایک دم اپنے اپنے طبل پر ضرب لگائی جس کی آواز سے زمین و آسمان گونج اٹھے اس شور سے عیسیٰ بن موسیٰ پر سخت ہیبت طاری ہو گئی ابو ہریرہ نے اس سے مل کر چلنے کے لئے کہا اس نے اپنی علالت کا حیلہ کیا مگر ابو ہریرہ نے ایک نہ سنی اور اسی وقت اسے مدینۃ السلام روانہ کر دیا۔

اس سال مہدی کے ماموں یزید بن منصور کی امارت میں جب کہ وہ یمن سے مدینۃ السلام آرہا تھا حج ہوا۔ خود مہدی نے اسے اپنے پاس مراجعت کا حکم دیا تھا اور لکھا تھا کہ اس سال تم ہی امیر حج بنائے جاتے ہو نیز انھوں نے اپنے خط میں اس کی ملاقات کا اشتیاق اور اپنی قرابت کا بھی اظہار کیا تھا۔

اس سال عبید اللہ بن صفوان الجمحی مدینہ کا امیر تھا اسحٰق بن صباح الکندی کوفہ میں پیش امام اور افسر احداث تھے۔ ثابت بن موسیٰ والی خراج تھا۔ شریک بن عبد اللہ قاضی تھے۔ عبد الملک بن ایوب بن ظبیان النمیری بصرہ کا پیش امام تھا۔ عمارہ بن حمزہ افسر احداث تھا اور اس کی طرف سے مسور بن عبد اللہ بن مسلم الباہلی احداث پر اس کا قائم مقام تھا۔ عبید اللہ بن الحسن بصرہ کے قاضی تھے۔ عمارہ بن حمزہ اضلاع دجلہ، اہواز اور فارس کا عامل تھا۔ بسطام بن عمر سندھ کا والی تھا۔ رجاؤ بن روح یمن کا والی تھا۔ بشر بن المنذر یمامہ کا عامل تھا۔

ابو عون عبد الملک بن یزید خراسان کا ناظم تھا۔ الفضل بن صالح جزیرہ کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان ابو حمزہ مصر کا والی تھا۔

سنہ ۱۶۰ ہجری شروع ہوا

اس سنہ کے واقعات

اس سال یوسف بن ابراہیم المعروف بہ یوسف البرم اور اس کے متبعین نے مہدی کے طرز حکومت اور طرز زندگی سے ناراض ہوکر خراسان میں علم بغاوت بلند کیا، ایک خلقت کثیر اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئی مہدی نے یزید بن مزید کو اس کے مقابلہ پر بھیجا فریقین میں نہایت شدید جنگ ہوئی لڑتے لڑتے یہہ دونوں ایک دوسرے سے چمٹ گئے یزید نے اسے گرفتار کر لیا اور مہدی کے پاس بھجدیا۔ نیز اس کے ساتھ کچھ اس کے عمائد ہمراہی بھی بھیجے، جب یہ جماعت نہروان پہونچی تو وہاں یوسف البرم اور اس کے ہمراہیوں کو اس طرح اونٹوں پر سوار کیا گیا کہ ان کے مونھ دم کی طرف کردیئے گئے اسی حالت میں ان کو رصافہ لائے اور مہدی کے سامنے پیش کیا۔ انھوں نے ہرثمہ بن اعین کو ان کے متعلق حکم دیدیا۔ اس نے یوسف کے دونوں ہاتھ اور پاؤں پہلے قطع کر کے اس کی گردن اڑادی اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا۔ پھر ان سب کو عسکر مہدی کے متصل دجلۂ اعلیٰ کے پل پر سولی پر لٹکا دیا۔ چونکہ اس یوسف نے ہرثمہ کے ایک بھائی کو خراسان میں قتل کیا تھا اسی وجہ سے مہدی نے یوسف کو ہرثمہ کے سپرد کیا۔

اسی سنہ میں ۷ محرم کو عیسیٰ بن موسیٰ ابو ہریرہ کے ہمراہ جمعرات کے دن مدینۃ السلام آیا اور محمد بن سلیمان کے اس مکان میں جو عسکر مہدی میں دجلہ کے کنارے واقع تھا فروکش ہوا۔ چند روز تک عیسیٰ مہدی کے پاس آتا رہا۔ اسی راستے آتا جس راستے سے وہ ہمیشہ آیا کرتا تھا زبان سے کچھ نہ کہتا مگر اس نے دربار میں کسی قسم کی بے رخی / بے اعتنائی یا خلاف مزاج کوئی بات یا آداب میں کمی بھی محسوس نہیں کی اس طرح مہدی

سے کچھ تھوڑا سا انس بھی اسے ہو چلا۔ ایک دن مہدی کے برآمد ہونے سے پہلے وہ ایوان میں آیا اور چھوٹے کو ٹھے پر ربیع کی جو نشستگاہ تھی وہاں آکر بیٹھ گیا اس حجرہ میں ایک دروازہ بھی تھا دوسری طرف تمام شیعہ عمائد نے آج یہہ ارادہ کر لیا تھا کہ عیسیٰ کو ولایت عہد سے علٰحدہ کر دیا جائے اور اس پر حملہ کیا جائے اس ارادے کو بروئے کار لانے کے لئے یہ سب کے سب بڑھے وہ اس وقت مقصورہ میں ربیع کی نشست میں موجود تھا ان کے حملہ آور ہوتے ہی اس نے مقصورہ کو بند کر لیا اس جماعت نے اپنے گرز اور ڈنڈوں سے مار مار کر دروازہ توڑ دیا قریب تھا کہ وہ اسے بھی کچل ڈالتے۔ انھوں نے نہایت مغلظ اور فاحش گالیاں اسے دیں اور وہیں اسے محصور کر لیا۔ اگرچہ بعد میں مہدی نے ان کے اس فعل کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا مگر ان پر اس کا ذرا اثر نہوا بلکہ انھوں نے اپنے طرز عمل میں اور شدت کر دی چند روز اسی طرح گزرے آخر کار اس کے خاندان کے بعض سربرآوردہ لوگوں نے مہدی کے سامنے دریافت حقیقت کے لئے اس مسئلہ کو اٹھایا۔ اس کے مخالفین اس کی علٰحدگی کے سوا کسی بات پر راضی نہیں ہوئے اور مہدی کے روبرو انھوں نے عیسیٰ کو گالیاں دیں۔ مخالفین میں سب سے پیش پیش محمد بن سلیمان تھا جب مہدی نے محسوس کیا کہ یہ سب کے سب عیسیٰ اور اس کی ولایت عہد کے اس قدر مخالف ہیں انھوں نے موسیٰ کو ولیعہد بنانے کے لئے ان سے کہا اور اب وہ خود بھی انہی کے ہم خیال اور ہم زبان ہو گئے۔ انھوں نے عیسیٰ اور اس جماعت پر یہ زور ڈالا کہ وہ بھی اس تجویز کو قبول کر لیں اور وہ اپنی ولایت عہد سے استعفا دیکر لوگوں کو اپنی بیعت کی ذمہ داری سے بری کر دے۔ مگر عیسیٰ نے اس بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اس عہدہ کو قبول کرتے وقت میں نے اپنے اہل اور مال کے متعلق نہایت غلیظ قسم کھائی ہے۔ اس سے میں کسی طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ مہدی نے چند فقہا اور قضاۃ کو دربار میں طلب کیا ان میں محمد بن عبداللہ بن علاثہ اور زنجی بن خالد المکی وغیرہ علماء قابل ذکر ہیں۔

انھوں نے صورت حالات کو پیش نظر رکھ کر فتویٰ دیدیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسیٰ کی بیعت کی جو ذمہ داری لوگوں پر عائد تھی اس سے بری کرنے کے لئے جس قدر زر درکار ہو وہ مہدی ادا کریں نیز چونکہ خود عیسیٰ پر عہد کی پابندی مغلظ قسموں سے واجب تھی اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے جس قدر روپیہ کی ضرورت داعی ہو اسے بھی مہدی دیں اس کی مقدار دس کرور درہم تھی اس کے علاوہ زاب اعلیٰ اور کسکر پر جاگیر دینے کا اقرار بھی انھوں نے کیا عیسیٰ نے اسے قبول کر لیا۔

جس وقت سے مہدی نے عیسیٰ سے استعفائے عہد کی خواہش کی تھی یہ انھیں کے پاس رصافہ میں دفتر کی عمارت میں محبوس تھا آخر کار اس نے استعفا پر رضامندی ظاہر کی اور بدھ کے دن ماہ محرم کے ختم میں چار راتیں باقی تھیں کہ نماز عصر کے بعد عیسیٰ نے اپنی ولایت عہد سے قطعی برأت کر لی دوسرے دن بروز پنجشنبہ جب کہ ماہ محرم کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ دن چڑھے اس نے اب مہدی کے لئے اور ان کے بعد موسیٰ کے لئے بیعت لی جب سب سے اسی طرح بیعت لے لی تو اب وہ رصافہ کی جامع مسجد آئے منبر پر چڑھے موسیٰ بھی چڑھا مگر اس طرح کہ مہدی سے نیچے بیٹھا۔ اس کے بعد عیسیٰ منبر کے پہلے درجہ پر کھڑا ہوا۔ مہدی نے تقریر شروع کی۔ حمد وثنا کے بعد انھوں نے حاضرین مسجد کو عیسیٰ ابن موسیٰ کی علحدگی کے متعلق اس تصفیہ کی جو ان کے اہلبیت، تابعین، سرداران فوج اور خراسان کے اعوان و انصار نے کیا تھا اطلاع دی اور بتایا کہ ولایت عہد کو حسب قرارداد عمل پذیر لانے کی جو ذمہ داری آپ حضرات کے سر عائد تھی اب وہ موسیٰ بن امیر المومنین کی طرف ان کے حق میں منتقل ہو گئی ہے کہ ان تمام مذکورہ عمائد و اکابر نے اس منصب جلیلہ کے لئے موسیٰ کو اختیار کیا ہے۔ میں نے بھی ان کی خدمات، اطاعت اور الفت کے مدنظر ان کی اس مبنی بر مصلحت تجویز کو قبول کیا کیونکہ انکار میں اختلاف و افتراق جماعت کا پورا اندیشہ تھا۔ نیز خود عیسیٰ اپنے حق تقدم سے دست بردار ہو گیا ہے اس وجہ سے اب آپ حضرات عہدہ برآ ہو چکے اور جو ذمہ داری رعایت عہد کی اب تک آپ پر عیسیٰ کے بارے میں تھی وہ اب موسیٰ بن امیر المومنین کے

حق میں منتقل ہو گئی کیونکہ ہم نے، ہمارے اہلبیت اور تمام دوسرے اعوان و انصار نے اب موسیٰ کو ولیعہد خلافت مقرر کیا ہے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ موسیٰ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بالکل مطابق حکمرانی کریگا اب آپ حضرات اٹھئے اور اس کی بیعت کیجئے جس طرح کہ دوسروں نے اس کی بیعت کی، تمام بھلائیاں جماعت میں ہیں اور تفریق برائیوں کا معدن ہے میں اپنے اور آپ کے لئے اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں سب کو اپنی رحمت سے حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے اور وہ عمل کرائے جو اس کی خوشنودی کا باعث ہو، میں اپنے لئے اور آپ کے لئے اللہ سے اپنے اپنے اعمال کی معافی کا خواستگار ہوں۔

موسیٰ ان کے نیچے منبر سے علحدہ ہو کر بیٹھ گیا تاکہ جو شخص مہدی کی بیعت اور ان کے ہاتھ کو مسح کرنے کے لئے آئے یہ اس کی راہ میں مزاحم نہ ہو نیز اس خیال سے بھی کہ ان کا چہرہ چھپ نہ جائے۔

عیسیٰ اپنی جگہ اسی طرح کھڑا رہا اب اسے وہ تحریر پڑھ کر سنائی گئی جس میں ولایت عہد سے اس کی علٰحدگی کا ذکر تھا نیز یہ بھی ذکر تھا کہ عیسیٰ نے اپنی خوشی سے بغیر کسی جبر و اکراہ کے نہ صرف اپنے کو ولایت عہد کی ذمہ داری سے علیحدہ کر لیا ہے بلکہ وہ تمام اشخاص بھی جنھوں نے اس کی ولیعہدی کے لئے بیعت کی تھی اب اپنی قسموں اور مواثیق کی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو چکے۔ عیسیٰ نے اس بیان کا اقرار کیا پھر منبر پر جاکر مہدی کی بیعت کی ان کے ہاتھ چھوئے اور اپنی جگہ پلٹ آیا۔ اس کے بعد مہدی کے خاندان والوں نے تقدیم سن کے اعتبار سے فرداً فرداً بڑھکر پہلے مہدی اور پھر موسیٰ کی بیعت کی، دونوں کے ہاتھوں کو مسح کیا جب سب خاندان والے بیعت کر چکے تو اب حاضرین میں جو دوسرے سربرآوردہ امرائے عساکر اور عمائد شیعہ تھے انھوں نے اسی طرح بیعت کی۔

مہدی منبر سے اتر آئے اور اپنی جگہ بیٹھ گئے بقیہ خواص و عوام سے بیعت لینے کا کام انھوں نے اپنے ماموں یزید بن منصور کے سپرد کر دیا اس نے

اس خدمت کو سرانجام پہونچایا اور سب سے بیعت لے لی، مہدی نے اس کے معاوضہ میں جو وعدہ عیسیٰ سے کیا تھا اسے پورا کیا اور آئندہ شہادت اور حجت کے لئے اس کی علٰحدگی کے متعلق ایک باقاعدہ تحریر لکھوا لی جس پر اس کے اہلبیت کی ایک جماعت نے مصاحبین نے، تمام شیعوں، کاتبوں اور باقاعدہ فوج نے اپنی شہادت ثبت کی یہ تحریر تمام سرکاری دفاتر میں بحفاظت رکھے جانے کے لئے بھیجدی گئی تاکہ آئندہ عیسیٰ کو اس حق کے متعلق جس سے وہ دست بردار ہو چکا ہے کسی قسم کا دعویٰ باقی نہ رہے اور ہو تو یہ تحریر اس کے خلاف بطور حجت قطعی کے کام دے۔ عیسیٰ کی وہ تحریر حسب ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ تحریر عبداللہ المہدی محمد امیر المومنین اور ولیعہد مسلمین موسیٰ بن المہدی کے لئے، ان کے خاندان والوں کے لئے تمام سرداران فوج کے لئے، ان کی خراسانی سپاہ کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے ہے۔ وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں ہوں، میں لکھ رہا ہوں اس تحریر کے ذریعہ میں اس منصب ولیعہدی کو جس پر میں مقرر کیا گیا تھا اب اس لئے موسیٰ بن المہدی محمد امیر المومنین کو دے دیتا ہوں کہ تمام مسلمانوں نے متفقہ طور پر ان کی ولایت عہد کو پسند کیا ہے، اس تحریر کے خط سے میں خوب واقف ہوں یہ میرا خط ہے نیز میں خود دوسرے مسلمانوں کی طرح اپنی خوشی اور رضامندی سے موسیٰ بن امیر المومنین کی ولیعہدی کو پسند کرتا ہوں۔ میں نے ان کی بیعت کر لی ہے نیز ولایت عہد کی ذمہ داری سے خود میں عہدہ برآ ہو چکا ہوں:

اور اسی طرح تمام مسلمان میری ولایت عہد سے بری الذمہ ہو گئے۔ اب آئندہ اس کے متعلق مجھے کسی قسم کا کوئی دعویٰ نہ رہا اور نہ کوئی حق و مطالبہ اسی طرح عام مسلمانوں پر بھی میری ولایت عہد کا۔ اب امیر المومنین مہدی کی زندگی میں یا ان کے بعد یا مسلمانوں کے اب ولیعہد خلافت موسیٰ کے بعد جب تک میں بقید حیات رہوں مجھے کوئی دعویٰ یا حق اس کے عہدہ کے متعلق باقی نہیں رہا۔

میں نے امیر المومنین مہدی اور ان کے بیٹے موسیٰ کے لئے ان کے بعد

خلافت کی بیعت کرلی ہے نیز ان کے سامنے نیز تمام مسلمانوں اور اہل خراسان وغیرہ کے سامنے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں اپنی اس شرط کو اس معاملہ کے متعلق جس سے میں دست بردار ہوچکا ہوں بہر حال پورا کروں گا اب میں خدا کے سامنے بھی اس کے متعلق عہد کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ امیر المومنین مہدی اور ان کے ولیعہد موسیٰ کا بدل و جان جاں نثار عقیدت کیش مطیع منقاد رہوں گا اور ظاہر اور باطن میں کوئی بری نیت یا برا خیال ان کے متعلق اپنے ذہن میں نہ آنے دوں گا اور رنج و راحت تکلیف و مصیبت ہر حال میں ان کا وفادار رہوں گا ان کے دوستوں سے دوستی رکھونگا اور ان کے دشمنوں کو دشمن سمجھوں گا چاہے وہ اب ہوں یا آیندہ پیدا ہوں اگر میں آیندہ اس امر کے متعلق جس سے میں دست بردار ہوچکا ہوں کوئی بات اس عہد واثق کے خلاف ظاہر یا باطن میں کروں یا جس بات کا میں نے اس تحریر میں امیر المومنین مہدی اور ان کے ولیعہد موسیٰ بن امیر المومنین اور تمام مسلمانوں کے لئے اپنے ذمہ عہد واثق کیا ہے اس کی خلاف ورزی کروں اور اسے پوری طرح بروئے کار نہ لاؤں تو آج اس تحریر کی تاریخ سے آئندہ تیس سال تک میری ہر بیوی جو اب ہے یا آئندہ ہو وہ مطلقہ قطعی ہے جس کی رجعت نہیں ہوسکتی۔ نیز ہر میرا غلام یا لونڈی چاہے اب ہو یا آئندہ تیس سال کے عرصہ میں میرے قبضہ میں آئے وہ اللہ کے لئے آزاد ہے۔

میری تمام غیر منقولہ اور غیر منقولہ جائداد جو نقد قرض، زمین کی شکل میں قلیل ہو یا کثیر قدیم ہو یا جدید یا جسے میں آج سے تیس سال کے عرصہ میں حاصل کروں وہ سب مساکین کے لئے صدقہ سمجھا جائے اور والی صدقات کو حق ہوگا کہ وہ اسے جس کام میں چاہے صرف کرے۔ علاوہ بریں مجھ پر تیس پاپیادہ حج مدینۃ السلام سے بیت اللہ کے واجب ہوں گے جس کا کوئی کفارہ علاوہ خود ہی حج کرنے کے نہیں ہوگا۔ میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ ان تمام امور کی بجاآوری میرے ذمہ ہے اور اسی کی شہادت

کافی ہے نیز مجھ راقم الحروف عیسیٰ بن موسیٰ کے مندرجہ امور کے متعلق چار سو تیس بنی ہاشم اموالی، قریش کے مصاحبین وزراء ملکی عہدہ دار اور قضاۃ نے شہادت ثبت کی ہے۔

یہ تحریر صفر ۱۶۰ھ ہجری میں لکھی گئی اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اس پر اپنی مہر ثبت کر دی اس پر کسی شاعر نے طنزاً دو شعر کہے جن کا مفہوم یہ ہے کہ موسیٰ نے موت سے ڈر کر جس میں نجات اور عزت تھی حکومت سے دست کشی کی اور اس طرح ملامت کا ایسا لباس زیب بر کیا کہ اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی

اس سال ۱۶۰ھ ہجری میں عبدالملک بن شہاب المسمعی اپنے ہمراہی مجاہد رضا کاروں وغیرہ کے ساتھ باربد آیا۔ وہاں پہنچنے کے دوسرے ہی دن اس نے اہل شہر پر دھاوا کر دیا اور دو دن مسلسل اس پر حملہ کرتا رہا پھر انھوں نے منجنیقیں نصب کیں اور تمام آلات جنگ سے حملہ آور ہوا مجاہدین کا یہ حال تھا کہ وہ شرکت جنگ کیلئے پلے پڑتے اور کلام پاک اور اللہ کے ذکر سے ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے اللہ نے بزور شمشیر شہر مسلمانوں کے ہاتھوں مسخر کر دیا ان کا رسالہ ہر طرف سے اس طرح شہر میں در آیا کہ اہل شہر کو سوائے اپنے مندر کے کہیں جائے پناہ نظر نہ آئی مسلمانوں نے روغن نفط چھڑک کر اس میں آگ لگا دی جس سے ہزاروں جل مرے بعض نے نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اللہ نے ان سب کو مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کر دیا اس کے مقابلہ میں بیس یا ئیس مسلمان شہید ہوئے اللہ نے بہت سی غنیمت بھی ان کو دی جنگ کے بعد سمندر متلاطم ہو گیا چونکہ بحری سفر خطرناک خیال کیا گیا اس لئے مسلمان تلاطم کم ہو جانے کے انتظار میں وہیں مقیم رہے۔ دوران قیام میں مسلمان کے منہ میں ایک مرض حمام قر پیدا ہوا جس سے تقریباً ایک ہزار مجاہد جاں بحق ہو گئے ان میں ربیع بن صبیح بھی تھا۔ جب انھوں نے بحری سفر کا امکان پایا تو اب وہ سب واپس پلٹے یہ ساحل فارس پر جسے بحر حمران کہتے ہیں پہنچے تھے کہ یہاں ان کو ایک رات شدید طوفان باد نے آگھیرا اس طوفان میں مسلمانوں کے اکثر جہاز تباہ ہو گئے کچھ غرق ہو گئے اور کچھ بچ کر ساحل مراد پر پہنچے۔ ان قیدیوں میں جن کو مسلمان اپنے ساتھ لائے تھے باربد کی راجہ کی ایک بیٹی بھی تھی جسے انھوں نے محمد بن سلیمان والی بصرہ کے حوالہ کر دیا۔

اس سال ابان بن صدقہ ہارون بن المہدی کا کاتب اور وزیر مقرر ہوا۔ مہدی نے ابو عون کو کسی بات پر ناراض ہو کر خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ معاذ بن مسلم کو مقرر کیا۔ اس سال ثمامہ بن الولید العبسی کی قیادت میں صائفہ نے جہاد کیا۔ نیز عمر بن العباس الخثعمی نے بحر شام میں جہاد کیا۔

اس سنہ میں مہدی نے آل ابی بکرہ کو ان کے تحقیقی نسب سے نکال کر پھر دلائے رسول صلعم کی فضیلت سے مشرف کر دیا۔ اس تبدیل کی وجہ یہ ہوئی کہ اس خاندان کا ایک شخص کسی شکایت کو پیش کرنے مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا اور اس نے اپنے تقرب کے لیئے دلائے رسول اللہ صلعم کا واسطہ دیا۔ مہدی نے یہ سن کر کہا کہ یہ نسبت اور تعلق وہ ہے جس کا اقرار تم اسی وقت ہمارے سامنے کرتے ہو جب کسی شدید ضرورت کی وجہ سے تم کو ہماری جناب میں تقرب حاصل کرنا ہوتا ہے۔ حکم نے کہا امیر المومنین جو چاہے جس نے اس بات سے انکار کیا ہو مگر ہم تو اس کا ہمیشہ سے اقرار کرتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اور آل ابی بکرہ کو پھر دلائے رسول اللہ صلعم کے شرف سے متعلق کرنے کے لئے حکم دیں۔ اور آل ابی زیاد بن عبید کے متعلق حکم دیں کہ وہ اس جھوٹے نسب سے خارج کر دئے جائیں جس میں معاویہ نے ان کو شامل کر دیا ہے محض رسول اللہ صلعم کے اس ارشاد کے حکم سے بچانے کے لئے کہ ان الولد للفراش وللعاہر الحجر (بیٹا تو بیوی ہی سے ہوتا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے) شامل کر دیا تھا۔ آپ حکم دیں کہ ان کی نسبت ثقیف کے موالی میں کی جائے۔

اس درخواست کے مطابق مہدی نے حکم دیا کہ آل ابی بکرہ اور آل ابی زیاد دونوں اپنے صحیح نسب کے ساتھ معنون کئے جائیں۔ اس کے متعلق انھوں نے محمد بن سلیمان کو ایک فرمان لکھا کہ تم جامع مسجد میں سب کے سامنے اس بات کا اعلان کر دو اور آل بکرہ کو ان کی رسول اللہ صلعم کی دوستی سے مشرف ہونے اور نقیع بن مشروح کی اولاد میں ہونے کا

اعلان کردو نیز ان میں جو اس نسبت کا اقرار کرے اسے ان کی وہ جائیداد
جو بصرہ میں ہو۔ اس کام کے لئے متعینہ ناظروں کے ذریعہ واپس کردو،
جو اس نسبت سے انکار کرے اسے کچھ واپس نہ دیا جائے اور تم حکم بن
سمرقند کو اس معاملہ کی جانچ پرتال کے لئے ممتحن مقرر کرو۔ محمد نے آل ابی
بکرہ کے تمام افراد کے متعلق سوائے ان کے جن کا حال خود اس خاندان
والوں کو معلوم نہ تھا اور وہ غائب تھے اس حکم کو نافذ کر دیا۔ البتہ آل زیاد
کے متعلق جس بات نے مہدی کی رائے میں شدت پیدا کر دی وہ یہ واقعہ
ہوا کہ علی بن سلیمان کے باپ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک دن مہدی کی
خدمت میں حاضر ہوا وہ استغاثے پڑھ رہے تھے اتنے میں آل زیاد کا
ایک شخص صغدی بن سلم بن حرب ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے
پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں آپ کا ابن عم ہوں انھوں نے پوچھا
کیسے اس نے زیاد سے اپنی نسبت نسبی بیان کی۔ مہدی نے کہا اے سمیّہ
فاحشہ کے بیٹے تو میرا ابن عم کیوں کر ہوا، وہ غضب آلود ہوئے اور انھوں
نے اس کی گردن پکڑوا کر اسے دربار سے نکلوا دیا۔ سب لوگ دربار سے
اٹھ گئے میں بھی باہر نکلا۔ عیسیٰ بن موسیٰ یا موسیٰ بن عیسیٰ میرے ساتھ ہو گیا
اور اس نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ آپ کو بلوا بھیجوں کیونکہ آپ کے اٹھ آنے
کے بعد امیر المومنین ہماری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ تم میں کون آل زیاد
کی تاریخ سے واقف ہے۔ مگر ہم میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کے حال سے پوری
طرح واقف ہو۔ اے ابو عبد اللہ آپ جو کچھ جانتے ہوں ہمیں بتائیے
میں زیاد اور آل زیاد کے بارے میں باتیں کرتا ہوا اس کے ساتھ چلتا رہا۔
یہاں تک کہ ہم دونوں اس کے مکان واقع باب المحول پر آ گئے اس نے
مجھ سے کہا کہ میں اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیکر آپ سے درخواست
کرتا ہوں کہ یہ سب واقعہ آپ لکھ کر دیجئے تاکہ میں آج ہی شام کو امیر المومنین
کی خدمت میں پیش کر دوں اور آپ کا بھی تذکرہ کر دوں۔ میں نے اپنے
مکان آ کر سارا واقعہ لکھ دیا اور اپنی تحریر اس کے پاس بھیجدی وہ اسی شام

کو مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی اطلاع دی انھوں نے وہ تحریر
ہارون الرشید کو جو ان کی طرف سے بصرہ کا والی تھا بھجدی اور حکم دیا کہ
تم اپنے والی کو ہدایت کردو کہ وہ آل زیاد کو قریش ان کے دیوان اور
عربوں سے خارج کردے اور نیز یہ کہ آل ابی بکرہ کے سامنے ولاء
رسول صلعم کی نسبت کو پیش کرے جو ان میں سے اس نسبت کا اقرار کرے اس
کی وہ جائداد جو وہاں سرکار کے قبضہ میں ہو اس مقر کو واپس دیدے اور
جو ان میں سے اپنے آپ کو ثقیف کے ساتھ منسوب کرے اس کی جائداد
بحق سرکار ضبط رہے۔ والی بصرہ نے یہ بات ان کے سامنے پیش کی تین
آدمیوں کے سوا سب نے اس نسبت کا اقرار کیا۔ جن تین آدمیوں نے
اقرار نہیں کیا ان کی جائداد ضبط کرلی گئی۔ اس کے بعد آل زیاد نے سر دفتر
کو رشوت دیدی اس نے ان کو پھر حسب سابق ان کے معروف نسب میں
شامل کردیا۔ خالد النجار نے اس بارے میں یہ دو شعر کہے،

ان زیاداً و نافعاً و ابا بکرۃ عندی من اعجب العجب
ذا قرشی کما یقول و ذا مولیٰ و ھذا ابن عمہ عربی

ترجمہ۔ مجھے زیاد نافع اور ابو بکرہ پر نہایت ہی تعجب آتا ہے کہ ایک یہ
اپنے آپ کو قرشی کہتا ہے اور یہ دوسرا مولیٰ ہے۔ اور یہ تیسرا اپنے دعوے
کے مطابق عرب بنتا ہے۔

ذیل میں وہ خط جو مہدی نے اس بارے میں والی بصرہ کو لکھا تھا نقل کیا
جاتا ہے " بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد مسلمانوں کے صاحبان امر اپنے
اپنے خاص لوگوں اور عوام کے امور میں تصفیہ کے لئے اس بات کے سب سے
زیادہ سزاوار ہیں کہ وہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم کے مطابق احکام
نافذ کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں یہ ان کا فرض ہے کہ وہ اس اتباع میں
استقامت اور دوام قائم رکھیں اور ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ ان احکام کی
چاہے وہ اس کے موافق ہوں یا مخالف خوشی کے ساتھ بجا آوری کرے کیونکہ
صرف اسی طرح اللہ کے حقوق و حدود کی اقامت ہو سکتی ہے۔ اس کے

حقوق کی معرفت ہو سکتی ہے۔ اس میں اس کی خوشنودی کی اتباع ہے اسی طرح اس کا ثواب ملتا اور جزا حاصل ہو سکتی ہے اور جو اس کی مخالفت کریگا جو علیہ خواہش نفس کی وجہ سے ان احکام سے روگرداں ہوگا اسے دین و دنیا میں خسارہ و نقصان ہے۔

زیاد بن عبید کو (یہ ثقیف کے غیر عرب کفار کا غلام تھا) اگرچہ معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے نسب میں شامل کر لیا تھا مگر اس کے بعد ہی تمام مسلمانوں نے جن میں اکثر اس زمانہ میں زیاد ابی زیاد اور اس کی ماں کی اصل نسل سے اچھی طرح واقف تھے اور خود وہ لوگ بڑے عالم۔ زاہد، فقیہ، متقی اصحاب تھے۔ معاویہ کی اس کارروائی کو غلط سمجھ کر اس کے ادعائے نسب سے انکار کر دیا تھا۔ معاویہ نے یہ کارروائی کسی نیک نیتی اتباع سنت یا گزشتہ آئمہ حق کے طریقہ محمود کی پیروی میں نہیں کی تھی بلکہ اپنے دین اور آخرت کو برباد کرنے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی مخالفت میں کی تھی نیز اس وجہ سے کہ چونکہ زیاد کی جلادت اور ہوشیاری و چالاکی کا اس پر بہت اثر ہوا تھا اس نے اس ترکیب سے اپنے اعمال بد اور ظالمانہ طرز حکومت میں اس کی مدد اور اعانت حاصل کرنے کے لئے یہ کیا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا الولد للفراش وللعاهر الحجر اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنے باپ کے سوا یا اپنے اعزا کے علاوہ کسی دوسرے سے اپنے کو منسوب کرے اس پر اللہ ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو نیز اللہ اس کے کسی عمل کو شرف قبولیت نہ بخشے گا۔ میں اپنی عمر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ زیاد ہرگز ہرگز ابوسفیان کے گھر یا اس کے بستر پر پیدا نہیں ہوا تھا اور نہ عبید ابوسفیان کا غلام تھا اور نہ سمیہ اس کی لونڈی تھی نہ یہ دونوں اس کے کبھی مملوک رہے اور نہ کبھی اور سبب سے ان کا اس سے کوئی تعلق پیدا ہوا حالانکہ محدثین پوری طرح واقف ہیں کہ نصر بن الحجاج بن علاط السلمی کے متعلق اس کے ہمراہی بنی المغیرہ کے مخزومی موالیوں کو جب انھوں نے نصر کو اپنے میں شامل کرنا چاہا اور اپنے دعوے کو ثابت کر دیا۔ معاویہ نے یہ جواب دیا کہ اپنی مسند کے نیچے سے

ایک پتھر جسے پہلے سے اس نے چھپا رکھا تھا نکال کر اس کے سامنے ڈال دیا۔
اس پر انھوں نے کہا کہ آپ نے زیاد کے بارے میں جو کچھ کیا اسے ہم نے
مان لیا مگر اب آپ ہمارے آدمی کے متعلق اسی قسم کے تصفیہ کو تسلیم نہیں کرتے
معاویہ نے کہا رسول اللہ صلعم کا تصفیہ تمہارے لیے معاویہ کے فیصلہ سے بہتر
ہے مگر زیاد کے متعلق جو کارروائی اس نے کی کہ اسے اپنے نسب میں شامل
کر لیا اس نے صریحی طور پر اللہ کے حکم اور اس کے رسول کے فیصلہ کی خلاف ورزی
کی اور یہ اس نے محض اپنے ذاتی منفعت اور خواہش نفس کی بنا پر کیا تھا۔
اللہ تعالے فرماتا ہے۔ ومن اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدیً من اللہ
ان اللہ لا یھدی قوم الظالمین ترجمہ۔ اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جس نے
بغیر اللہ کے حکم کے اپنی خواہش کی اتباع کی۔ اللہ حد سے متجاوز ہونے والوں
کو کبھی راہ ہدایت نہیں دکھائیگا۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے جنکو اللہ نے حکومت،
نبوت، دولت اور خلافت الٰہی عطا کی تھی اللہ تعالے فرماتا ہے۔
یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض آخر آیتہ تک (اے داؤد ہم نے
تجھ کو زمین میں اپنا نائب مقرر کیا) امیر المومنین اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ
وہ ان کے نفس اور دین کو غلبہ خواہش سے بچاتا رہے اور ہر بات میں
توفیق نیک عطا فرمائے۔ جس سے اس کی خوشنودی حاصل ہو۔ اب
امیر المومنین نے اس امر کو مناسب سمجھا ہے کہ زیاد اور اس کی اولاد جو
اپنی ماں اور نسب معروف کے ساتھ منسوب ہے وہ پھر اپنے باپ عبید اور
اپنی ماں سمیہ سے منسوب کر دیے جائیں تاکہ اس میں رسول اللہ کے فرمان
اور صلحا اور آئمۂ ہادئین کے قول متفق علیہ کا اتباع ہو۔ کتاب اللہ اور سنت
رسول اللہ کی خلاف ورزی میں معاویہ نے اس معاملہ میں جو جرات کی ہے
وہ کسی طرح جائز قرار نہیں دیجا سکتی۔ اور امیر المومنین رسول اللہ سے قرابت
قریبہ رکھتے ہیں ان کے افعال کی اتباع کرتے ہیں ان کی سنت کا احیا
چاہتے ہیں اور بدعات کو مٹانا چاہتے ہیں اس وجہ سے ان کا حق ہے کہ
وہ اس معاملہ میں جائز کارروائی کریں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ فماذا بعد الحق

الا الضلال فانی تصرفون (حق کے علاوہ سب ضلالت ہے تو اب کہاں پلٹ کر جا سکتے ہو)

اس بارے میں امیر المومنین کی رائے اب تم کو معلوم ہو چکی ہے اس لیے تم زیاد اور اس کی اولاد کو ان کے باپ زیاد بن عبید اور اس کی ماں سمیہ کے ساتھ منسوب کرو۔ ان کو مجبور کرو کہ وہ اس فیصلہ کو قبول کریں اور آئندہ اسی پر کاربند ہوں تمہارے ہاں جس قدر مسلمان ہوں ان سب کے سامنے اس کا اعلان کر دو تاکہ ان کو بھی اس کی اصل معلوم ہو جائے۔

ہم نے بصرہ کے قاضی اور صاحب دیوان کو بھی اسی کے مطابق احکام بھیج دیئے ہیں والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس مراسلہ کو معاویہ بن عبید نے لکھا تھا۔ جب یہ حکم محمد بن سلیمان کے پاس پہونچا اس نے اس کے نافذ کر دینے کے احکام جاری کر دیئے مگر پھر کچھ لوگوں نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی۔ اور محمد بن سلیمان نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔ مہدی نے اس مضمون کا فرمان عبد الملک بن ایوب بن ظبیان النمیری کے نام بھی بھیجا تھا چونکہ یہ قیس کا سردار تھا اس نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ان کے قبیلہ کا کوئی شخص ان سے نکل کر دوسروں میں شامل کر دیا جائے۔ اور اسی خیال سے اس نے اس فرمان کو نافذ نہیں کیا۔ اسی سال والی مدینہ عبد اللہ بن صفوان الجمحی نے انتقال کیا اس کی جگہ محمد بن عبد اللہ الکثیری مقرر ہوا۔ یہ تھوڑے ہی روز اپنے منصب پر قائم رہا تھا کہ برطرف کر دیا گیا اور اس کے بجائے زفر بن عاصم الہلالی مقرر ہوا۔ اسی سال مہدی نے عبد اللہ بن محمد بن عمران الطلحی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔ اسی سال عبد السلام الخارجی نے خروج کیا اور وہ قتل کیا گیا بسطام بن عمرو سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کی جگہ روح بن حاتم مقرر ہوا۔ اس سال خود مہدی کی امارت میں حج ہوا۔ اپنے شہر سے روانہ ہونے کے بعد انھوں نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اپنے ماموں یزید بن منصور کو اس کے ساتھ وزیر و مشیر مقرر کر کے چھوڑا۔ اس سال

ان کے ہمراہ ان کا بیٹا ہارون اور بہت سے دوسرے خاندان والے حج کے لئے ساتھ ہوئے۔ اپنے عہدہ کی اہمیت اور رسوخ کی وجہ سے یعقوب بن داؤد بھی مہدی کے ہمراہ ہوا۔ جب یہ مکہ پہنچ گئے تو حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن جس کے لئے یعقوب ہی نے مہدی سے امان لی تھی مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ مہدی نے بہت سا مال و متاع صلہ میں دیا اور حجاز میں اپنے صرفِ خاص کے علاقہ سے جاگیر بھی دی۔

اس سال مہدی نے کعبہ کے غلاف کو اتار کر نیا غلاف چڑھایا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حاجیوں نے شکایت کی کہ اس قدر غلاف کعبہ پر چڑھائے گئے ہیں کہ ان کے بوجھ سے انہدام کا اندیشہ ہے۔ مہدی نے حکم دیا کہ تمام غلاف اتار لئے جائیں چنانچہ تمام غلاف اتار لئے گئے اور کعبہ کھلا رہ گیا اب خلوق (ایک خوشبو) کی دھونی دی گئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب غلاف اتارتے اتارتے ہشام کے چڑھائے ہوئے غلاف کی نوبت آئی تو وہ دیبا کا نکلا جو نہایت مضبوط اور عمدہ بنا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اور تمام غلاف یمن کے ساختہ تھے۔

مہدی نے مکہ اور مدینہ میں بے انتہا روپیہ خیرات کیا۔ حساب دیکھنے سے معلوم ہوا کہ تین کروڑ درہم تو وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے، تین لاکھ دینار مصر سے اور دو لاکھ یمن سے اور ان کو راہ میں وصول ہوئے تھے۔ یہ تمام رقم انھوں نے صرف کر دی ڈیڑھ لاکھ تھان کپڑے کے تقسیم کئے۔ مسجد نبوی کو وسیع کیا۔ مقصورہ کو مسجد نبوی سے نکال دیا۔ ارادہ تھا کہ منبر رسول اللہ کو چھوٹا کر دیں تاکہ وہ پھر اپنی اصلی حالت و جسامت پر ہو جائے۔ اور معاویہ نے جو زیادتی کی تھی وہ نکل جائے۔ مگر امام مالک کے بیان کے مطابق جب انھوں نے اس بارے میں علما و فقہا سے مشورہ لیا تو انھوں نے کہا منبر میں جو معاویہ نے زیادتی کی ہے اس کی کیلیں اس جدید لکڑی سے قدیم منبر کی لکڑی تک سرایت کر گئی ہیں اس لئے اندیشہ یہ ہے کہ چونکہ پہلی لکڑی بہت پرانی ہو چکی ہے مبادا اس اضافہ کو

توڑ نے سے اصلی منبر کو صدمہ پہونچے اور وہی ٹوٹ پڑے۔ اس خیال سے مہدی نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ انھوں نے اپنے قیام مدینہ کے دوران میں پانسو انصاری اپنی ذات کی حفاظت کے لیئے بھرتی کیئے تاکہ یہ عراق میں ان کی محافظت کریں اور بوقت ضرورت فوج خاصہ کا کام دیں ان کی مقررہ عطا کے علاوہ اور مزید اضافہ دیا گیا نیز جب یہ جماعت ان کے ہمراہ بغداد آگئی تو مہدی نے ان کو ایک جاگیر بھی دی جو ان کے نام سے مشہور ہے۔ اسی قیام مدینہ کے زمانہ میں مہدی نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ سے شادی کی۔

اس سال محمد بن سلیمان نے مہدی۔کے لیئے برف بھیجی جو ان کو مکہ میں مل گئی۔ مہدی پہلے خلیفہ ہیں جن کے لیئے برف مکہ بھیجی گئی ہے۔ مہدی نے اپنے خاندان والوں اور دوسرے لوگوں کی وہ جاگیریں جو ضبط کر لی گئی تھیں پھر انھیں واپس دیدیں۔

اس سال اسحٰق بن صباح الکندی کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث تھا۔ شریک قاضی تھے۔ محمد بن سلیمان بصرہ کا نیز اس کے ملحقہ علاقہ، اور اضلاع دجلہ، بحرین، عمان، اہواز اور فارس کا والی تھا یہی اس تمام علاقہ کا افسر احداث تھا عبیداللہ بن الحسن بصرہ کے قاضی تھے۔ معاذ بن مسلم خراسان کا ناظم تھا فضل بن صالح جزیرہ کا والی تھا روح بن حاتم سندھ کا اور یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا اور محمد بن سلیمان ابو حمزہ مصر کا ناظم تھا۔

۱۶۱ سنہ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال حکیم المقنع نے خراسان میں مرو کے ایک قریہ میں خروج کیا۔

یہ تناسخ ارواح کا قائل تھا اور اپنے آپ کو ارواح کا مرکز خیال کرتا تھا۔ ایک خلقت عظیم اس کے ساتھ گمراہ ہو گئی۔ اس کی تحریک نے بڑی طاقت حاصل کرلی اور وہ اپنی جماعت کو لیکر ماوراالنہر کے علاقہ میں ہو رہا۔ مہدی نے اس سے لڑنے کے لئے اپنے کئی سپہ سالار بھیجے ان میں معاذ بن مسلم بھی جو اندنوں خراسان کا ناظم تھا شریک تھا ان کے ہمراہ عقبہ بن مسلم، جبرئیل بن یحیٰی اور لیث خود مہدی کا مولی بھی تھے کچھ عرصہ کے بعد مہدی نے حرف جرشی کو اس کے مقابلہ پر متعین کیا اور دوسرے سپہ سالار اس کے ماتحت کر دیئے اور مقنع محاصرہ کے اندیشہ سے کش کے ایک قلعہ میں سامان خوراک جمع کرنے لگا۔

اس سال نصر بن محمد بن اشعث الخزاعی نے شام میں عبداللہ بن مروان کو گرفتار کرلیا اور اسے مہدی کے پاس لے آیا یہ واقعہ نصر کی ولایت سندھ سے پہلے پیش آچکا تھا مہدی نے عبداللہ کو سرکاری جیل خانہ میں قید کر دیا۔

ابوالخطاب نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن مروان مہدی کے پاس پیش کیا گیا۔ ابوالحکم اس کی کنیت تھی۔ مہدی نے رصافہ میں دربار عام منعقد کیا اور پوچھا کون اسے جانتا ہے۔ عبدالعزیز بن مسلم العقیلی اپنی جگہ سے اٹھ کر عبداللہ کے پاس جا کھڑا ہوا اور اسے ابوالحکم کہکر مخاطب کیا اس نے کہا ہاں میں ابوالحکم ابن امیرالمومنین ہوں۔ عبدالعزیز نے پوچھا میرے بعد تم کیسے رہے؟ اس کے بعد اس نے مہدی کو مخاطب کر کے کہا۔ امیرالمومنین بے شک یہ عبداللہ بن مروان ہے۔ تمام حاضرین دربار اس کی اس جرات پر عش عش کرنے لگے اور مہدی نے بھی اس بات کا قطعی برا نہ مانا۔

جب مہدی نے اسے قید کر دیا تو اب اس کے قتل کے لئے ایک بہانہ بنانا چاہا عمر بن سہلۃ الاشعری نے مہدی کے سامنے استغاثہ دائر کیا کہ عبداللہ نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ مہدی نے اس استغاثہ کو تصفیہ کے لئے قاضی عافیۃ کے پاس بھیجدیا۔ قاضی نے عبداللہ کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ مقتول

کے عوض میں اسے قتل کیا جائے قریب تھا کہ اس حکم کی توثیق ہو جائے اور وہ قتل کر دیا جائے۔ مگر عین وقت پر عبدالعزیز بن مسلم العقیلی قاضی کے اجلاس میں لوگوں کے سروں پر گزرتا ہوا قاضی کے سامنے آیا اور اس نے کہا کہ عمرو بن سہل مدعی ہے کہ اس کے باپ کو عبداللہ بن مروان نے قتل کیا ہے۔ یہ الزام قطعی بے بنیاد اور افترا ہے مدعی جھوٹا ہے بخدا میرے سوا کسی نے اس کے باپ کو قتل نہیں کیا۔ میں نے مروان کے حکم سے اس کو قتل کیا تھا۔ عبداللہ بن مروان قطعاً اس کے خون سے بری ہے۔ اس طرح عبداللہ کے سر سے یہ الزام دور ہوا اور چونکہ عبدالعزیز نے عمرو بن سہل کے باپ کو مروان کے حکم سے قتل کیا تھا اس لئے مہدی نے اس بارے میں اس سے کوئی بازپرس بھی اب نہیں کی۔

اس سال موسم گرما کی جہادی مہم ثمامہ بن الولید کی قیادت میں جہاد کے لئے گئی ثمامہ نے دابق میں پڑاؤ ڈالا۔ تمام سلطنت روما میں ہلچل پڑ گئی اور مقابلہ کی بڑے پیمانہ پر تیاری ہونے لگی مگر ثمامہ کو اس کی خبر نہ ہوئی اس کے طلائع اور مخبروں نے اس تیاری کی آکر اسے اطلاع بھی دی مگر اس نے اس پر اعتنا نہ کی اور رومی علاقہ کی طرف بڑھ گیا۔ میخائیل روم کا شہنشاہ تھا۔ یہ مقابلہ کے لئے نہایت تیز دم سریع السیر رسالہ لیکر بڑھ آیا۔ کچھ مسلمان اس جنگ میں کام آئے۔ چونکہ اس وقت عیسیٰ بن علی مرعش میں چھاؤنی ڈالے پڑا رہا اس کی وجہ سے اس سال اور کوئی موسم گرما کی جہادی مہم مسلمان نہ بھیج سکے۔

مہدی نے حکم دیا کہ مکہ کے راستہ میں قادسیہ سے زبالہ تک جو مکان ابوالعباس نے بنوائے تھے ان سے زیادہ وسیع مکان بنائے جائیں اس نے حکم دیا کہ ابوجعفر کے ساختہ مکان اپنے حال پر چھوڑ دئیے جائیں اور ابوالعباس کے ساختہ مکانوں میں اضافہ کر دیا جائے نیز اس نے ہر چشمہ آب پر عمارت بنانے کا حکم دیا اور علامات میل قائم کئے تالابوں کو پھر کھدوایا نیز جدید کنویں کھدوائے۔ یہ کام یقطین بن موسیٰ کے زیر اہتمام دیا گیا ۱۷۱ھ تک یہ کام اس شخص کے تفویض رہا اس کام کے لئے اس کا بھائی ابوموسیٰ اس کا مددگار اور نائب تھا۔

موسےٰ نے بصرہ کی جامع مسجد میں توسیع کرائی پیش سے قبلہ کے متصل تک اضافہ کیا گیا اور مسجد کے داہنے حصہ میں بھی جو بنی سلیم کے چوک سے متصل ہے اضافہ کیا گیا۔ اس تعمیر کا اہتمام محمد بن سلیمان والی بصرہ کے سپرد تھا۔ مہدی نے حکم دیا تھا کہ تمام جامع مساجد سے مقصورے نکال دیئے جائیں منبر بھی چھوٹے کر کے منبر رسول اللہ کے برابر رکھے جائیں۔ اس کے لئے انھوں نے اپنی تمام سلطنت میں فرامین بھیجدیئے جن کے مطابق عمل درآمد ہوا۔

اس سال مہدی نے یعقوب بن داؤد کو تمام آفاق سلطنت میں امین مقرر کر کے بھیجنے کا حکم دیا اس حکم کی تعمیل کی گئی اور اب طریقۂ کار یہ ہوا کہ مہدی کا کوئی فرمان جو ان کے عاملوں کے نام جاری ہوتا وہ اس وقت تک نافذ نہیں ہوسکتا تھا جب تک کہ یعقوب اپنے خاص امین اور معتمد لوگوں کو اس کے نفاذ کے لئے حکم نہ بھیجدیتا۔

اس سال ابو عبید اللہ مہدی کے وزیر کی منزلت میں فرق پڑ گیا۔ یعقوب نے بصرہ کوفہ اور شام کے متعدد مقننین مہدی کے دربار میں متعین کر لئے اسمٰعیل بن علیۃ الاسدی اور محمد بن میمون العنبری فقہاء بصرہ کے رئیس اور منصرم تھے۔ عبد الاعلیٰ بن موسےٰ الحلبی اہل کوفہ اور اہل شام کے فقہا کا رئیس تھا۔

ابو عبیداللہ کے زوال کے اسباب

مہدی کو رے بھیجتے وقت جس وجہ سے منصور نے ابو عبیداللہ کو ان کے ہمراہ کیا تھا اسے ہم بیان کر چکے ہیں اب اس کے زوال کے متعلق فضل بن الربیع کہتا ہے کہ موالی ہمیشہ مہدی سے ابو عبیداللہ کی شکایت کرتے رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی موقع ان کو ایسا ملے کہ وہ اسے ذلیل کریں، مگر منصور ابو عبیداللہ کے مراسلات کے موافق ہی احکام نافذ کر دیتے تھے اس سے موالی اور چڑ جاتے تھے اور تخلیہ میں مہدی سے ہر وقت اس کی شکایت کرتے اور انھیں اس کے خلاف بھڑکاتے۔

ابو عبیداللہ کے خطوط میرے باپ کے پاس مسلسل موالیوں کی شکایت میں آئے وہ منصور سے اس کی اور اس کے حسن انتظام کی تعریف کر دیتے اور مہدی کو لکھوا دیتے کہ وہ ابو عبیداللہ کے ساتھ مہربانی اور عزت سے پیش آئیں اور اس کے متعلق کسی کی شکایت کو قبول نہ کریں۔ مگر جب عبیداللہ نے موالیوں کے اثر کو مہدی کے مزاج میں روز بہ روز بڑھتا دیکھا اور محسوس کیا کہ وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں اس نے مختلف قبائل کے چار عالم اور ادیب اشخاص کو منتخب کر کے مہدی کی مصاحبت میں شریک کیا اور یہ انتظام کیا کہ اب صرف موالیوں کو کبھی مہدی سے تخلیہ کا موقع نہ مل سکے۔ ان میں سے کسی نے جب مہدی کی کسی بات پر اعتراض کیا تو مہدی نے ابو عبیداللہ سے اس گستاخی کی شکایت کی مگر اس نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ خاموش رہا ان کی مجلس سے اٹھ آیا اور اس شخص کو

دربار میں جانے کی ممانعت کر دی اس واقعہ کی خبر میرے باپ کو بھی ہو گئی۔ جس سال منصور نے انتقال کیا اس سال میرے والد بھی ان کے ساتھ حج کرنے گئے۔ ان کے مرنے کے بعد میرے باپ ہی نے مہدی کے لئے بیعت لینے کا تمام کام سر انجام دیا۔ اور وہی منصور کے گھر، موالی اور فوجی سرداروں کی افسری کرتے رہے جب واپس آئے تو میں مغرب کے بعد قصر میں ان سے ملنے گیا واپس ہوتے ہوئے میں ان کے ساتھ تھا چلتے چلتے وہ اپنے مکان سے بھی آگے نکل گئے مہدی کا قصر بھی چھوڑا ابو عبید اللہ سے ملنے کے لئے چلے مجھ سے کہا چونکہ یہ امیر المومنین کے خاص آدمی ہیں اس لئے اب ہمارے لئے ان کے ساتھ اس طرح پیش آنا مناسب نہیں جس طرح کہ ہم پہلے آتے تھے۔ نیز ان کے نفوذ و اثر کے قیام میں جو مدد ہم نے ان کی کی ہے اس کا محاسبہ بھی اب ہمارے لئے مناسب نہیں یہی باتیں کرتے کرتے ہم اس کے دروازہ پر پہونچے۔ میرے باپ کھڑے رہے اندر آنے کی اجازت ہی نہ ملی یہاں تک کہ میں نے وہیں عشا کی نماز پڑھ لی۔ نہیں اس کے بعد دربان نے نکل کر ان کو اندر بلایا وہ اور ہم دونوں اندر جانے کے لئے بڑھے۔ حاجب نے کہا ابو الفضل میں نے صرف آپ کو اندر آنے کی اجازت دی ہے انھوں نے حاجب سے کہا کہ ابو عبید اللہ سے کہو کہ فضل میرے ساتھ ہے۔ اس کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس طرز عمل میں تبدیل کی توجیہ میں تم سے کر چکا ہوں۔ اتنے میں حاجب نے باہر آکر ہم دونوں کو اندر بلا لیا۔ ہم دونوں اندر گئے ابو عبید اللہ صدر مجلس میں اپنے مصلّے پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ جب میرے والد اس کے سامنے آئینگے تو یہ ضرور ان کی تعظیم کے لئے اٹھیگا مگر وہ نہیں اٹھا پھر میرا خیال ہوا کہ کم از کم سیدھا ہو کر بیٹھے گا مگر اس نے یہ بھی نہیں کیا میں نے سوچا کہ ان کے لئے بھی مصلّےٰ منگوا دے گا مگر اس نے یہ بھی نہیں کیا میرے والد اس کے رو برو فرش ہی پر بیٹھ گئے اور وہ اسی طرح تکیہ لگائے بیٹھا رہا ابو عبید اللہ میرے باپ سے سفر کے حالات پوچھنے لگا۔ میرے باپ کو توقع تھی کہ وہ ان سے مہدی کی خلافت اور بیعت کے لئے جو کام انھوں نے انجام دیا تھا اس کے متعلق سوالات

کریگا۔ مگر اس نے تو پوچھا بھی نہیں خود انھوں نے اس کے ذکر کی ابتدا کی تھی کہ اس نے یہ کہہ کر کہ ہمیں سب اطلاع ہے بات کاٹ دی۔ میرے والد نے اٹھ آنے کا ارادہ کیا اس نے کہا کہ مکان کے تمام دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اس پر بھی تم جانا چاہتے ہو تو تم کو اختیار ہے۔ میرے والد نے کہا کہ میری راہ میں سد باب نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا ہاں۔ مگر سب دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اس سے میرے باپ کو یہ خیال ہوا کہ شاید حالات و واقعات سفر دریافت کرنے کے لئے روکنا چاہتا ہے۔ اس بنا پر انھوں نے کہا اچھا میں ٹھہر جاتا ہوں۔ ابو عبیداللہ نے اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور محمد بن ابی عبیداللہ کی خوابگاہ میں ابوالفضل کے سونے کا انتظام کردو۔ یہ کہہ کر جب میرے باپ نے محسوس کیا کہ یہ تو اس مجلس سے اٹھنا چاہتا ہے۔ وہ خود ہی کھڑے ہو گئے۔ اور کہا بس اب میں جاتا ہوں اور مجھے کوئی نہیں روک سکتا یہ کہہ کر وہ جانے کے لئے پورے ارادے سے کھڑے ہو گئے۔

جب ہم اس مکان سے نکل آئے تو میرے باپ نے مجھ سے کہا اے میرے بیٹے تم احمق ہو میں نے عرض کی مجھ سے کیا حماقت سرزد ہوئی۔ کہنے لگے تم اپنے دل میں کہتے ہو گے کہ آپ کو چاہئے تھا کہ میں اس کے پاس ملنے ہی نہ آتا، اور اگر آیا تھا اور ہم روک دیئے گئے تھے اس وقت تم کو پھر اس کے دروازے پر اتنی دیر توقف کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ میں نے نماز عشاء پڑھی اسی وقت تم کو واپس ہو جانا چاہئے تھا اور اس سے ملنے اندر نہ جانا چاہئے تھا۔ پھر جب اندر چلے گئے اور اس نے کھڑے ہو کر تعظیم نہیں کی اسی وقت پلٹ آنا چاہئے تھا۔ مگر تم نہیں سمجھتے۔ میں نے جو کچھ کیا وہ سب ٹھیک ہے۔ بخدائے لایزال میں اب ابو عبیداللہ سے اس کا بدلہ لے کر چھوڑوں گا چاہے اس میں میری عزت اور دولت سب کچھ خرچ ہی کیوں نہ ہو جائے۔

اس واقعہ کے بعد اب ان کا یہ رویہ ہوا کہ وہ اس کے خلاف کسی موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے اور اس کی خرابی کے درپے تھے۔

اس اثنا میں ان کو وہ قشیری یاد آیا جسے ابو عبید اللہ نے مہدی کے دربار میں جانے کی ممانعت کر دی تھی، میرے والد نے اسے بلایا اور کہا جو سلوک ابو عبید اللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس سے تم خوب واقف ہو اس نے میری بیعزتی کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ میں نے تو اس کی بربادی کے لئے پوری کد و کاوش کی مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی مگر تم البتہ اس کے خلاف کامیاب ہو سکتے ہو۔ اس نے کہا میں یہاں چند باتیں وہ بیان کرتا ہوں کہ اس کے ذریعہ اس پر حملہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ شخص اپنے عہدہ کی قابلیت نہیں رکھتا تو یہ بات کسی کو اس لئے باور نہیں آئیگی کہ وہ اپنے کام میں سب سے زیادہ ہوشیار اور اس سے واقف ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اپنے منصب کی جلالت کی وجہ سے اس کی دیانت مشتبہ ہے تو یہ بات بھی اس لئے کسی کو باور نہیں آئیگی کہ وہ سب سے زیادہ امین اور باعفت ہے۔ اگر مہدی کی بیٹیاں بھی اس کے گھر ہوتیں تو وہ ان کی وجہ سے بھی اپنی دیانت کو مشتبہ نہ ہونے دیتا۔ اگر کہا جائے کہ وہ حکومت کی مخالفت پر مائل ہے تو اس پر بھی کوئی اعتنا نہیں کرے گا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ تھوڑا سا قدریہ عقائد کی طرف رجحان طبع رکھتا ہے۔ مگر یہ بات کوئی ایسی نہیں کہ اس سے اسے نقصان پہونچایا جا سکے۔ البتہ یہ تمام باتیں اس کے بیٹے میں جمع ہیں۔ یہ سن کر ربیع نے اسے گلے سے لگا لیا اس کی پیشانی چومی اور اب اس نے ابو عبید اللہ کے بیٹے کے خلاف مسلسل سازش کرنا شروع کی اور مہدی سے یہ شکایت کرتا رہا کہ یہ ان کے بعض حرم سے ناجائز تعلقات رکھتا ہے۔ بار بار کہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بات مہدی کے دل میں بھی جاگزیں ہو گئی اور وہ محمد بن ابو عبید اللہ سے بدگمان ہو گئے۔ اسے دربار میں طلب کیا جب وہ آگیا تو انھوں نے ابو عبید اللہ کو دربار سے اٹھ جانے کا حکم دیا اور اب محمد سے قرآن پڑھنے کی خواہش کی محمد نے قرأت قرآن کا ارادہ بھی کیا مگر ایک لفظ بھی اس کی زبان سے نہ نکل سکا۔ گویا قرآن اس کے حافظہ سے بھلا دیا گیا۔ مہدی نے ابو عبید اللہ سے بلا کر کہا اے معاویہ تم نے تو

مجھ سے بیان کیا تھا کہ تمھارا بیٹا حافظ قرآن ہے۔ اس نے کہا بے شک امیر المومنین ہیں نے آپ سے یہ بات کہی تھی مگر میں کیا کروں وہ کئی سال سے مجھ سے علیحدہ ہو گیا ہے اس مدت میں اس نے قرآن بھلا دیا، مہدی نے حکم دیا کہ اچھا اب تم ہی اللہ کے تقرب کے لئے اس کی گردن مارو وہ اٹھنے لگا مگر گر پڑا عباس بن محمد نے اس کی سفارش کی کہ امیر المومنین مناسب سمجھیں تو خود اس شیخ کو اس کام سے معاف فرمائیں۔ مہدی نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے بیٹے کو قتل کرا دیا۔ اب مہدی کے دل میں ابو عبید اللہ کی طرف سے سوء ظن پیدا ہو گیا ربیع نے بھی اُن سے کہا کہ آپ نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اب مناسب نہیں کہ وہ آپ کے ساتھ رہے یا آپ اس پر اعتماد کریں ربیع کی اس بات نے مہدی کو زیادہ پریشان کر دیا اس طرح ربیع نے ابو عبید اللہ سے اپنا پورا بدلہ لیکر اپنا جی ٹھنڈا کیا۔

یعقوب بن داؤد نے بیان کیا ہے کہ مہدی نے ایک اشعری کو بہت پٹوایا چونکہ یہ شخص ابو عبید اللہ کے خاندان کا مولیٰ تھا اس وجہ سے اُس نے اُس کی حمایت کے جذبہ سے متاثر ہو کر مہدی سے کہا کہ امیر المومنین اس مار کے مقابلہ میں تو قتل اولے ہے انھوں نے کہا اے یہودی تجھ پر اللہ کی لعنت ہو تو اسی وقت میری چھاؤنی سے نکل جا اس نے کہا اب سوائے دوزخ کے میرا ٹھکانا اور کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا امیر المومنین مناسب ہے کہ آپ اسے جہنم دکھا دیں کیونکہ یہ اسی کی آرزو رکھتا ہے۔ اس پر اس نے مجھ سے کہا۔ ابو عبید اللہ آپ کا بھی کیا کہنا۔

(۴۹۱) اس سال عمر بن العباس نے سمندر میں جہاد کیا۔ روح بن حاتم کی جگہ نصر بن محمد بن الاشعث سندھ کا والی مقرر ہوا اور اس نے سندھ آکر اپنی خدمت کا جائزہ لے لیا۔ مگر پھر یہ معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان سندھ کا والی مقرر ہوا۔ اس نے عبد الملک بن شہاب المسمعی کو اپنے سے پہلے سندھ بھیجدیا۔ مگر نصر نے حکومت اس کے حوالہ کر دینے سے انکار کیا اور مقابلہ کی ٹھانی پھر عبد الملک نے اسے سندھ سے چلے جانے کی اجازت دیدی یہ وہاں سے روانہ ہو کر منصورہ سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ

فروکش ہوگیا ہیں سندھ پر اس کی صوبہ داری کا فرمان اسے موصول ہوا۔ یہ پھر اپنے علاقہ کو پلٹ گیا۔ عبدالملک صرف اٹھارہ دن سندھ میں مقیم رہا۔ نصر نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ اور وہ بصرہ چلا آیا۔

اس سال مہدی نے عافیہ بن یزید الاسدی کو قاضی مقرر کیا۔ یہ اور ابن علاثہ رصافہ ہیں مہدی کی چھاؤنی میں قضا کے فرائض انجام دیتے تھے اور عمر بن حبیب العدوی مدینۂ شرقیہ کے قاضی تھے۔ اس سال فضل بن صالح جزیرہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ عبدالصمد بن علی مقرر کیا گیا عیسیٰ بن لقمان مصر کا عامل مقرر کیا گیا۔ یزید بن منصور سواد کوفہ کا حسان الشروی موصل کا اور بسطام بن عمرو التغلبی آذربیجان کا عامل مقرر کیا گیا اس سال ابوایوب سلیمان المکی دیوان خراج سے برطرف کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ ابوالوزیر عمر بن مطرف مقرر کیا گیا۔

اس سال نصر بن مالک نے مرض فالج میں انتقال کیا۔ یہ بنی ہاشم کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔ مہدی نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ابان بن صدقہ ہارون بن المہدی کی اتالیقی سے موسیٰ بن المہدی کی مصاحبت میں منتقل کیا گیا۔ مہدی نے ابان کو موسیٰ کا وزیر اور میر منشی مقرر کیا اور اس کی جگہ ہارون کے پاس یحییٰ بن الخالد بن برمک مقرر کیا گیا۔ اس سال کے ماہ ذی الحجہ میں مہدی نے ابوحمزہ محمد بن سلیمان کو مصر کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ سلمہ بن رجاء کو مقرر کیا، موسیٰ بن محمد بن عبداللہ الہادی کی امارت میں جو اپنے باپ کا ولی عہد تھا فریضۂ حج ادا ہوا۔

اس سال جعفر بن سلیمان طائف کہ اور یمامہ کا عامل تھا اسحٰق بن الصباح الکندی کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث تھا۔ یزید بن منصور سواد کوفہ کا عامل تھا۔

سنہ ۱۶۲ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال عبدالسلام الخارجی قنسرین میں قتل کیا گیا اس کے قتل کی

تفصیل حسب ذیل ہے۔

عبدالسلام الخارجی کا قتل

اس سال عبدالسلام بن ہاشم الیشکری نے جزیرہ میں خروج کیا۔ ہزارہا آدمی اس کے پیرو ہو گئے اور اس کی طاقت و شوکت بہت بڑھ گئی۔ مہدی کے متعدد سپہ سالاروں سے اس کا مقابلہ ہوا۔ ان میں عیسیٰ بن موسیٰ بھی تھا۔ عبدالسلام نے اسے مع اس کے بہت سے ساتھیوں کے قتل کر دیا اور اس کے ساتھی دوسرے سپہ سالاروں کو شکست دی، مہدی نے اس کے مقابلہ پر متعدد فوجیں روانہ کیں مگر ایک سے زیادہ سپہ سالار عبدالسلام کے مقابلہ میں ناکام رہے۔ اور اسے پسپا ہونا پڑا۔ ان میں شبیب بن واج المرورودی بھی تھا۔ جب شبیب بھی اس کے مقابلہ پر ناکام ہو کر پسپا ہوا تو اب مہدی نے ایک ہزار مشہور شہسواروں کو ان کی رضامندی سے منتخب کر کے اور ہر ایک کو مدد معاش کے طور پر ایک ایک ہزار درہم دیکر شبیب کے پاس بھیجدیا۔ جب یہ لوگ اس کے پاس جا پہونچے وہ اب عبدالسلام کی تلاش میں چلا۔ اس جماعت سے مرعوب ہو کر اس نے راہ فرار اختیار کی قنسرین آیا شبیب نے وہیں اسے جا لیا اور قتل کر دیا۔

اس سال مہدی نے محکمۂ پیمائش اور بندوبست قائم کیا عمر بن بزیع اپنی مولیٰ کو افسر بندوبست مقرر کیا اس نے نعمان بن عثمان کو عراق کا مہتمم بندوبست بنایا۔ (۴۹۳)

مہدی نے تمام جذامیوں اور قیدیوں کے روزینے مقرر کیے۔ ثمامہ بن ولید العبسی کو صائفہ کا سردار مقرر کیا مگر یہ کام اس سال پایۂ تکمیل کو نہ پہونچا۔ اس سال رومیوں نے حدث پر دھاوا کر کے اس کی فصیل توڑ ڈالی حسن بن قحطبہ نے تیس ہزار باقاعدہ سپاہ کے ساتھ موسم گرما میں جہاد کیا۔ رضاکاروں کی جماعت اس تیس ہزار کے علاوہ تھی۔ یہ حمۃ اذرولیہ پہونچا اگرچہ اس نے نہ کوئی

قلعہ فتح کیا اور نہ کسی رومی فوج سے اس کا مقابلہ ہوا مگر اس نے بہت سے مقامات کو آگ لگا دی اور تباہ و برباد کیا، رومی اسے تمنین کہنے لگے، بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ حسن مبروص تھا یہ ضمہ علاج کے لئے گیا تھا۔ پھر تمام مسلمانوں کو لیکر صحیح سالم دارالسلام میں واپس آ گیا۔ اس سال یزید بن اسید السلمی نے براہ درۂ قالیقلا کفار کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اس جہاد میں اسے بہت سا مال غنیمت ملا۔ اس نے تین قلعے سر کئے اور بہت سے قیدی اور لونڈی غلام اس کے ہاتھ آئے۔ اس سال علی بن سلیمان یمن کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی بجائے عبداللہ بن سلیمان مقرر کیا گیا اس سال سلمہ بن رجاء مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ محرم میں عیسےٰ بن لقمان مقرر کیا گیا وہ بھی اس سال کے ماہ جمادی الآخر میں برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ واضح مہدی کا مولیٰ مصر کا والی مقرر ہوا پھر یہ بھی ذیقعدہ میں اس خدمت سے برطرف کر دیا گیا اور یحییٰ العرشی والی مصر مقرر ہوا۔ اس سال محمرہ نے جرجان میں سر اٹھایا۔ ایک شخص عبدالقہار ان کا سرغنہ تھا۔ اس نے جرجان پر غلبہ حاصل کر کے وہاں بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا عمر بن العلاء نے طبرستان سے بڑھ کر اس کے خلاف چڑھائی کی اور عبدالقہار اور اس کے ساتھیوں کو تہ تیغ کر دیا۔

ابراہیم بن جعفر بن منصور کی امارت میں حج ہوا۔ ابراہیم کے امیر حج مقرر ہو جانے کے بعد اسی سال عباس بن محمد نے بھی مہدی سے حج کے لئے اجازت طلب کی مہدی اس پر برہم ہوئے کہ کیوں اس سے پہلے اس نے اپنا ارادۂ حج ظاہر نہیں کیا تاکہ وہ اسی کو امیر حج بناتے۔ عباس نے عرض کیا امیرالمومنین میں نے ارادۃً اجازت لینے میں تاخیر اسی وجہ سے کی کہ میں امارت حج نہیں چاہتا تھا۔

اس سال تمام ممالک کے عمال وہی تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے البتہ جزیرہ کا عامل اس سال عبدالصمد بن علی تھا۔ طبرستان اور رویان سعید بن دعلج کے تحت تھے اور جرجان مہلہل بن صفوان کے تحت تھا۔

۱۶۳ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مقنع ہلاک ہوا۔ واقعہ یہ ہوا کہ سعید الحرشی نے اسے کش میں محصور کر لیا جب شدت محاصرہ کی وجہ سے اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہوا اُس نے خود بھی زہر کھا لیا اور اپنے بیوی بچوں کو بھی زہر دیدیا اس کے اثر سے وہ سب مر گئے۔ مسلمانوں نے اس کے قلعہ میں داخل ہو کر اس کا سر تن سے جدا کر لیا اور اسے مہدی کی بارگاہ میں جو اُس وقت حلب میں فروکش تھے بھیجدیا۔

اس سال مہدی نے صائفہ کے لئے مہاتی فوج تمام باقاعدہ سپاہ سے جبری قانون کے تحت منتخب کی اس میں خراسانی اور دوسری فوجیں سب ہی شریک تھیں۔ مہدی نے اپنے عاصمہ سے نکل کر بردان میں چھاؤنی قائم کی تقریباً دو ماہ وہ اس چھاؤنی میں فوج کی تیاری کے لئے مقیم رہے۔ اُس مہاتی فوج کو انھوں نے تمام اسلحہ سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ ان کو عطا تقسیم کی نیز اپنے ان خاندان والوں کو جو ان کے ہمراہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر آئے تھے صلے دیئے۔

اسی سال عیسیٰ بن علی نے ماہ جمادی الآخر میں بغداد میں انتقال کیا۔ اس کے انتقال کے دوسرے ہی دن مہدی مہاتی فوج کے پاس آنے کے لئے بردان روانہ ہو گئے۔ اپنے بیٹے موسیٰ بن المہدی کو بغداد پر اپنا نائب مقرر کر آئے۔ اس زمانہ میں ابان بن صدقہ ان کا میر منشی تھا۔ عبداللہ بن علاثہ مہر بردار علی بن عیسیٰ محافظ اور عبداللہ بن خازم کوتوال تھا۔

عباس بن محمد کہتا ہے جب اس سال مہدی نے ہارون کو صائفہ پر روانہ کیا تو یہ خود اس کی مشایعت کے لئے کچھ دور تک گئے۔ میں ان کے ہمراہ

تھا جب وہ مسلمہ کے قصر کے برابر آئے تو میں نے عرض کیا کہ جناب والا مسلمہ کا احسان ہماری گردن پر ہے جب محمد بن علی اس کے پاس آئے تھے تو اس نے چار ہزار دینار ان کو دیئے اور کہا کہ اے میرے ابن عم دو ہزار سے اپنا قرضہ ادا کرو اور دو ہزار دوسرے مصارف میں خرچ کرو۔ اور جب یہ رقم خرچ ہو جائے اس وقت اپنی حاجت طلبی میں مجھ سے ہرگز شرم نہ کرنا۔ اس واقعہ کو سنے کے بعد مہدی نے حکم دیا کہ اس مقام پر مسلمہ کی اولاد میں جو موجود ہوں وہ حاضر کئے جائیں۔ جب وہ آئے انھوں نے بیس ہزار دینار اسی وقت ان کو دلائے اور ان کے یومئے بھی مقرر کر دیئے۔ مجھ سے کہا اے ابوالفضل دیکھو ہم نے مسلمہ کے احسان کا بدلہ کر دیا۔ میں نے کہا بے شک یہی نہیں بلکہ امیر المومنین نے اس کے حق سے زیادہ کیا ہے۔

ہیثم بن عدی بیان کرتا ہے کہ مہدی نے ہارون الرشید کو علاقۂ روم پر جہاد کے لئے روانہ کیا اور اپنے حاجب ربیع اور حسن بن قحطبہ کو اس کے ساتھ کیا۔

محمد بن عباس کہتا ہے میں امیر المومنین کے قصر میں اپنے والد کی نشست میں جو ان کے محافظ دستہ کے افسر تھے۔ حسن بن قحطبہ وہاں آیا اس نے مجھے سلام کیا اور میرے باپ کی مسند پر بیٹھ گیا پھر اس نے ان کو مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ وہ کہیں سوار ہو کر گئے ہیں اس نے مجھ سے کہا کہ جب آئیں تو میری آنے کا ذکر کرنا میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ امیر المومنین سے یہ بات کہیں کہ حسن بن قحطبہ کہتا تھا کہ امیر المومنین نے اللہ مجھے ان پر فدا کرے ہارون کو جہاد کے لئے بھیجا ہے اور مجھے اور ربیع کو بھی اس کے ساتھ کر دیا ہے حالانکہ میں ان کا سب سے بڑا اور معتمد علیہ سپہ سالار ہوں اور ربیع ان کا سب سے بڑا اور معتمد علیہ حاجب ہے۔ مجھے یہ بات گوارا نہیں کہ ہم دونوں ان کے پاس سے غیر حاضر ہوں۔ یا وہ مجھے ہارون کے ساتھ کر دیں اور ربیع کو اپنے پاس رہنے دیں یا ربیع کو بھیج دیں اور میں ان کی خدمت میں حاضر رہوں۔ جب میرے باپ آئے تو میں نے حسن کا یہ پیام ان کو سنا دیا۔

انھوں نے اسی وقت مہدی سے جاکر یہ بات کہدی۔ کہنے لگے بخدا اس نے بڑی خوبی سے اس خدمت سے سبکدوشی اختیار کی۔ اس نے حجاج بن حجاج کی طرح انکار نہیں کیا۔ اس سے مراد عامر بن اسمٰعیل تھا حسن نے ابراہیم کے ساتھ جہاد پر جانے سے انکار کیا تھا۔ وہ اس پر سخت ناراض ہوئے تھے اور اس کی جائداد ضبط کرلی تھی۔

ابو بدیل بیان کرتا ہے کہ مہدی نے رشید کو جہاد کے لئے بھیجا۔ موسیٰ بن عیسیٰ بن موسےٰ عبد الملک بن صالح بن علی اور اپنے باپ کے دونوں مولے ربیع اور حسن حاجب کو اس کے ساتھ کیا۔ رشید کے روانہ ہونے کے دو یا تین روز بعد میں مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگے تم کیوں ولیعہد کا ساتھ چھوڑکر رہ گئے اور خاص طور پر تم نے اپنے خاص دوستوں ربیع اور حسن کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ میں نے کہا جناب والا کے حکم کی بنا پر چونکہ آپ نے مجھے مدینۃ السلام میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا اس لئے میں ان کے ساتھ نہیں گیا اب اگر ارشاد ہو تو میں جانے کے لئے آمادہ ہوں۔ کہنے لگے اچھا جاؤ۔ اور ولیعہد اور ربیع وحسن سے جاملو جس بات کی ضرورت ہو بیان کرو۔ میں نے عرض کیا مجھے سفر کے لئے کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے۔ امیر المومنین۔ مجھے رخصت ہونے کی اجازت دیں۔ پوچھا کب جاؤ گے میں نے کہا کل ہی۔ میں ان سے رخصت ہو آیا اور اپنے دوستوں سے جاملا۔ چھاؤنی میں آکر میں نے رشید کو دیکھا کہ وہ خیمے سے باہر بیٹھے گیند کھیل رہے ہیں اور موسےٰ بن عیسیٰ اور عبد الملک بن صالح دونوں اس پر ہنس رہے ہیں۔ میں نے ربیع اور حسن سے جاکر کہا (ہم ہمیشہ ساتھ رہتے تھے) خدا کرے کہ وہ شخص جس نے تم کو بھیجا ہے اور وہ شخص جس کے ساتھ تم کئے گئے ہو تم کو تمھارے خدمات کی جزائے خیر نہ دے۔ انھوں نے کہا خیر ہے۔ کیا بات ہے۔ میں نے کہا موسیٰ بن عیسےٰ اور عبد الملک بن صالح امیر المومنین کے صاحبزادہ کی ہنسی اڑا رہے ہیں۔ کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ تم ان دونوں کی باریابی کا ایک خاص دن مقرر کردو کہ صرف اسی مقررہ دن میں وہ اور دوسرے ہمراہی سرداران فوج اُن سے مل سکیں۔

اور جمعہ کا دن ملاقات کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔ تاکہ دوسرے دنوں میں کوئی ان کی خدمت میں بغیر اجازت باریاب نہ ہو سکے۔ اس سفر میں ایک رات ان دونوں نے مجھے بلایا۔ میں ان کے پاس آیا ایک اور شخص ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا مجھ سے کہا کہ یہ عمرو بن بزید کا غلام ہے۔ ہمیں اس کے پاس خلفا کے عہود حکومت کا نوشتہ ملا ہے میں نے اس تحریر کو کھولکر پڑھا۔ اور مہدی کی مدت حکومت دیکھی تو اس میں دس سال لکھی ہوئی تھی میں نے کہا تم دونوں سے زیادہ بوالعجب روئے زمین پر شاید کوئی اور نہ ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اس غلام کی خبر اور اس تحریر کا مضمون پردہ خفا میں رہے گا اور کسی کو اس کی اطلاع نہ ہوگی انھوں نے کہا ہم ہرگز ایسا خیال نہیں کرتے۔ میں نے کہا تو اب جب کہ امیرالمومنین کی عمر اس قدر گھٹ گئی ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم ہی نے سب سے پہلے خبر مرگ ان کو سنائی۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں سر دپڑ گئے۔ وہ تحریر ان کے ہاتھ سے گر پڑی۔ دونوں نے مجھ سے کہا کہ اب بتاؤ کہ کیا کیا جائے میں نے اس غلام سے کہا کہ تم ابھی عنبسہ (اس سے قائل کی مراد وراق الاعرابی مولیٰ آل ابی بدیل تھا) کو میرے پاس بلا لاؤ وہ اسے بلا لایا۔ میں نے اس سے کہا بعینہٖ اس خط اور کاغذ کے مطابق ایک دوسری تحریر لکھدو اور اس میں بجائے دس کے چالیس لکھو۔ وہ جسبہ دوسری تحریر لکھ لایا۔ جو اصل سے اس قدر مشابہ تھی کہ اگر میں نے اصل میں دس کا عدد نہ دیکھا ہوتا تو مجھے اصل اور نقل کی شناخت ہی نہ ہو سکتی۔

جب مہدی نے اپنے ولیعہد رشید کو رومیوں سے جہاد کے لئے بھیجا تو اس کے ہمراہ خالد بن برمک حسن بن برمک اور سلیمان بن برمک کو بھی بھیجا۔ فوج کا انصرام اخراجات کی نگرانی، سرکاری مراسلات اور خود رشید کے ذاتی کاروبار کا انصرام یہ سب کچھ یحییٰ بن خالد کے متعلق تھا۔ خود مہدی کی جانب سے جہاد میں شریک ہونے کے لئے اس کا حاجب ربیع ہارون کے ساتھ کیا گیا تھا۔ ربیع اور یحییٰ کو خاص اقتدار حاصل تھا۔ ہارون ہر معاملہ میں ان کا مشورہ لیتا اور اسی پر عمل کرتا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو اس مہم میں بہت سی فتوحات حاصل

ہوئیں ان کو بہت مال غنیمت ملا اور ان کی عزت و شوکت میں اضافہ ہوا۔ سمالوکی جنگ میں خالد نے جو خدمات انجام دیں وہ کسی دوسرے سے میسر نہ آسکیں اس جماعت کا جو منجم تھا اب اس کا نام بھی خالد بن برمک کے اقبالمندی کی وجہ سے لوگوں نے برمکی رکھ لیا۔

جب مہدی نے ہارون کو جہاد کے لئے بھیجنے کا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ دعوت عباسیہ کے داعیوں کی اولادیں جو منشی ہوں حاضر کئے جائیں تاکہ ان میں سے وہ کسی شخص کو ہارون کے ساتھ بھیجنے کے لئے انتخاب کریں اس سلسلہ میں خود یحیٰی بیان کرتا ہے کہ دوسرے منشیوں کے ہمراہ میں بھی پیش کیا گیا اور سب تو ان کے سامنے ایک قطار میں کھڑے ہو گئے مگر میں ارادۃً اس جماعت کے عقب میں ہو گیا۔ مجھ سے مہدی نے کہا یحیٰی سامنے آؤ میں سامنے گیا کہا بیٹھ جاؤ۔ میں دو زانو سامنے بیٹھ گیا۔ پھر کہا میں نے اپنی سلطنت کے ارکان داعیان اور حامیوں کی اولادیں سے اپنے بیٹے ہارون کی معیت و مصاحبت فوج کے انتظام و انصرام اور تمام معاملات سرکاری کی نگرانی کے لئے ایک مناسب شخص کے انتخاب کے لئے کافی غور و خوض کرنے کے بعد تم کو اس لئے اختیار کیا ہے کہ تم اس کے اتالیق رہ چکے ہو اور اس کے خاص آدمی ہو میں نے تم کو اس کا میر منشی اور میر بخشی مقرر کیا۔

یحیٰی کہتا ہے اس حکم کو سن کر میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کا ہاتھ چوما۔ زاد راہ کے لئے انھوں نے ایک لاکھ درہم مجھے عطا کئے اور اب میں اس فوج سے جا ملا جو اس مہم پر بھیجی گئی تھی۔ ربیع نے سلیمان بن برمک کو کسی معاملہ پر گفتگو کرنے کے لئے مہدی کی خدمت میں ایک وفد کے ہمراہ بھیجا مہدی نے سلیمان اور دوسرے ارکان وفد کی بہت خاطر مدارات کی یہ اس کام سے فارغ ہو کر پھر اپنی جگہ چلے آئے اس سال جب کہ مہدی اپنے بیٹے ہارون کی مشایعت کے لئے کچھ دور تک گئے تھے انھوں نے جزیرہ کی نظامت سے عبدالصمد بن علی کو برطرف کر کے اس کی جگہ زفر بن عاصم الہلالی کو مقرر کیا۔

عبدالصمد کی برطرفی کے اسباب

بیان کیا گیا ہے کہ اس سفر میں مہدی نے موصل کا راستہ اختیار کیا تھا اس وقت عبدالصمد بن علی جزیرہ کا صوبہ دار تھا جب مہدی موصل سے روانہ ہو کر جزیرہ کے علاقہ میں پہونچے تو عبدالصمد نے نہ ان کا استقبال کیا نہ ان کے فروکش ہونے کے لئے فرودگاہیں درست کرائیں اور نہ پل۔ اس کی اس بے پروائی سے مہدی کے دل میں اس کی طرف سے عداوت جاگزیں ہو گئی اور جب عبدالصمد ان سے ملنے آیا تو وہ سرد مہری سے اس سے ملے اور بے رخی ظاہر کی۔ عبدالصمد نے بہت سے تحائف نذر گزرانے مگر ان کو مہدی نے قبول نہیں کیا اور عبدالصمد کے پاس واپس بھیجدئے۔ اب وہ اس سے نہایت ناراض ہو گئے انھوں نے عبدالصمد کو اپنی فرودگاہوں کی اصلاح اور تیاری کا حکم دیا۔ اس معاملہ میں اس نے بے پروائی برتی اور روپوش ہو گیا۔ اسی طرح اور بھی اس نے ایسی حرکتیں کیں جس سے مہدی کی ناراضی بڑھتی چلی گئی۔ جب یہ حصن مسلمہ پہونچے اسے طلب کیا۔ دونوں میں سخت کلامی ہوئی مہدی نے اسے بہت سخت وسُست کہا عبدالصمد نے بھی بجائے اس کے کہ برداشت کرتا اور خاموش رہتا ان کو ویسے ہی جواب دئے۔ مہدی نے اسے قید کر دیا اور جزیرہ کی نظامت سے برطرف کر دیا۔ جب تک مہدی اس سفر میں رہے اور واپس آئے وہ قید رہا پھر وہ اس سے خوش ہو گئے۔

عباس بن محمد نے مہدی کے لئے فرودگاہوں کا انتظام کیا جب یہ حلب پہونچے تو ان کو وہاں مقنّع کے قتل کی بشارت ملی۔ حلب ہی سے انھوں نے عبدالجبار محتسب کو اس کام پر مقرر کیا کہ اس علاقہ میں جس قدر زندیق ہوں ان کو تلاش کر کے گرفتار کر لائے۔ مہدی دابق میں تھے کہ عبدالجبار نے زندیقوں کو ان کی خدمت میں پیش کیا۔ مہدی نے ایک جماعت کو قتل کر کے سولی دیدی ان کی کچھ کتابیں بھی پیش ہوئیں مہدی نے

چھریوں سے ان کو پارہ پارہ کرادیا۔ یہاں انھوں نے فوج کا معائنہ کیا اور پھر اسے جہاد کے لئے کوچ کرنے کا حکم دیدیا۔ ان کے اعزاء میں سے جو لوگ یہاں آکر ان سے ملے تھے ان کو انھوں نے اپنے بیٹے ہارون کے ساتھ روم سے جہاد کرنے کے لئے بھیجدیا۔ خود بھی اس کی مشایعت میں درّے سے گزر کر جیحان آئے یہاں انھوں نے مہدیہ نام شہر بسایا اور دریائے جیحان پر ہارون کو خیرباد کہا۔ اب ہارون نے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ میں ایک ہاٹ میں پڑاؤ کیا۔ یہاں سمالو نام ایک قلعہ تھا اڑتیس راتیں اسے محصور رکھا۔ اس کے خلاف منجنیقیں لگادیں محصورین کو بھوک پیاس کی شدید تکلیف اٹھانا پڑی اور مسلمانوں نے قلعہ کو مسمار کردیا۔ اور اس طرح اللہ نے یہ قلعہ سر کرادیا۔ مسلمانوں کے بھی بہت سے آدمی اس معرکہ میں مقتول اور مجروح ہوئے چند شرائط کے ساتھ اہل قلعہ نے ہتھیار رکھے وہ شرائط یہ تھے کہ ان کو قتل نہ کیا جائے گا جلاوطن نہ کیا جائے گا، ان کو اپنوں میں ایک دوسرے سے جدا نہ کیا جائیگا، مسلمانوں نے یہ شرطیں مان لیں اور ان کو پورا کیا۔ اس معرکہ میں جو مسلمان شہادت حاصل کرچکے تھے وہ تو کام آئے بقیہ کو ہارون صحیح وسالم دارالسلام واپس لے آیا۔

اس سال اور اسی سفر کے اثنا میں مہدی بیت المقدس بھی گئے۔ وہاں نماز پڑھی۔ عباس بن محمد فضل بن صالح علی بن سلیمان اور ان کا ماموں یزید بن منصور اس سفر میں ان کے ہمراہ تھے۔

اس سال مہدی نے ابراہیم بن صالح کو فلسطین کی ولایت سے برطرف کردیا تھا مگر یزید بن منصور نے اس کی سفارش کی اور وہ پھر اپنی جگہ بحال کردیا گیا۔

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے ہارون کو تمام مغربی ولایات آذربیجان اور آرمنیا کا ناظم مقرر کیا۔ ثابت بن موسیٰ کو اس کا افسر مالگزاری اور یحییٰ بن خالد بن برمک کو اس کا میر منشی مقرر کردیا۔

اس سال زفر بن عاصم جزیرہ کی ولایت سے علیحدہ کردیا گیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن صالح بن علی مقرر ہوا۔ بیت المقدس جاتے ہوئے مہدی کا

گزر اس کے پاس ہوا یہاں مقام سلمینہ میں انھوں نے اس کی جو شان و شوکت اور کروفر دیکھا اس سے وہ بہت متعجب ہوئے اور اس غیر معمولی حالت کو دیکھ کر انھوں نے اسے برطرف کر دیا۔ معاذ بن مسلم کو خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کے بجائے مسیّب بن زہیر مقرر ہوا۔ نیز یحییٰ الحرشی اصبہان کی ولایت سے برطرف کیا گیا اور اس کی جگہ حکم بن سعید مقرر کیا گیا۔ سعید بن دعلج طبرستان اور رویان کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ عمر بن العلاء مقرر ہوا۔ مہلہل بن صفوان جرجان سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ ہشام بن سعید مقرر ہوا۔ علی بن المہدی کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال جعفر بن سلیمان یمامہ، مدینہ، مکہ، اور طائف کا عامل تھا۔ کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث اسحٰق بن الصباح تھا۔ شریک کوفہ کے قاضی تھے، بصرہ اس کے ملحقات ضلع دجلہ، بحرین، عمان، فرص اور اضلاع اہواز اور فارس کا عامل محمد بن سلیمان تھا۔ مسیّب بن زہیر خراسان کا ناظم تھا۔ نصر بن محمد بن الاشعث سندھ کا عامل تھا۔

۱۶۴ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات کا تذکرہ

اس سال عبدالکبیر بن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب نے درہ حدث کی راہ سے روم کے علاقہ میں پیش قدمی کی۔ بطریق میخائیل نوے ہزار سپاہ کے ساتھ جن میں بطریق طازاذ الارمنی بھی تھا مقابلہ کے لئے آیا۔ عبدالکبیر اس جماعت سے مرعوب ہو گیا۔ اس نے مسلمانوں کو لڑنے سے روک دیا۔ اور پلٹ آیا اس کی اس بزدلی کی پاداش میں مہدی اسے قتل کر دینا چاہتے تھے مگر لوگوں نے اس کی سفارش کی اور بجائے قتل کے اسے سرکاری مجلس میں قید کر دیا گیا۔

اس سال مہدی نے محمد بن سلیمان کو اس کی جگہ سے برطرف کر کے صالح بن داؤد کو مقرر کیا اور وہ تمام علاقہ جو محمد کے ماتحت تھا اب انھوں نے داؤد کے تحت دیدیا۔ عاصم بن موسےٰ الخراسانی کاتب کو اس کا افسر مالگزاری مقرر کر کے اس کے ساتھ کیا اور حکم دیا کہ حماد بن موسیٰ محمد کے کاتب اور عبیداللہ بن عمرو اس کے نائب اور دوسرے تمام عمالوں کو گرفتار کر کے ان کے حالات کی باضابطہ تحقیقات کرے۔

اس سال مہدی نے عیساباذ الکبریٰ میں کچی اینٹوں کا ایک قصر تعمیر کرایا۔ نیز انھوں نے بروز چہارشنبہ ماہ ذیقعدہ میں قصر اسلامیہ کی بنیاد پکی اینٹوں سے رکھی اس کام کے کرنے کے بعد وہ حج کی نیت سے کوفہ چلے رصافہ کوفہ میں کئی دن قیام کیا۔ پھر وہاں سے حج کے لئے روانہ ہوئے جب عقبہ پہونچے تو ان کو اور ان کے ساتھیوں کو پانی کی قلت محسوس ہوئی اور یہ اندیشہ ہوا کہ یہاں پانی کافی نہ ہوگا۔ علاوہ بریں مہدی کو بخار بھی آگیا وہ عقبہ سے واپس ہوئے اور پانی کی اس قلت کی وجہ سے یقطین پر جو سفر میں مقامات و منازل کا سربراہ کار تھا سخت برہم ہوے۔ واپسی میں آدمیوں اور جانوروں کو پیاس سے اس قدر تکلیف پہونچی کہ قریب تھا کہ سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ اس سال نصر بن محمد بن الاشعث نے سندھ میں وفات پائی۔

مہدی نے عبیداللہ بن سلیمان کو کسی بات پر ناراض ہو کر یمن کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور جس شخص کو وہاں بھیجا اسے حکم دیا کہ وہ عبیداللہ پر مقدمہ چلائے اس کے مال و متاع کی تحقیقات کر کے اس کی فرد قلمبند کرے۔ جب یہ یمن سے آیا تو اسے ربیع کے پاس قید کر دیا۔ اب اس نے تمام روپیہ جواہر اور عنبر کا جو اس کے ذمہ تھی اقرار کر لیا۔ اور سب ادا کر دیا۔ مہدی نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی جگہ منصور بن یزید بن منصور کو یمن کا والی مقرر کیا۔

اس سال انھوں نے صالح بن ابی جعفر المنصور کو عقبہ سے واپسی میں

مکہ بھیجا تاکہ یہ امارت حج کرے چنانچہ اس سال اسی کی امارت میں حج ہوا۔
جعفر بن سلیمان۔ مدینہ، مکہ، طائف اور یمامہ کا عامل تھا۔ ہاشم بن سعید
بن منصور کوفہ کے پیش امام اور افسر احداث تھے۔ شریک بن عبداللہ قاضی
کوفہ تھے۔ بصرہ، ضلع دجلہ، بحرین، عمان۔ فرص اور اضلاع اہواز اور فارس
کا پیش امام اور افسر احداث صالح بن داؤد بن علی تھا۔ سطیح بن عمر سندھ کا
عامل تھا۔ مسیب بن زہیر خراسان کا ناظم تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا ناظم
تھا۔ یحییٰ الحرشی طبرستان، رویان اور جرجان کا والی تھا۔ و بناوند اور
قومس کا عامل فراشتہ مولی امیر المومنین تھا۔ رے پر خلف بن عبداللہ تھا۔
اور سجستان کا عامل سعید بن دعلج تھا۔

۱۶۵ سنہ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ہارون بن محمد المہدی نے موسم گرما میں جہاد کیا اتوار کے
دن جب کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں گیارہ راتیں باقی تھیں کہ ہارون
کو اس کے باپ نے روم کے علاقہ پہ جہاد کے لئے روانہ کیا۔ اپنے مولی
ربیع کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔ ہارون روم کے علاقہ میں بہت دور تک
گھس گیا اور اُس نے ماجدہ کو فتح کر لیا۔ نقیطا قومس القوامہ کا رسالہ اس کے
مقابلہ پر آیا۔ یزید بن مزید سے اس کا تنہا مقابلہ ہوا۔ اس نے یزید کو گھوڑے
سے نیچے اتار دیا پھر نقیطا گرا یزید نے اسے مار مار کر زخموں سے چکنا چور کر دیا۔
تمام رومی فوج میدان سے اکھڑ گئی یزید نے ان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔
یہاں سے اب وہ دمشق بقسودیہ کی طرف جو سرحدی جنگی چوکیوں اور استحکامات
کا افسر تھا بڑھا۔

(۳۹۵۷)

اس مہم میں ہارون کے ساتھ پچانوے ہزار سات سو ترانوے فوج تھی

اس کے اخراجات کے لئے اس کے ساتھ ایک لاکھ چورانوے ہزار چار سو پچاس دینار سرخ اور دو کروڑ دس لاکھ چودہ ہزار آٹھ سو درہم سفید تھے۔ ہارون روم کے علاقہ میں بڑھتے بڑھتے خلیج قسطنطنیہ پہونچا ان دنوں اگسٹہ الیون کی بیوی روم کی ملکہ تھی کیونکہ اس کا بیٹا ابھی کمسن تھا اس کا باپ اس وقت مرچکا تھا جب کہ یہ لڑکا ابھی گود میں تھا۔ ہارون کے اور اس کے درمیان سلسلۂ نامہ و پیام شروع ہوا۔ طرفین کے سفرا ایک دوسرے کے پاس صلح اور آئندہ کے لئے زر فدیہ پر امن برقرار رکھنے کے لئے ایک سمجھوتہ کرنے کے لئے آئے گئے۔ ہارون نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اس کے ذمے یہ شرط عائد کی کہ جو عہد دوستی اس نے کیا ہے وہ اسے پورا کرے گی نیز ان کی فوج کی سربراہی کے لئے اشیاء مایحتاج کے لئے واپسی سفر میں مناسب مقامات پر ہاٹ اور بازار قایم کراویگی اور رہنما دیگی ان شرطوں کے طے کرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مسلمان ایک سخت و دشوار مقام میں آ گئے تھے اور ان کی سلامتی کا اندیشہ ہو گیا تھا۔ ملکۂ روم نے یہ شرائط مان لیں۔ شرائط صلح یہ تھے۔ کہ ملکہ ہر سال کے ماہ نیساں اول میں ستر ہزار یا نوے ہزار دینار اور اسی قدر ماہ خریدان میں بطور خراج دیا کرے۔ ہارون نے یہ تصفیہ منظور کر لیا ملکہ نے مسلمانوں کے لئے ان کی واپسی میں جابجا بازار قائم کرا دیئے نیز اس نے ہارون کے ہمراہ اپنا ایک خاص سفیر بھی جس قدر ہو سکا سونا، چاندی اور دوسرے تحائف کے ساتھ مہدی کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس صلح کے لئے باقاعدہ معاہدہ لکھا گیا۔ تین سال مدت صلح مقرر ہوئی اور جنگی قیدی حوالے کر دیئے گئے۔ ہارون کو اس جہاد میں بالآخر روم کے جزیہ قبول کرنے تک پانچ ہزار چھ سو تینتالیس قیدی ہاتھ آئے تھے اور چون ہزار رومی مختلف لڑائیوں میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو چکے تھے۔ دو ہزار نوے قیدیوں کو ہارون نے بے بس کر کے قتل کیا تھا۔ بیس ہزار سواری کے جانور مع ان کے تمام سامان ضروری کے ہاتھ آئے۔ ایک لاکھ گائے اور بکریاں مسلمانوں نے اپنے کھانے کے لئے ذبح کی تھیں۔ ہارون کے ساتھ اس جہاد میں

رضا کاروں اور تابعین کے علاوہ ایک لاکھ باقاعدہ معاش یاب سپاہی تھے۔
اس قدر سامان لا تھا کہ ایک گھوڑے کی قیمت ایک درہم ہو گئی تھی ایک خچر
دس درہم سے کم میں دستیاب ہو جاتا تھا۔ زرہ کی قیمت ایک درہم سے بھی
کم تھی اور بیس تلواریں ایک درہم میں مل جاتی تھیں۔ مروان بن ابی حفصہ نے
اسی واقعہ کے متعلق یہ شعر کہے۔

اطفت بقسطنطنیۃ الروم مسنداً — الیھا القناحتی اکتسی الذل سورھا
وما رمتھا حتی اتتک ملوکھا — بجزیتھا والحرب تغلی قدورھا

(ترجمہ) شدید جنگ کے بعد تو نیزے لیکر قسطنطنیہ کے گرد جا پہونچا اور تو نے
اس کی مضبوط فصیل کو منہدم کر دیا اور اس کے فرمانرواؤں کو جزیہ دینا
ہی پڑا۔

اس سال خلف رے کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ
مہدی نے جعفر کے موالی عیسیٰ کو مقرر کیا۔ صالح بن ابی جعفر المنصور کی امارت
میں اس سال حج ہوا۔ اس سال تمام ممالک کے عامل وہی لوگ تھے جو گذشتہ
سال تھے، البتہ بصرہ کا پیش امام اور فسر احداث اس سال روح بن حاتم تھا
اور ضلع دجلہ، بحرین، عمان، کسکر ضلع اہواز اور فارس کا عامل امیر المومنین مہدی
کا مولےٰ معلّیٰ اس سال عامل تھا اور لیث مہدی کا مولیٰ سندھ کا عامل تھا۔

۱۶۶ سنہ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات کا ذکر

اس سال ہارون اپنی فوج کے ساتھ خلیج قسطنطنیہ سے ماہ محرم کے ختم
ہونے میں تیرہ راتیں باقی تھیں کہ واپس آیا۔ نیز رومی سفرا جزیہ لیے کہ حاضر
بارگاہ خلافت ہوئے، بیان کیا گیا ہے کہ وہ چونسٹھ ہزار دینار طلائی رومی،
دو ہزار پانسو دینار طلائی عربی اور تیرہ ہزار رطل نہایت باریک اور نرم اون

اپنے ساتھ لائے تھے۔

اس سال مہدی نے موسےٰ بن المہدی ولیعہد کے بعد اپنے دوسرے بیٹے ہارون کے لئے موسےٰ کے بعد اپنے تمام عمائد سے عہد خلافت لیا۔ اور ہارون کا نام رشید رکھا۔

اس سال مہدی نے عبیداللہ بن الحسن کو بصرہ کی قضا سے برطرف کر کے ان کی جگہ خالد بن طلیق بن عمران بن حصین کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا مگر ان سے کام نہ چل سکا اور اہل بصرہ نے ان سے استعفا لے لیا۔

اس سال جعفر بن سلیمان مکہ، مدینہ اور اس تمام علاقہ کی ولایت سے جو اس کے تفویض تھے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس سال مہدی یعقوب بن داؤد سے ناراض ہو گئے۔

یعقوب بن داؤد سے مہدی کی ناراضی

علی بن محمد النوفلی بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے یہ واقعہ سنا کہ داؤد بن طہمان (یہی ابو یعقوب بن داؤد ہے) اور اس کے بھائی نصر بن سیار کے کاتب تھے۔ داؤد نصر سے پہلے کسی دوسرے والی خراسان کا کاتب بھی رہ چکا تھا یحیٰی بن زید کے ایام میں جو بات یہ نصر سے سنتا اس کی خبر یحیٰی کو کر دیتا اور اس طرح اسے نصر کی گرفت سے بچاتا رہا۔ جب ابو مسلم نے یحیٰی کے خون کے انتقام کے لئے دعوت دیکر خروج کیا اور اس کے قاتلوں کو اور نصر کے ان لوگوں کو جنھوں نے یحیٰی کے قتل میں اعانت کی تھی قتل کر دیا تو اب داؤد بن طہمان اس ساز و باز

کی وجہ سے جو پہلے سے اس سے تھی بے خوف وخطر ابو مسلم کے پاس
چلا آیا۔ ابو مسلم نے اسے امان دی اس کی ذات کے متعلق قطعاً کوئی تعارض
نہیں کیا البتہ اس جائداد کو جو اس نے نصر کے عہد حکومت میں حاصل کی
تھی ضبط کر لیا اس کے علاوہ اس کے دوسرے مکانات اور موروثی
جائداد بحال رکھی، داؤد کے، مرنے کے بعد اس کے بیٹے بڑے
فاضل ادیب اور مورخ نکلے انھوں نے محسوس کیا کہ چونکہ ان کا
باپ نصر کا کاتب رہ چکا ہے اس وجہ سے بنی عباس کے دربار
میں ان کی کوئی وقعت اور منزلت نہ ہوگی اور اسی خیال سے انھوں
نے ہم عہد دربار میں رسوخ حاصل کرنے کا خیال ہی نہیں کیا۔ بلکہ
زیدیہ تحریک کی حمایت کا ارادہ کر کے انھوں نے آل حسینؓ سے
اپنے تعلقات قائم کئے تاکہ اگر حکومت ان کو مل جائے تو یہ لوگ
پھر مزے کریں۔ اس غرض کی تکمیل کے لئے بارہا یعقوب نے تمام
ممالک کا دورہ کیا اور بعض اوقات ابراہیم بن عبداللہ کے ساتھ
بھی اس نے محمد بن عبداللہ کی بیعت لینے کے لئے مختلف ممالک
کے سفر کئے، محمد اور ابراہیم کے خروج پر علی بن داؤد نے جو یعقوب
سے عمر میں بڑا تھا ابراہیم کی حمایت میں خطوط لکھے خود یعقوب نے
اپنے چند بھائیوں کے ساتھ ابراہیم کی حمایت میں خروج کیا،
محمد اور ابراہیم کے قتل کے بعد یہ منصور کی گرفت سے بچنے کے لئے
روپوش ہو گئے مگر منصور نے ان کا کھوج نکالا اور یعقوب اور علی
دونوں گرفتار ہو گئے۔ منصور نے ان کو سرکاری جیل میں اپنی مدت العمر
قید رکھا۔ ان کے انتقال کے بعد مہدی نے اپنے جلوس کی
خوشی میں جہاں اور قیدی رہا کئے وہاں ان دونوں کو بھی رہا کر دیا۔
ان کے ہمراہ جیل میں اسحٰق بن الفضل بن عبدالرحمٰن بھی قید تھا یہ
ہر وقت اس کے اور اس کے ان دوسرے بھائیوں کے
ساتھ رہتے جو اسحٰق کے ساتھ قید تھے اس طرح ان میں نہایت

گہری اور راسخ محبت پیدا ہو گئی۔ اسحٰق بن الفضل بن عبدالرحمٰن کا یہ خیال تھا کہ خلافت تمام بنی ہاشم میں سب سے زیادہ صالح شخص کے لئے جائز ہے، نیز وہ کہا کرتا تھا کہ رسول اللہ صلعم کے بعد خلافت صرف بنی ہاشم کو زیبا تھی اور آج بھی وہی اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں اور اس بات کو وہ بار بار کہتا تھا کہ بنی عبدالمطلب میں جو عمر میں سب سے بڑا ہو وہی خلیفہ ہو۔ یہ اور یعقوب اسی خیال کی اشاعت کرتے تھے۔

جب مہدی نے یعقوب کو رہا کر دیا تو اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد مہدی کو عیسٰی بن زید اور حسن بن ابراہیم بن عبداللہ کی جوان کی قید سے بھاگ گیا تھا گرفتاری کی فکر دامنگیر ہوئی۔ انھوں نے ایک دن کہا کیا اچھا ہو کہ مجھے زیدیہ جماعت کا کوئی ایسا شخص مل جائے جو آل حسن اور عیسٰی بن زید کو اچھی طرح جانتا ہو اور اسی کے ساتھ وہ فقیہ بھی ہو تاکہ میں اسے فقیہ ہونے کی وجہ سے اپنی مصاحبت میں رکھ لوں اور اس طرح وہ میرے اور آل حسن اور عیسٰی بن زید کے درمیان ذریعۂ معلومات بن سکے۔ اس کام کے لیے یعقوب بن داؤد کا نام پیش کیا گیا۔ یعقوب مہدی کی خدمت میں پیش کیا گیا اس وقت مہدی پوستین اور چمڑے کے ہوئے موزے پہنے تھے۔ سفید ململ کا عمامہ زیب سر اور ایک موٹی سفید کسا زیب بر تھی۔ مہدی نے اس سے گفتگو کی اور ٹٹولا تو اسے کامل پایا۔ عیسٰی بن زید کو دریافت کیا۔ یہاں بعض ارباب سیر یہ بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے مہدی سے اُن کے اور عیسٰی بن زید کے درمیان واسطہ بننے کا اقرار کر لیا مگر خود یعقوب اس الزام سے بالکل منکر ہے مگر باوجود اس کے لوگوں کا یہی گمان ہے کہ مہدی کے پاس اس کے تقرب اور رسوخ کا ذریعہ آل علی کی چغلی رہی تھی غرض کہ اب اس کی منزلت اور رسوخ

روز بروز بڑھتا گیا یہاں تک کہ مہدی نے اسے اپنا وزیر مقرر کر کے تمام امور خلافت اس کے حوالے کر دیئے اس نے اپنے زیدیہ فرقہ کے لوگوں کو دور دور سے بلا کر اطراف واکناف خلافت میں اہم اور مفید عہدے دیئے۔ دنیا اس کے ہاتھ میں تھی اسی لئے بشار بن برد نے یہ شعر کہے۔

بنی امیۃ ھبوا طال نومکم ان الخلیفۃ یعقوب ابن داود

ضاعت خلافتکم یا قوم فاطلبوا خلیفۃ اللہ بین الدف والعود

(ترجمہ) اے بنی امیہ تم بہت سو چکے اب تو جاگو اس وقت خلیفہ یعقوب بن داود ہے۔ اے میری قوم والو اپنی ضائع شدہ خلافت کو حاصل کر لو کیونکہ آج خلیفہ وقت محفل رقص وسماع میں مشغول ہے۔

یعقوب کے اس غیر معمولی اثر واقتدار کی وجہ سے مہدی کے تمام موالی اس کے دشمن بن گئے اور اب انھوں نے اس کی شکایتیں شروع کیں۔ یعقوب کے اثر کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ باوجود سخت دشمنی کے اس نے حسن بن ابراہیم بن عبداللہ کے لئے مہدی سے معافی لے لی اور بیچ میں پڑ کر کہ میں دونوں کی ملاقات بھی کرا دی اس واقعہ سے آل حسن بن علی اس کی طرف سے بدظن ہو گئے اور اب یعقوب نے محسوس کیا کہ اگر حکومت آل حسن کو مل گئی تو یہ اس میں زندہ بھی نہ رہ سکے گا دوسری طرف اس کی مسلسل شکایتوں کی وجہ سے اس نے یہ بھی دیکھا کہ مہدی اس سے اتنے ناراض ہیں کہ نظر اٹھا کر بھی اسے نہیں دیکھتے وہ اسحٰق بن الفضل کی طرف مائل ہو گیا اور انتظار کرنے لگا کہ کسی طرح اسحٰق کے دن پھریں۔ اب اسحٰق کے خلاف بھی مسلسل شکایتیں مہدی کو موصول ہونے لگیں۔ یہاں تک کہا گیا کہ تمام مشرق اور مغرب یعقوب اور اس کے آدمیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے سب سے مراسلت

کر کے معاملہ طے کر لیا ہے اگر وہ چاہے تو وہ سب کے سب ایک دن اور ایک وقت میں اس کی تحریر پر اٹھ کھڑے ہوں اور حکومت کو اسحٰق بن الفضل کے لئے اپنے قبضہ میں لے لیں۔ اس خبر سے مہدی کا دل یعقوب کی طرف سے پھر گیا۔

علی بن محمد النوفلی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے مہدی کے ایک خادم نے یہ واقعہ بیان کیا کہ وہ ایک دن مہدی کے سرہانے کھڑا ہوا مکھیاں اڑا رہا تھا اتنے میں یعقوب ان کی خدمت میں حاضر ہوا دو زانو بیٹھ گیا اور عرض پرداز ہوا کہ جناب والا کو مصر کے اضطراب کا علم ہے آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ کسی ایسے شخص کی نشاندہی کروں جو وہاں کا انتظام درست کر دے۔ عرصہ کے غور کے بعد مجھے ایسا شخص نظر آیا ہے جو اس کام کا اہل ہے۔ مہدی نے پوچھا وہ کون ہے اس نے کہا آپ کا قریبی عزیز اور بھائی اسحٰق بن الفضل۔

اس نام کے سنتے ہی یعقوب نے دیکھا کہ مہدی کا منہ بگڑ گیا ہے یعقوب چپکے سے اٹھ کر چلا گیا مہدی برابر دور تک اسے دیکھتے رہے پھر کہنے لگے اللہ مجھے ہلاک کرے اگر میں اس کا کام تمام نہ کر دوں۔ پھر میری طرف دیکھکر کہا خبردار اس بات کو کسی سے بیان نہ کرنا

تمام شاگرد پیشہ اور موالی برابر مہدی کو اس کے خلاف ابھارتے اور شکایتیں کر کر کے ناراض کرتے رہے۔ آخر کار انھوں نے یعقوب کی برطرفی اور محرومی کا ارادہ ہی کر لیا۔

موسیٰ بن ابراہیم المجمودی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مہدی نے بیان کیا کہ خواب میں مجھے یعقوب کی صورت نظر آئی اور اس کے ساتھ یہ سفارش بھی کی گئی کہ میں اسے اپنا وزیر بنالوں۔ جب مہدی نے اسے حالت بیداری میں دیکھا تو کہنے لگے کہ یہی شکل میں نے خواب میں دیکھی تھی، انھوں نے اسے اپنا وزیر مقرر کر لیا اور یعقوب کا

رسوخ و اقتدار مہدی کی جناب میں بے حد بڑھ گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مہدی نے عیسا باذآباد کیا ان کے ایک منھ لگے خدمتگار نے ان سے کہا کہ احمد بن علی نے مجھ سے یہ بات کہی کہ امیر المومنین نے مسلمانوں کے بیت المال سے پانچ کرور کے صرف میں اپنے لئے ایک سیر گاہ بنائی ہے۔ اس خدمتگار کی یہ بات تو مہدی کو یاد رہی مگر وہ احمد بن اسمٰعیل کا نام بھول گئے اور بعد میں ان کو یہ گمان رہا کہ یعقوب بن داؤد نے یہ رائے ظاہر کی تھی ایک مرتبہ یعقوب سامنے بیٹھا تھا انھوں نے اسے گود میں اٹھا کر زمین پر دے مارا یعقوب نے کہا امیر المومنین ایسا کیا قصور مجھ سے سرزد ہوا؟ مہدی نے کہا کیا تو نے یہ بات نہیں کہی کہ میں نے اپنی ایک سیر گاہ پر پانچ کرور درہم خرچ کر ڈالے۔ اس نے عرض کیا یہ بات میرے دونوں کانوں نے بھی مجھ سے نہیں سنی اور نہ کرام الکاتبین نے اسے لکھا۔ ان کے آپس کے تعلقات کی خرابی کا یہ پہلا سبب تھا۔

عورتوں اور جماع کے متعلق مہدی نہایت بیباکی سے فحش اور بیہودہ باتیں یعقوب سے کرتے تھے اور اس بناء پر خود یعقوب بھی عورتوں کے متعلق من گھڑت قصے اُن سے آزادی سے بیان کرتا تھا۔ رات کے وقت اس کے مخالفین خلوت میں ان سے اس کی برائیاں کرتے اور یہ اثر لے کر اٹھتے کہ صبح ہوتے ہی یہ یعقوب کا کام ختم کر دینگے۔ اس گفتگو کی اطلاع یعقوب کو بھی ہو جاتی وہ صبح ہی سلام کے لئے حاضر ہوتا اسے دیکھتے ہی مہدی مسکرا دیتے اور خیریت دریافت کرتے وہ کہتا جی ہاں سب خیریت ہے۔ کہتے میری عمر کی قسم ذرا بیٹھ جاؤ کچھ باتیں کرو وہ کہتا آج شب میں نے اپنی جاریہ کے ساتھ بسر کی، اور اس سے میری یہ گفتگو ہوئی اس گفتگو کے لئے وہ ایک نیا قصہ بنا کر سناتا اس کے جواب میں مہدی بھی ویسی ہی کوئی بات بیان کر دیتے اور اس کے بعد دونوں باہم خوش ہو کر علٰحدہ ہو جاتے۔

اس کی اطلاع جب یعقوب کے دراندازوں کو ہوتی تو وہ بڑے متعجب ہوتے کہ مہدی کو یہ کیا ہوگیا ہے۔

ایک مرتبہ کسی کام کے متعلق جسے مہدی کرنا چاہتے تھے یعقوب نے ان سے کہا تھا کہ یہ اسراف ہے۔ مہدی نے کہا گیا کہتے ہو یعقوب اسراف ہی اشراف کو زیبا ہے۔ اگر اسراف نہ ہوتا تو سخی اور بخیل میں امتیاز ہی نہ ہو سکتا۔

خود یعقوب بن داؤد کہتا ہے کہ ایک دن مہدی نے مجھے بلا بھیجا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ایک ایوان میں بیٹھے تھے جس میں تمام گلابی فرش خانہ باغ کے سرو کے درختوں تک بچھا ہوا تھا اس باغ میں اور بھی درخت تھے جن کے سرے ایوان کے صحن کے ساتھ ساتھ مناسب ترتیب میں ایستادہ تھے۔ یہ درخت شفتالو اور سیب کے گلابی رنگ کے پھول اور کلیوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ فرش ایوان کے جواب میں ان سب کا رنگ بھی گلابی تھا اس قدر خوشنما ایوان میری نظر سے نہیں گزرا تھا اسی کے ساتھ ان کے پاس ایک عدیم المثال حسین جاریہ بیٹھی تھی جو اپنے حسن قد و قامت و ساخت کے تناسب میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھی اس نے بھی گلابی کپڑے پہن رکھے تھے۔ ان تمام مناسب باتوں نے مجلس کی زیبائش میں انتہائی حسن و لطف پیدا کر دیا تھا جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی امیر المومنین نے مجھ سے پوچھا ہماری اس مجلس کو تم نے کیسا پایا۔ میں نے عرض کیا نہایت ہی خوب اللہ امیر المومنین کو یہ مبارک کرے کہنے لگے یہ سب کچھ میں تم کو دیتا ہوں اسے لے جاؤ اور یہ جاریہ بھی اسی کے ساتھ تم کو دیجاتی ہے تاکہ تم پوری طرح مسرور ہو سکو اس پر میں نے مناسب الفاظ میں ان کو دعا دی اس کے بعد مجھ سے کہا کہ مجھے تم سے ایک کام ہے یہ سنتے ہی میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین مجھ سے

ناراض ہیں میں امیر المومنین کے غضب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں
کہنے لگے نہیں یہ بات نہیں ہے۔ مجھے ایک ضرورت پیش آگئی ہے
میں چاہتا ہوں تم اسے پورا کرو اور جو تم نے خیال کیا ہے وہ بات
نہیں ہے مجھے درحقیقت ایک ضرورت پیش آگئی ہے میں چاہتا
ہوں کہ تم اس کے پورا کرنے کا اقرار واثق کر لو اور اسے پورا ابھی کردو
میں نے عرض کیا آپ جو حکم دیں گے میں اس کی بجا آوری کروں گا۔
کہنے لگے بخدا اس وعدہ پر قائم رہو گے میں نے کہا بخدا میں اس کی بجاآوری
کروں گا میں نے یہ اقرار تین مرتبہ کیا پھر کہا اچھا میرے سر کی قسم کھا کر
وعدہ کرو میں نے کہا آپ کے سر کی قسم۔ کہا نہیں میرے سر پر ہاتھ رکھکر
پھر اس کی قسم کھاؤ میں نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور قسمیہ وعدہ کیا کہ
آپ جو حکم دینگے میں اس کی بجا آوری کرونگا اور آپ کی حاجت برآری
کروں گا، جب انھوں نے مجھ سے عہد واثق لے لیا تو اب کہا کہ فلاں بن
فلاں علوی کے متعلق میں چاہتا ہوں کہ تم اس کا کام تمام کر کے مجھے
اس کی جانب سے مطمئن کردو اور اس کام کو جلد ہی کر دیا جائے میں نے
کہا بہتر ہے۔ اب انھوں نے مجھ سے کہا کہ یہ لیجاؤ میں اس جاریہ اور اس
کے ساتھ اس ایوان میں جسقدر ساز و سامان اور فرش وغیرہ تھا سب
اپنے گھر لے آیا اس کے علاوہ ایک لاکھ درہم انھوں نے اور دیئے
میں ان سب کو لے کر اپنے گھر آگیا چونکہ اس جاریہ کے ساتھ مجھے
انتہائی لطف پیدا ہو گیا تھا اس لئے میں نے اسے ایسی جگہ فروکش کیا
کہ میرے اور اس کے درمیان صرف ایک پردہ ہی حاجب تھا میں نے
اس علوی کو بلا بھیجا اور اپنے اوپر پورا اعتماد دلا کر اس کا حال پوچھا اس
نے چند جملوں میں اپنا حال بیان کر دیا اس سے گفتگو کرنے سے معلوم ہوا
کہ وہ نہایت ہی دور اندیش فریس اور خوش بیان شخص ہے اثنائے گفتگو
میں اس نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا یعقوب تم کو کیا ہوا ہے کیا تم میرے
خون کا بار لیے ہوئے اللہ کے سامنے جاؤ گے یاد رکھو کہ میں، فاطمہ

بنت محمدؐ کی اولاد میں ہوں۔ میں نے کہا آپ بالکل متردد نہوں بھلا آپ کے لیے میں سوائے بھلائی کے کچھ اور بھی کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا اچھا اگر تم میرے ساتھ نیکی کرو گے تو میں تمہارا شکر گزار رہو نگا دعا دوں گا اور تمہارے لئے دعاء مغفرت کروں گا۔ میں نے کہا اچھا تو آپ کونسا طریقہ آپ اپنے لیے بہتر سمجھتے ہیں اس نے بتایا کہ یہ راستہ بہتر ہے میں نے پوچھا یہاں ایسے کون آپ کے خاص دوست ہیں جن پر آپ کو پورا بھروسہ ہو اس نے ان کے نام بتائے میں نے کہا آپ ان کو بلالیں۔ یہ روپیہ لیجئے اور ان کے ساتھ اللہ کی حفاظت و نگرانی میں روانہ ہو جائیے۔ مناسب یہ ہے کہ اسی میرے مکان میں ان کو بلا ہیے اور یہیں سے آپ آج ہی رات ان کے ہمراہ فلاں مقام کو روانہ ہو جائیں۔ اس جاریہ نے میری یہ تمام گفتگو سن لی تھی اس نے اپنے ایک خادم کے ذریعہ اس کی اطلاع مہدی کو کردی اور کہلا بھیجا کہ یہ اس شخص نے آپ کو جزا دی ہے جس کو آپ نے اپنے پر ترجیح دی اور سارا قصہ پہونچا دیا۔ مہدی نے اسی وقت اپنے آدمی بھیجکر تمام راستے اور ناکے بند کرا دیئے اور ان تمام مقامات کی جن کا ذکر میں نے اور علوی نے اپنی گفتگو میں کیا تھا اپنے پیادوں سے تفتیش شروع کرا دی۔ تھوڑی دیر میں سپاہی خود اس علوی اس کے دونوں ہمراہیوں اور اس روپیہ کو اسی صورت میں جس کی اس جاریہ نے نشاندہی کی تھی گرفتار کر کے مہدی کی خدمت میں لے آئے۔

دوسرے دن سویرے مہدی کا ہرکارہ مجھے بلا لے آیا میں علوی کے معاملہ سے بالکل خالی الذہن تھا۔ اب میں مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ وہ کرسی پر متمکن تھے اور ہاتھ میں بیر کی چھڑی تھی مجھ سے کہا یعقوب اس شخص کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے امیر المومنین کو راحت دے دی ہے۔ پوچھا مر گیا میں نے کہا جی ہاں کہا واقعی میں نے کہا بخدا وہ مر گیا کہا اچھا اٹھو اور میرے

سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر میرے سر کی قسم کھاؤ۔ میں نے ان کے سر کی قسم کھائی اب انھوں نے غلام کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو سامنے حاضر کرو جو اس کوٹھری میں ہیں اس نے دروازہ کھولا تو وہاں علوی مع اپنے دونوں ہمراہیوں اور اس روپیہ کے جو میں نے دیا تھا موجود تھا۔ اسے دیکھ کر میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور زبان گنگ ہو گئی۔ مہدی نے کہا اب اگر میں چاہوں تو میں تجھے قتل کر سکتا ہوں مگر میں قتل تو نہیں کرتا البتہ اسے لیجا کر سرکاری جیل میں قید کر دو اور کبھی اس کا تذکرہ میرے سامنے نہ آنے دو میں سرکاری جیل میں قید کر دیا گیا اور اس میں بھی ایک کنویں میں مجھے اتار دیا گیا ایک زمانۂ طویل میں نے اس زندان بلا میں گزار دیا۔ مجھے دنوں کا شمار بھی یاد نہ رہا تھا بصارت چلی گئی۔ بال اتنے بڑھ گئے تھے کہ جانوروں کی صورت ہو گئی تھی میں اس مصیبت میں دن بسر کر رہا تھا کہ یکایک مجھے بلا کر باہر نکالا گیا اور لوگ مجھے کہیں لے چلے مجھے علم نہ تھا کہ کہاں لے جا رہے ہیں۔ ایک جگہ پہونچ کر لوگوں نے مجھ سے کہا کہ امیر المومنین کو سلام کر میں نے سلام کیا۔ پوچھا کس امیر المومنین کو سلام کرتے ہو تیں نے کہا مہدی کو انھوں نے کہا مہدی پر اللہ نے اپنا رحم کیا میں نے کہا ہادی کو کہا گیا اللہ نے ان پر بھی اپنا رحم کیا۔ میں نے کہا رشید کو انھوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ میں نے عرض کیا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین کو میرا سارا حال معلوم ہے انھوں نے کہا ہمیں سب معلوم ہے اور اس کا احساس بھی ہے تم کیا چاہتے ہو میں نے عرض کیا آپ مجھے مکہ میں اقامت کی اجازت مرحمت فرمائیں کہا بہتر ہے اس کے علاوہ اور کوئی حاجت ہو تو بیان کرو میں نے کہا اب کوئی لذت باقی ہے نہ تمنا کہا تو مناسب ہے مکہ چلے جاؤ اسی کے بعد میں نے مکہ کی راہ لی یعقوب کا بیٹا بیان کرتا ہے کہ یہ مکہ آ گئے مگر کچھ ہی روز کے بعد وہیں انھوں نے انتقال کیا۔

یعقوب بن داؤد سے روایت ہے کہ مہدی نبیذ نہیں پیتے تھے اور اس احتراز کی وجہ ان کے خیال میں اس کی

حرمت نہ تھی بلکہ وہ ان کو مرغوب نہ تھی البتہ ان کے احباب میں سے عمر بن بزیغ معلی ان کا مولی مفضل اور تمام دوسرے خدام ان کے سامنے پیتے تھے میں ان کے دوستوں کی اس شراب اور سماع کی مجلسوں میں اس قدر انہماک پر پند کرتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ نے مجھے اس لیئے وزیر نہیں بنایا ہے کہ میں اس قسم کی صحبتوں میں آپ کی شرکت کروں ایک طرف تو آپ پنج وقتہ نماز جامع مسجد میں ادا کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ کے سامنے آپ کے مصاحب نبیذ پیتے ہیں اور آپ بھی راگ گانے کی مجلس میں ان کے ساتھ شریک صحبت ہوتے ہیں میری اس نصیحت کا محض وہ یہ جواب دیتے اچھا عبداللہ میں نے تمہاری بات سن لی۔ میں نے ایک دن کہا کہ جناب والا اس سے آپ کے حسنات میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ جو شخص روزانہ اس نصیحت کو سنتا ہے اس کے دو ہی نتیجے ہیں کہ یا تو اللہ سے اس کی قربت میں اضافہ ہوتا ہے یا اس سے بعد بڑھتا جاتا ہے۔

یعقوب کا بیٹا راوی ہے کہ میرے باپ مہدی کو برابر نبیذ پلانے اور گانا سننے سے روکتے رہے یہاں تک کہ اب مہدی کو ان کی نصیحت ناگوار گزرنے لگی اور وہ اس سے تنگ آ گئے دوسری طرف خود یعقوب اپنی بات کے بگڑ جانے سے برداشتہ خاطر تھے انھوں نے اللہ سے اپنا معاملہ رجوع کیا اور اس بات کا تہیا کر لیا کہ وہ اپنی خدمت سے سبک دوش ہو جائینگے۔

یعقوب کہتا ہے کہ اس خیال سے میں نے ایک دن مہدی سے آ کر کہا کہ امیر المومنین بخدا جس منصب جلیلہ پر میں ہوں اس سے شراب پینا بہتر ہے کہ ایک نہ ایک دن میں شراب سے اللہ کی جناب میں توبہ تو کر لوں گا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اس عہدے سے سبک دوش فرما دیں اور اگر میری کوئی خطا سر انجام امور میں پیش نظر ہو تو اسے معاف کر دیں اور جسے چاہیں میری جگہ مقرر کر لیں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میرے اور میری اولاد کے دوستانہ مراسم آپ سے ہمیشہ قایم رہیں۔ آپ نے تمام اہمات امور میرے سپرد کر دیئے ہیں فوجوں کی معاش کی سربراہی میرے متعلق ہے یہ اس قدر بار عظیم ہے کہ مجھے نیند نہیں آتی

اور میں آپ کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت فروخت کرنا نہیں چاہتا کہ یہ سب ذمہ داریاں اپنے سروں میری اس گزارش پر وہ کہنے لگے اے بار الہٰ تو اسے معاف کر دے اور اس کے قلب کی اصلاح کر دے اس پر ان کے شاعر نے یہ شعر کہا۔ فدع عنك يعقوب بن داؤد جانبًا، واقبل على صهباطيبة النشر
ترجمہ۔ تو داؤد کی طرف سے منہ پھیر لے اور شراب لے جس کی مہک دور تک ہے۔

ابن سلام سے روایت ہے کہ اپنے مقام ضعف کے قیام کے وقت مہدی نے یعقوب بن داؤد کے بیٹے کو ایک جاریہ عطا کی چند روز کے بعد مہدی نے اس کو دریافت کیا اس نے عرض کیا کہ امیر المومنین اس ایسی میری نظر سے نہیں گذری کوئی دوسری عورت میرے تصرف میں ایسی نہیں آئی کہ جس سے مجھے ایسی لذت حاصل ہوئی ہو یا اس نے اس قدر اپنی تکلیف کا اظہار کیا ہو اور میرا کہا مانا ہو۔ اس جملہ کو سن کر مہدی نے یعقوب کی طرف دیکھا اور کہا کہو اس جملہ کا اشارہ کس طرف ہے میری طرف یا تمہاری طرف یعقوب نے کہا احمق کو ہر بات سے بچایا جاتا ہے مگر اس کے نفس سے نہیں بچایا جا سکتا۔

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ یعقوب روزانہ شب میں مہدی سے خلوت میں ملاقات کرتا تھا اور وہ پھر دونوں رات گئے تک باتیں کرتے رہتے۔ اسی طرح وہ ایک رات اس کا جلیس تھا باتوں میں بہت رات گذر گئی اس وقت وہ ان کے پاس سے رخصت ہو کر باہر آیا وہ ہاشمی رنگی ہوئی طیلسان پہنے تھا یہ تھوڑا گنجا تھا طیلسان میں اس قدر کلف تھا کہ اس میں سے رف رف کی آواز آتی تھی اس کا غلام اس کے شہبا گھوڑے کی لگام پکڑے تھا نیند کی وجہ سے غافل تھا۔ یعقوب اپنے لبادہ کو برابر کرنے لگا اس میں کلف کی آواز ہوئی۔ گھوڑا بھڑک گیا۔ یہ غفلت میں اپنے لبادہ کو برابر کرتا ہوا گھوڑے کے قریب جا پہونچا اور سوار ہونے کے لئے اسے پیچھے ہٹانے لگا گھوڑے نے یعقوب کی پنڈلی پر ایک ایسی لات ماری کہ وہ ٹوٹ گئی یعقوب

لے زور سے ایک ایسی چیخ ماری کہ اسے مہدی نے بھی سنا وہ ننگے پاؤں اپنی خواب گاہ سے برآمد ہوئے اور اس کی چوٹ کو دیکھ کر اس قدر بےچین ہو گئے کہ خود بھی جزع فزع کرنے لگے پھر کرسی پر بٹھا کر اسے اُس کے گھر بھجوایا۔ صبح ہوتے ہی اس کی عیادت کو گئے اس واقعہ کی اطلاع عام ہوئی تمام لوگ یعقوب کی عیادت کو گئے تین دن مسلسل مہدی اس کی عیادت کے لئے جاتے رہے۔ اس کے بعد روزانہ آدمی کے ذریعہ خیریت دریافت کرا لیتے، اس حادثہ کی وجہ سے جب یعقوب دربار میں حاضر نہ ہو سکا تو اب اس کے مخالفوں کو اس کی شکایت کرنے کا زرین موقع ہاتھ آگیا اس حادثہ کو دس دن بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ مہدی اس سے برہم ہو گئے اسے اب یوں ہی اپنے مکان میں علاج کے لئے چھوڑ دیا اور اپنے تمام مصاحبوں میں اعلان کر دیا کہ اب کوئی شخص یعقوبی عبا اور ٹوپی نہ پہنے جو پہنے پایا جائیگا اس کے کپڑے اُتار لئے جائینگے نیز انھوں نے یعقوب کو نصر کی قید میں محبوس کر دیا۔ اس کے بعد اُن کے حکم سے یعقوب کے تمام مقرر کردہ عمال اطراف واکناف سلطنت میں برطرف کئے گئے نیز ان کے حکم سے اس کے تمام گھر والے گرفتار کر کے قید کر دیئے گئے۔

جب یعقوب بن داؤد اور اس کے گھرانے والے قید کر دیئے گئے اور اس کے مقرر کردہ تمام عمال موقوف ہو کر متفرق ہو کر روپوش ہو گئے تو ایک روز مہدی سے یعقوب اور اسحٰق ابن الفضل کا واقعہ بیان کیا گیا۔ مہدی نے ایک رات دونوں کو دربار میں طلب کیا اور یعقوب سے سوال کیا کہ کیا تم نے مجھ سے یہ بات نہیں کہی تھی کہ یہ اسحٰق اور اس کے خاندان والے مدعی ہیں کہ وہ خلافت کے ہم سے زیادہ مستحق ہیں اور اُن کو ہمارے مقابلے میں بزرگی حاصل ہے؟ یعقوب نے کہا کہ میں نے آپ سے کبھی یہ بات نہیں کی،

مہدی نے کہا اب تم مجھے جھٹلاتے ہو اور میری بات کی تردید کرتے ہو، مہدی نے درے طلب کیے اور ان سے بارہ ضربیں نہایت سخت ماریں اور پھر جیل خانہ بھیجدیا۔ اب اسحٰق نے مہدی سے حلفیہ کہا کہ میں نے ہرگز یہ بات نہیں کہی تھی اور نہ یہ میری شان ہے کہ ایسی بات زبان سے نکالوں۔ آپ خود ہی غور کریں کہ یہ بات میں کیسے کہہ سکتا ہوں۔ میرا دادا زمانۂ جاہلیت میں مرچکا تھا اور آپ کے پدر بزرگوار رسول اللہ صلعم کے بعد بھی باقی تھے اور وہی ان کے وارث تھے۔ یہ سن کر مہدی نے حکم دیا کہ اسے نکال دو۔ دوسرے دن صبح کو مہدی نے یعقوب کو دوبارہ طلب کیا اور پھر وہی بات کہی جو شب گزشتہ میں کہی تھی اس نے کہا کہ ذرا مہلت دیجیئے میں ابھی آپ کو یاد دلاتا ہوں آپ باغ میں دریا کے کنارے چوبی بنگلہ میں قیام پذیر تھے میں آپ کے ساتھ تھا اس وقت ابوالوزیر حاضر ہوا تھا (راوی کہتا ہے کہ یہ شخص یعقوب کا اس طرح داماد تھا کہ صالح بن داؤد کی بیٹی اس کی بیوی تھی) اس نے یہ بات آپ سے کہی تھی۔ کہ اسحٰق اس بات کا مدعی ہے۔ مہدی نے کہا ہاں اب مجھے یاد آیا تم سچے ہو، پھر انھوں نے کل کی مار پر اس سے معذرت چاہی مگر پھر جیلخانہ بھیجدیا۔ مہدی اور موسیٰ کے تمام عہد میں وہ اسی طرح قید میں پڑا رہا البتہ جب رشید خلیفہ ہوئے تو انھوں نے اس رجحان کی وجہ سے جو یعقوب کو ان کے ساتھ ان کے باپ کے زمانہ میں تھا اسے رہا کردیا۔

اس سال موسیٰ الہادی جرجان روانہ ہوئے اور انھوں نے ابویوسف یعقوب بن ابراہیم کو جرجان کا قاضی مقرر کیا اس سال مہدی نے عیسا باز میں آکر سکونت اختیار کی یہی قصر السلامہ ہے۔ دوسرے تمام لوگ بھی ان کے ساتھ یہیں قیام پذیر ہو گئے نیز یہاں انھوں نے درہم و دینار مضروب کیئے۔ اس سال مہدی کے حکم سے پہلی مرتبہ مدینہ سے مکے اور یمن تک خچروں اور اونٹوں کے ذریعہ باقاعدہ

سلسلہ رسل و رسائل قائم کیا گیا۔

اس سال مسیب بن زہیر کے خلاف خراسان میں شورش ہو گئی۔ مہدی نے فضل بن سلیمان الطوسی ابو العباس کو خراسان کا ناظم مقرر کیا اور خراسان کے ساتھ سجستان بھی اس کے تحت دیدیا۔ فضل نے مہدی کے حکم سے تمیم بن سعید بن دعلج کو سجستان پر اپنا نائب مقرر کیا۔

اس سال داؤد بن روح بن حاتم۔ اسمٰعیل بن سلیمان بن مجالد محمد بن ابی ایوب المکی اور محمد بن طیفور زندقہ کے الزام میں گرفتار کئے گئے انھوں نے اعتراف جرم کیا مہدی نے ان سے توبہ لی اور چھوڑ دیا۔ داؤد بن روح کو اس کے باپ روح کے پاس جو اُن دنوں بصرہ کا عامل تھا بھیجدیا اور اس کی اصلاح کی بھی ہدایت کی۔

اس سال الوضاح الشروی، عبداللہ بن عبید اللہ الوزیر کو (یہی معاویہ بن عبداللہ الاشعری ہے) یہ شامیوں میں تھا پکڑ کر دربار میں لایا ابن شبابہ ہمیشہ اس کی شکایت کرتا تھا اس پر بھی زندقہ کا الزام تھا۔ ہم اس کے واقعہ اور قتل کی کیفیت پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اس سال ابراہیم بن یحیٰی بن محمد مدینۂ رسول کا عامل مقرر ہوا اس سال طائف اور مکہ کا عامل عبداللہ بن قثم تھا۔ اس سال مہدی نے منصور بن یزید بن منصور کو یمن کی ولایت سے علٰحدہ کر کے اس کی جگہ عبداللہ بن سلیمان الربعی کو مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے عبدالصمد بن علی کو اپنی قید سے چھوڑ دیا۔ اس سال ابراہیم بن یحیٰی بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔ عامل کوفہ ہاشم بن سعید تھا اور عامل بصرہ روح بن حاتم تھا۔ خالد بن طلیق بصرہ کے قاضی تھے۔ دجلہ، کسکر، متعلقات بصرہ، بحرین اضلاع اہواز فارس اور کرمان کا عامل معلّی امیر المومنین کا مولےٰ تھا۔ مصر کا والی ابراہیم بن سلیمان تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا۔ یحیٰی الحرشی طبرستان، رویان اور جرجان کا والی تھا۔ فراشہ امیر المومنین

کا مولیٰ دنباوند اور قومس کا والی تھا اور سعد امیر المومنین کا مولے سے کا والی تھا اس موقت صلح کی وجہ سے جو روم سے ہو چکی تھی اس سال موسم گرما میں کوئی مہم جہاد کے لئے نہیں بھیجی گئی۔

سنہ ۱۶۷ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ایک زبردست فوج کے ساتھ جو بے نظیر سازوسامان سے آراستہ تھی ونداہرمز اور شروین روسائے طبرستان سے لڑنے جرجان روانہ کیا۔ اس مہم کو بھیجتے وقت انہوں نے ابان بن صدقہ کو موسیٰ کا وقائع نویس مقرر کیا۔ محمد بن جمیل کو منصرم فوج، نفیع منصور کے مولیٰ کو اس کا حاجب، علی بن عیسےٰ بن ماہان کو اس کا محافظ اور عبداللہ بن حازم کو اس کا کوتوال مقرر کر کے ساتھ بھیجا۔ موسیٰ نے ونداہرمز اور شروین کے مقابلہ کے لئے یزید بن مزید کی قیادت میں فوجیں روانہ کیں اس نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

اس سال عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ میں انتقال کیا۔ اس وقت روح بن حاتم کوفہ کا عامل تھا۔ یہ جنازہ میں شریک ہوا۔ لوگوں نے کہا آپ امیر ہیں آپ نماز پڑھائیں۔ اس نے کہا کہ کاش اللہ ایسا نہ کرتا کہ روح کو عیسیٰ کی نماز جنازہ پڑھانی پڑتی۔ مناسب یہ ہے کہ ان کا سب سے بڑا بیٹا نماز پڑھائے۔ عیسیٰ کے لڑکوں نے اس سے انکار کیا مگر اس نے بھی اپنے انکار پر اصرار کیا بالآخر عباس بن عیسیٰ نے بڑھ کر اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ مہدی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی روح

پر بگڑے اور اسے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے عیسٰی کی نماز جنازہ پڑھانے سے ابا کیا۔ تم اپنے باپ یا دادا کی وجہ سے نماز کے لئے مدعو نہیں کئے گئے تھے، اگر میں خود وہاں ہوتا تو میں خود پڑھاتا اور جب میں نہ تھا تو سرکاری عہدہ دار اور میرے نمائندہ کی حیثیت سے تم ہی کو نماز پڑھانا تھی۔ اس واقعہ کی وجہ سے انھوں نے اس کے حسابات کی تنقید کا حکم دیا۔ نماز اور انتظام سلطنت کے ساتھ کوفہ کی مالگزاری کا اہتمام بھی اسی کے متعلق تھا۔ اگرچہ جب عیسٰی نے وفات پائی اس وقت تک مہدی اس سے اور اس کے بیٹوں سے ناراض چلے آتے تھے، مگر اس کی جلالت شان کی وجہ سے اس کے خلاف کسی کارروائی کی انھوں نے جرأت نہیں کی۔

اس سال مہدی نے زندیقوں کے استیصال میں بڑی سرگرم کوشش شروع کی تمام اطراف واکناف دنیائے اسلام میں ان کی تفتیش کی اور قتل کرادیا عمر الکلوازی کو اسی کام پر متعین کیا۔ اسی سلسلہ میں منصور کے کاتب یزید بن الفیض کو گرفتار کیا گیا چونکہ اس نے اعتراف جرم کرلیا۔ اسے محض قید کی سزا دی گئی مگر یہ کسی طرح قید سے فرار ہوگیا اور پھر گرفتار نہ کیا جاسکا۔

اس سال مہدی نے ابو عبید اللہ معاویہ بن عبید اللہ میر منشی کو اس وجہ سے برطرف کر دیا کہ یہ امیر المومنین کے اختیارات، ناجائز طور پر استعمال کرنے لگا تھا۔ مہدی نے اس کی جگہ ربیع اپنے حاجب کو میر منشی مقرر کیا اس نے سعید بن واقد کو اس عہدہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔

اس سال بغداد اور بصرہ میں سخت متعدی کھانسی نزلہ پھوٹ پڑا جس سے ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں۔

اس سال ابان بن صدقہ موسٰی کے وقایع نگار نے جرجان میں انتقال کیا مہدی نے اس کی جگہ ابو عبید اللہ کے مددگار ابو خالد الاحول یزید کو موسٰی کے پاس بھجدیا۔

اس سال مہدی کے حکم سے مسجد الحرام میں اضافہ کیا گیا۔ بہت سے مکانات مسجد میں شامل کیے گئے یہ تعمیر جدید یقطین بن موسیٰ کے زیر اہتمام ہوتی رہی۔ تعمیر جاری تھی کہ مہدی نے وفات پائی۔

اس سال یحییٰ الحرشی طبرستان رویان اور دوسرے ان علاقوں کی ولایت سے جو اس کے تفویض تھے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ فراشہ مہدی کا مولی مقرر کیا گیا۔ اس سال ذیحجۃ الحرام کے ختم میں چند راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ ایک روز ایسا سخت کہر اچھایا کہ دنیا اندھیر ہو گئی پھر بہت دیر کے بعد آفتاب طلوع ہوا۔ اس موقت صلح کی وجہ سے جو روم اور مسلمانوں کے درمیان ہو چکی تھی اس سال بھی موسم گرما میں کوئی جہادی مہم نہیں بھیجی گئی۔

ابراہیم بن یحییٰ عامل مدینہ کی امارت میں حج ہوا۔ یہ حج سے فارغ ہو کر مدینہ آ گیا مگر آنے کے چند ہی روز بعد اس کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اسحٰق بن عیسیٰ بن علی مدینہ کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال عقبہ بن سلم الہنائی کو عیسا بافہ میں جبکہ وہ عمر بن بزیع کے مکان میں تھا کسی نامعلوم شخص نے خنجر سے ہلاک کر دیا۔

اس سال عبید اللہ بن القثم مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ سلیمان بن یزید الحارثی یمن کا والی تھا عبد اللہ بن مصعب الزبیری یمامہ کا عامل تھا۔ روح بن حاتم کوفہ کا والی تھا انتظام ملک اور امامت صلوٰۃ اس کے متعلق تھی۔ اسی طرح محمد بن سلیمان بصرہ کا والی اور امام تھا۔ عمرو بن عثمان التیمی بصرہ کے قاضی تھے۔ اضلاع دجلہ، کسکر متعلقات بصرہ بحرین عمان، اور اضلاع اہواز، فارس اور کرمان کا والی المعلی مہدی کا مولی تھا۔ فضل بن سلیمان الطوسی خراسان اور سجستان کا ناظم اعلیٰ تھا۔ موسیٰ بن مصعب مصر کا والی تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا طبرستان اور رویان پر عمر بن العلا تھا، جرجان، دنباوند اور قومس کا والی فراشہ مہدی کا مولی تھا۔ رے پر سعد امیر المومنین کا مولی عامل تھا۔

سنہ ۱۶۸ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سنہ کے ماہ رمضان میں رومیوں نے اس صلح کو توڑ دیا جو ان کے اور ہارون کے درمیان طے پائی تھی۔ صلح کے انعقاد کے پہلے دن سے نقض تک پورے بتیس ماہ گزرے تھے۔ علی بن سلیمان والی جزیرہ اور قنسرین نے یزید بن بدر بن البطال کو ایک سریہ کے ساتھ رومی علاقے پر غارتگری کے لئے بھیجا۔ اس مہم نے بہت سی غنیمت اور فتوحات حاصل کیں۔

اس سال مہدی نے سعید الحرشی کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ طبرستان بھیجا۔

اس سال عمر الکلواذی زندیقوں کے محتسب نے انتقال کیا اور اس کی جگہ حمدویہ محمد بن عیسیٰ جو اہل میسان سے تھا مقرر کیا گیا۔

اس سال مہدی نے زندیقوں کو بغداد میں قتل کیا۔ نیز انہوں نے اپنے خاندان کے انساب اور روایات کے دفتر کو دمشق سے مدینے منتقل کر دیا۔

اس سال مہدی نہر الصلۃ واقعہ زیرین واسط آئے۔ اسے نہر الصلۃ اس لئے کہتے ہیں کہ مہدی کا ارادہ تھا کہ اس کی تمام آمدنی اپنے اعزہ کو جاگیریں دیدیں اور اس طرح ان سے صلۂ رحمی کریں۔

اس سال مہدی نے عمر بن بزیع کے اوپر علی بن یقطین کو دفتر بندوبست کا ناظم مقرر کر دیا۔ سب سے پہلے اسی نے مہدی کی خلافت میں اس محکمہ کو قائم کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب

بہت سی اسناد اس کے پاس جمع ہوئیں تو اس نے سوچا کہ جب تک ان سب کا باقاعدہ دفتر میں داخلہ نہ ہو وہ نہ یاد رہ سکتی ہیں اور نہ اس پر باضابطہ کارروائی کی جا سکتی ہے۔ اس خیال سے اس نے دفتر دیوانی بنایا اس کے مختلف شعبے قائم کئے ہر شعبہ کو ایک ایک شخص کی نگرانی میں دیا۔ چنانچہ مالگزاری سے متعلقہ اسناد کے دفتر کا افسر اسمٰعیل بن صُبیح تھا۔ اسناد کا ایسا کوئی دفتر بنی امیہ کے عہد میں نہ تھا۔
اس سال علی بن محمد المہدی ابن ریطہ کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۱۶۹ ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ماہ محرم میں مہدی ماسبذان روانہ ہوئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اپنے آخر مدت میں مہدی کا ارادہ ہو گیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے ہارون کو اپنے بیٹے موسیٰ الہادی پر مقدم کر دیں۔ ہادی اس وقت جرجان میں تھا۔ مہدی نے اپنے بعض خاندان والوں کو اس غرض سے اس کے پاس بھیجا کہ وہ بیعت کے معاملہ کا تصفیہ کر دے اور رشید کو اپنے اوپر مقدم کر دے مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس پر مہدی نے اپنے ایک مولیٰ کو اس کے پاس بھیجا۔ ہادی نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا اور قاصد کو مارا۔ اس بنا پر خود مہدی اس سے ملنے جرجان روانہ ہو گئے مگر اثنائے راہ میں ان کو حادثہ پیش آ گیا۔ علی بن یقطین نے مہدی سے درخواست کی کہ کل صبح کا کھانا آپ میرے ساتھ تناول فرمائیں انھوں نے وعدہ کر لیا۔ مگر پھر نہ معلوم ان کے دل میں کیا آئی کہ ماسبذان جانے کے لئے بالکل تیار ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چیز ان کو اپنی طرف

کھینچ رہی ہے۔ علی نے عرض کیا کہ جناب والا نے توکل کے لئے میری دعوت قبول کی تھی۔

انھوں نے کہا کہ دعوت کا کھانا نہروان لے آؤ، علی کھانا لے گیا مہدی نے نہروان میں صبح کا کھانا کھایا۔ اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔

مہدی کی وفات

ان کی سبب موت میں اختلاف ہے۔ واضح مہدی کا داروغہ بیان کرتا ہے کہ وہ باسندان کے قریہ زد میں شکار کے لئے گئے، میں عصر کے بعد تک ان کے ہمراہ تھا اس کے بعد میں اپنے خیمہ میں چلا آیا میرا خیمہ ان کے خیمہ سے فاصلہ پر ایستادہ تھا علے الصباح نوبت مقرر کرنے کے لئے میں سوار ہو کر صحرا میں گزر رہا تھا۔ میں تنہا تھا میرا غلام اور دوسرے آدمی پیچھے رہ گئے تھے۔ اس وقت مجھے ایک برہنہ حبشی کجاوہ کی کاٹھی پر سوار نظر پڑا۔ اس نے میرے قریب آکر مجھ سے کہا۔ ابوسہل اللہ تمھارے آقا امیر المومنین کی موت کا تم کو اجر دے۔ میرا ارادہ ہوا کہ اس کے چابک ماروں مگر وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ میں قناتوں کے قریب آیا۔ مسرور سامنے آیا اور اس نے کہا اللہ تمھارے آقا امیر المومنین کی موت کا تم کو اجر دے۔ اب میں ان کے مقام میں داخل ہوا۔ دیکھا وہ اپنے خیمہ میں مردہ پڑے ہیں۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ کیا بات ہوئی عصر کے بعد میں تم سے جدا ہوا ہوں اس وقت تک وہ بالکل ہشاش اور تندرست تھے۔ آخر ہوا کیا۔ مسرور نے کہا شکاری کتوں نے ایک ہرن کا پیچھا کیا وہ بھاگتے بھاگتے ایک ویران مکان کے دروازے میں گھس گیا۔ کتے بھی اس کے پیچھے اس میں در آئے اُن کے پیچھے امیر المومنین کا گھوڑا بھی اس میں داخل ہوا۔ دروازہ اس قدر

چھوٹا تھا کہ ایک دم گھسنے میں ان کی ریڑھ ٹوٹ گئی اور وہ اسی وقت جاں بحق ہو گئے۔

علی بن ابی نعیم المروزی کہتا ہے کہ مہدی کی ایک جاریہ نے اپنی ایک سوکن کو مسموم کھیس بھیجی۔ مہدی اس وقت عیسا باذ سے چل کر ایک باغ میں بیٹھے ہوئے تھے اس کھیس کو منگوا کر اس میں سے کچھ کھائی اور اس جاریہ نے خوف کی وجہ سے اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ اس میں زہر ملا ہے۔

احمد بن محمد الرازی کہتا ہے کہ مہدی ماسبذان کے قصر کے ایک کوٹھے پر بیٹھے تھے۔ جہاں سے تمام نیچے کا حصہ نظر آتا تھا اس کی جاریہ حسنہ نے دو بڑی بڑی ناشپاتیاں تراش کر ایک قاب میں رکھیں ان میں جو اعلیٰ تھی اس میں زہر ملا دیا اور پھر دونوں کو اچھی طرح ملا کر عمدہ ناشپاتی کے ٹکڑے قاب کے اوپر رکھے۔ مہدی کو ناشپاتی بہت مرغوب تھی پھر اس نے اپنی خادمہ کے ہاتھ وہ ناشپاتیاں مہدی کی ایک دوسری جاریہ کو جسے وہ بہت چاہتے تھے بھیجدیں۔ تاکہ اس کا کام تمام ہو وہ خادمہ اس قاب کو لئے ہوئے مہدی کے سامنے سے گزری مہدی نے جب دیکھا کہ خادمہ ناشپاتیاں کہیں لئے جارہی ہے اس نے اسے بلایا اور جو مسموم ناشپاتی قاب کے اوپر تھی اس کو اٹھا کر کھا لیا وہ معدہ میں پہونچی تھی کہ مہدی نے چیخ ماری حسنہ نے بھی آواز سنی اور جب اسے واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنا منہ پیٹتی روتی ہوئی آئی۔ کہنے لگی میں نے تو چاہا تھا کہ آپ صرف میرے ہو رہیں۔ یہ کیا ہوا کہ میں نے ہی آپ کو ہلاک کر دیا۔ مہدی نے اسی دن انتقال کیا۔

عبداللہ بن اسمٰعیل مہتمم سواری کہتا ہے کہ جب ہم ماسبذان آئے تو میں نے قریب جا کر ان کے گھوڑے کی باگ تھام لی اس وقت وہ بالکل اچھے تھے کوئی عارضہ لاحق نہ تھا۔ دوسری صبح کو معلوم

ہوا کہ وہ انتقال کر گئے۔ حسنہ اس وقت ان کے پاس سے اپنے خیمہ میں واپس آ گئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس کا خیمہ ماتم میں سیاہ کمبل پوش ہے۔ اس پر ابو العتاہیہ نے یہ شعر کہے۔

اُخْتَن فی العرشیِ واصبحن علیھن المسوح ٭ کل نطّاح من الدھر یوم نطوح

لست بالباقی ولو عمرت ما عمر نوح ٭ فعلی نفسک ان کنت لابد تنوح

(ترجمہ) ان عورتوں نے رات لباس فاخرہ اور سہاگ میں بسر کی اور انھیں کو صبح کے وقت ماتمی لباس پہننا پڑا۔ ہر زبردست ٹکر مارنے والے کو ایک دن زمانہ اپنی ٹکر سے گرا دیتا ہے۔ باوجودیکہ تجھ کو عمر نوح حاصل ہو پھر بھی بقا نہیں اس لئے رونے کے بغیر چارہ نہیں تو اپنے اوپر نوحہ کر۔

ایک دوسرے سلسلہ سے علی بن یقطین کہتا ہے کہ ہم سب باسندان میں مہدی کے ہمراہ تھے ایک دن صبح کو انھوں نے کہا مجھے بھوک معلوم ہوتی ہے۔ چند روٹیاں اور باسی گوشت جس میں سرکہ پڑا ہوا تھا پیش کیا گیا اُسے انھوں نے کھایا اور کہا کہ میں زنانہ حصہ میں جا کر سوتا ہوں۔ جب تک میں خود نہ بیدار ہوں کوئی مجھے نہ اٹھائے۔ یہ کہہ کر وہ اندر جا کر سو گئے ہم لوگ باہر رواق میں پڑ کر سو رہے۔ اسی حالت میں ہم یکایک ان کے رونے کی آواز سن کر بیدار ہوئے اور دوڑ کر پاس گئے انھوں نے کہا کچھ دیکھا ہم نے عرض کیا جناب والا ہمیں تو کچھ نظر نہیں آیا کہنے لگے دروازہ پر مجھے ایک ایسا شخص کھڑا ہوا نظر آیا ہے کہ اگر ہزار اور لاکھ میں بھی وہ ہو تب بھی میں اسے آسانی سے شناخت کر لوں اس کے بعد انھوں نے یہ شعر پڑھے۔

کانی بھذا القصر قد باد اھلہ ٭ واوحش منہ ربعہ ومنازلہ

مجھے یہ قصر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس کے اہل ہلاک ہو چکے ہیں اور اس کا صحن اور خوابگاہیں ویران ہو گئی ہیں۔

وصار عمید القوم من بعد بھجۃ ٭ وملک الی قبر علیہ جنادلہ

اور سردار قوم حکومت اور عیش و نشاط کے بعد قبر میں جس پر پتھر کی کڑیاں

چنی ہوئی ہیں دفن ہو چکا ہے۔

فلم یبق الا ذکرہ وحدیثہ ٭ تنادی علیہ معولات حلائلہ

اور اب صرف اس کا ذکر باقی رہ گیا ہے اور اس کی بیویاں اس پر بین کر رہی ہیں۔

اس واقعہ کو گزرے دس دن بھی نہ ہوئے تھے کہ انھوں نے انتقال کیا۔ ابو معشر اور واقدی کے بیان کے مطابق ۱۶۹ھ کے ماہ محرم کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں کہ پنجشنبہ کی رات کو مہدی نے انتقال کیا۔ دس سال ڈیڑھ ماہ ان کی مدت خلافت ہے۔

دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ مہدی کی مدت خلافت دس سال انچاس دن ہوئی اور تینتالیس سال عمر پائی۔ ہشام بن محمد کہتا ہے کہ ابوعبداللہ المہدی محمد بن عبداللہ ۶ ذی الحجہ ۱۵۸ھ کو برسر خلافت ہوئے دس سال ایک ماہ بائیس دن حکمراں رہے اور انھوں نے تینتالیس سال کی عمر میں ۱۶۹ھ ہجری میں وفات پائی۔

ان کی نماز جنازہ اور دفن کا ذکر

مہدی نے ماسبذان کے ایک قریہ رذ میں انتقال کیا۔ ان کے بیٹے ہارون نے ان کی نماز جنازہ پڑھی وہاں چونکہ کوئی جنازہ نہ تھا جس پر انھیں اٹھایا جاتا اس لئے ایک دروازے پر ان کی نعش رکھ کر اٹھائی گئی اور وہ اس جوز کے درخت کے نیچے دفن کئے گئے جس کے نیچے وہ بیٹھا کرتے تھے۔ یہ طویل القامت دُبلے پتلے تھے ان کے بال گھونگروالے تھے رنگ کے متعلق اختلاف ہے بعض لوگوں نے سانولا بیان کیا ہے اور بعض نے گورا۔ بعض

ارباب سیر کے بیان کے مطابق داہنی آنکھ میں پھولی تھی۔ بعض کہتے ہیں بائیں آنکھ میں تھی۔ یہ ایزج میں پیدا ہوئے تھے۔

ھدی کی سیرت

جب ھدی مظالم کی سماعت کرتے تو قاضیوں کو اپنے پاس بلا لیتے اور اس کے متعلق کہتے اگر میں ان ہی لوگوں کے خیال سے مظالم کا انسداد کر دوں تو بہت ہے۔

ایک دن وہ اپنے خاص اعزا اور قائدین کو صلہ تقسیم کرنے لگے ایک ایک شخص کا نام لیا جاتا وہ ہر نام کے ساتھ دس ہزار یا بیس ہزار یا اسی قسم کی رقم زیادہ کر دیتے اسی سلسلہ میں جب ایک قائد کا نام لیا گیا تو انھوں نے کہا اس کے صلہ میں پانچسو کم کر دو اس نے عرض کیا کہ امیر المومنین میرے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ کہا میں نے تجھے اپنے فلاں دشمن کے مقابلے پر بھیجا تھا تو نے مقابلہ سے گریز کی۔ اس نے عرض کیا کیا آپ کو میرے قتل سے خوشی ہوتی۔ انھوں نے کہا نہیں اس نے کہا تو قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے منصب خلافت پر آپ کو معزز فرمایا ہے اگر میں مقابلہ پر جما رہتا تو ضرور مارا جاتا۔ یہ جواب سن کر وہ شرما گئے اور حکم دیا کہ اس کے صلہ میں پانچہزار کا اضافہ کیا جائے۔

ایک دن ھدی اپنے ایک سردار پر برہم ہوئے جس سے وہ پہلے بھی ایک سے زیادہ مرتبہ ناراض ہو چکے تھے اور اس سے کہا کہ تم کب تک قصور کروگے اور میں معاف کرتا رہوں گا۔ اس نے کہا مجھ سے مدت العمر لغزش ہوتی رہیگی اور اللہ آپ کو جب تک بقید حیات رکھیگا آپ معاف ہی کرتے رہیں گے اس جملہ کو زور دیکر اس نے کئی مرتبہ کہا ھدی خاموش ہو گئے

اور اسے کچھ نہ کہا۔

حفص مزینہ کا مولی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ہشام الکلبی میرے دوست تھے، ہم دونوں اکثر ملتے باتیں کرتے اور ایک دوسرے کو اشعار سناتے۔ وہ بہت مفلوک الحال نظر آتے تھے۔ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوتے ایک ضعیف و لاغر خچر پر سوار ہوتے فلاکت ان کی اور ان کے خچر کی حالت سے نمایاں ہوتی ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ ایک بہت عمدہ کمیت رنگ کے خچر پر جو خلافت کے اصطبل کی تھی سوار ہیں۔ زین اور لگام بھی سرکاری ہے خود بھی بہت عمدہ لباس پہنے اور خوشبو ملے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی اور میں نے ان سے اس کا اظہار کیا کہ اب تو حالت بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے کہنے لگے ہاں ٹھیک ہے میں تم سے بیان کرتا ہوں مگر اسے پوشیدہ رکھنا۔ میں کئی روز سے ظہر اور عصر کے درمیان اپنے گھر میں رہتا تھا کہ ایک دن مہدی کا آدمی مجھے بلا لے گیا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت تنہا تھے۔ ان کے سامنے ایک خط رکھا تھا۔ مجھ سے کہا ہشام قریب آؤ میں ان کے بالکل قریب جا کر سامنے بیٹھ گیا۔ پھر مجھ سے کہا اس خط کو پڑھو اور جو کچھ خرافات اس میں ہو ان کی مطلقاً پرواہ نہ کرنا تمام خط پڑھ جاؤ میں اسے پڑھنے لگا کچھ حصہ اس کا میں نے پڑھا تھا کہ نہایت ناگوار باتیں لکھی ہوئی نظر پڑیں۔ میں نے وہ خط رکھ دیا۔ اور کہا کہ اس کے کاتب پر اللہ کی لعنت ہو۔ مہدی نے مجھ سے کہا میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا تھا کہ اگر اس کا مضمون تم کو برا معلوم ہو اس کی پرواہ نہ کرنا۔ پورا خط پڑھ جانا۔ میں اپنے حق خلافت کا واسطہ دیکر تم سے کہتا ہوں کہ تم اس خط کو آخر تک پڑھ لو۔ اب میں نے اسے پورا پڑھا۔ وہ خط مہدی کی ہجو سے مملو تھا۔ اس کے لکھنے والے نے یہ ستم کیا تھا

کہ کوئی عیب ایسا نہ تھا جو مہدی کے ساتھ منسوب نہ کیا گیا ہو۔ میں نے پوچھا امیرالمومنین یہ کس ملعون کذاب نے لکھا ہے۔ انھوں نے کہا فرمانروائے اندلس نے۔ میں نے عرض کیا کہ واقعہ تو یہ ہے کہ وہ خود اور اس کے آباء اور امہات مخزن عیوب ہیں۔ پھر میں بنی امیہ کے معائب بیان کرنے لگا اس سے وہ بہت خوش ہوئے پھر مجھے قسم دے کر تاکید کی کہ ان کے جملہ معائب میں کسی کاتب سے قلمبند کرادوں۔ اس غرض سے انھوں نے اپنا ایک خاص صیغۂ راز کا کاتب طلب کیا۔ اور اسے ایک کونے میں بٹھادیا۔ مجھ سے کہا کہ جاؤ میں اس کے پاس آگیا اس نے جواب کا سرنامہ تو خود ہی لکھ لیا تھا باقی ان کے معائب کی تمام داستان اول سے آخر تک میں نے لکھادی اور اس میں کوئی بات اٹھا نہ رکھی۔ جب خط پورا ہوگیا میں نے اسے مہدی کی خدمت میں پیش کیا پڑھ کر بہت خوش ہوئے میرے سامنے ہی انھوں نے خط پر مہر ثبت کرائی اسے ایک خریطہ میں رکھ کر عامل ٹپہ کے حوالہ کردیا۔ اور حکم دیا کہ جہاں تک جلد ہو سکے اسے اندلس پہنچاؤ۔ اس کے بعد ایک مندیل منگوائی اس میں نہایت عمدہ دس پارچے اور دس ہزار درہم تھے اور پھر یہ خچر زین اور لگام کے ساتھ منگوائی یہ سب کچھ انھوں نے مجھے عطا کیا اور کہا کہ جو کچھ تم نے سنا اسے کسی سے بیان نہ کرنا۔

مسور بن مساور راوی ہے کہ مہدی کے مختار نے مجھ پر ظلم کیا اور میری زمین دبالی میں سلام صاحب المظالم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے استغاثہ کیا اور باقاعدہ تحریر داخل کردی اس نے وہ تحریر مہدی کو دیدی اس وقت ان کا چچا عباس بن محمد ابن علاثہ اور عافیہ قاضی ان کے پاس موجود تھے۔ مہدی نے میرے متعلق حکم دیا کہ قریب آؤں۔ میں قریب گیا۔ پوچھا کیا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا آپ نے میرے اوپر ظلم کیا ہے۔ انھوں نے کہا اچھا کہو

یہ دونوں صاحب یہاں موجود ہیں۔ یہ جو فیصلہ کرینگے وہ تو تم کو منظور ہوگا
میں نے کہا جی ہاں۔ کہا میرے قریب آؤ۔ میں اتنے قریب پہونچا
کہ مسند سے لگ گیا کہا اب کہو کیا کہتے ہو۔ میں نے قاضی کو مخاطب
کر کے کہا کہ اللہ آپ کو ہمیشہ نیک توفیق عطا کرے۔ امیر المومنین
نے میری فلاں جائداد پر ظلماً قبضہ کر لیا ہے۔ قاضی نے مہدی سے
پوچھا فرمائیے آپ کیا جواب دیتے ہیں۔ انھوں نے کہا وہ میری
تھی اور میرے قبضہ میں ہے۔ میں نے کہا قاضی صاحب آپ ان
سے دریافت کریں کہ وہ جائداد خلافت سے قبل ان کے قبضہ میں
آچکی تھی یا اس کے بعد آئی ہے۔ قاضی نے یہ بات مہدی سے
پوچھی انھوں نے کہا خلیفہ ہونے کے بعد۔ قاضی نے کہا تو آپ
اس سے فوراً مدعی کے حق میں دست بردار ہو جائیں انھوں نے کہا
میں دست بردار ہوا۔ اس واقعہ پر عباس بن محمد کہنے لگا بخدا امیر المومنین
یہ مجلس بیس کروڑ درہم سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔

مجاہد شاعر بیان کرتا ہے کہ ایک دن مہدی سیر و شکار کے لئے نکلے عمر بن
بزیع ان کا مولیٰ ان کے ہمراہ تھا۔ ہم اپنے پڑاؤ سے منقطع ہو گئے
تمام دوسرے لوگ شکار میں منہمک تھے۔ مہدی کو بھوک معلوم ہوئی۔
پوچھا کچھ ہے عمر نے کہا یہاں تو کچھ بھی نہیں انھوں نے کہا یہ سامنے
جھونپڑی ہے یہاں باڑی ہوگی۔ ہم اس کی طرف چلے۔ وہاں ایک
نبطی کسان بیٹھا ہوا تھا اور ترکاری کی کاشت تھی۔ ہم نے اسے
سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا ہم نے پوچھا کچھ کھانے کے
لئے ہے اس نے کہا جی ہاں میرے پاس ربیثا اور جو کی روٹی ہے
مہدی نے کہا اگر زیتون کا تیل ہو تو پھر کھانا پورا ہو جاتا ہے۔ اس
نے کہا جی ہاں زیتون کا تیل بھی ہے مہدی نے کہا اور گندنا اس نے
کہا جی گندنا بھی ہے جتنا آپ چاہیں حاضر ہے اور کھجور بھی ہیں اب
وہ اس باڑی میں آئے کسان نے سبزی، گندنا اور پیاز ان کو لا کر دی

انھوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھا لیا۔ مہدی نے عمر بن بزیع سے کہا کہ اس پر کچھ کہو اس نے یہ شعر کہے۔

اِنّ من یُطعمُ الربیثاً بالزیت وخبز الشعیر بالکراث

لحقیقٌ بصفعۃٍ او بثنتین لسوالصنیع او ثلاث

ترجمہ۔ جو ربیثا کو زیتون کے ساتھ اور جو کی روٹی کو گندنے کے ساتھ کھلاتا ہے وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ اس ناشائستہ حرکت پر اس کو دو تین تھپڑ مارے جائیں۔

مہدی نے کہا تم نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل برا ہے یہ مناسب نہیں بلکہ یوں ہونا چاہئے۔

لحقیقٌ ببدرۃ او بثنتین لحسن الصنیع او ثلاث

ترجمہ۔ اس احسان پر وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسے دو تین تھیلیاں دیجائیں۔

یہ اپنے پڑاؤ آئے جہاں خزانہ اور خدمتگار موجود تھے۔ اس کسان کو تین تھیلیاں درہم کی دلوائیں اور اپنے مقام کو چلے آئے۔

زید الھلالی بنی ہلال کا ایک مشہور و معروف سخی اور شریف آدمی تھا اس کا نقش خاتم تھا۔ افلح یا زید من زکّی عملہ۔ اے زید وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے اعمال پاک کر لئے، مہدی کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہنے لگے کہ زید الہلالی کا نقش خاتم یہ ہے۔

افلح یا زید من ذکّی عملہ۔ اے زید وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے اعمال روشن کئے۔

حسن خدمتگار بیان کرتا ہے کہ ان کے عہد میں ایک دن ایسی شدید آندھی آئی کہ ہم سمجھے کہ اب قیامت آگئی ہے۔ میں امیر المومنین کو دیکھنے نکلا ان کو دیکھا کہ زمین پر اپنا رخسار رکھے اللہ کی جناب میں یہ دعا مانگ رہے ہیں۔ کہ الٰہی میری امت کے بارے میں تو میری لاج رکھ لے۔

اور دوسری قوموں کو ہم پر طعن کرنے کا موقع نہ دے اگر میرے گناہ کی پاداشں میں تو نے اس عالم پر عذاب نازل کیا ہے تو لے یہ میری پیشانی سامنے ہے تھوڑی دیر کے بعد آندھی کم ہوگئی اور مطلع صاف ہوگیا۔

ایک مرتبہ عبدالصمد بن علی نے مہدی سے کہا کہ آپ خود واقف ہیں کہ ہم اہلبیت ہیں ہمارے قلوب موالیوں کی محبت سے معمور ہیں اور ہم خود ان کو ہر جگہ پیش پیش رکھتے ہیں مگر آپ نے تو اس معاملے میں حد سے تجاوز کیا ہے کہ اپنے تمام کام ان کے سپرد کر دیے ہیں۔ دن اور رات ہر وقت وہ لوگ آپ کے مصاحب خاص بنے ہوئے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ ان کی اس خصوصیت کی وجہ سے آپ کے خراسانی جانثار اور ان کے سرداروں کے قلوب آپ کی طرف سے برگشتہ ہو جائینگے۔ مہدی نے کہا اے ابو محمد موالی اس سلوک کے مستحق ہیں ان کے علاوہ مجھے کوئی دوسرا ایسا نظر نہیں آتا کہ دربار عام میں، میں اسے اپنے پاس اسقدر قریب بٹھالوں کہ اس کا زانو میرے زانو سے بھڑ جائے اور پھر وہ اسی وقت دربار سے اٹھے اور میں اس سے کہوں کہ میرے گھوڑے کی سائیسی کرو اور وہ اسے بغیر اکراہ کے فوراً منظور کرلے یہ کام صرف موالی کر سکتے ہیں۔ میری خاطر ان کو اس کام سے بھی عار نہیں۔ اگر میں کسی دوسرے سے ایسی خواہش کروں تو وہ فوراً پلٹ کر جواب دے کہ ہم آپ کے حامی ہیں ہم نے ہی سب سے پہلے آپ کی دعوت کو قبول کیا اور اس کے لئے لڑے آپ ہم سے ایسا کام لیتے ہیں اور یہ ایسی بات ہے کہ اس کا میں کوئی جواب بھی نہیں دے سکتا

ایک دن مہدی نے عبداللہ بن مالک سے کہا کہ میرے اس موالی سے کشتی لڑو عبداللہ اس سے لپٹ گیا۔ مگر اس کی گردن پکڑی ٹی اس پر مہدی نے کہا اب تو بندہ گیا جب عبداللہ نے یہ رنگ دیکھا کہ اب گرا اس نے اس موالی کا پاؤں اٹھالیا جس سے وہ سر کے بل گرا اور عبداللہ نے اسے فوراً چت کر دیا اور مہدی سے کہا کہ جناب والا اس کشتی کا تو خیال نہ فرمائیں ہمیشہ مجھ پر نظر عنایت رکھیں۔ مہدی نے کہا کیا تم نے کسی کا یہ شعر

نہیں سنا ہے۔

ومولاک یہتضم لدیک فانما ٭ ھضیمتہ مولی القوم جذع المناخر

(ترجمہ)۔ ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ تمہارے سامنے تمہارے مولیٰ کی بے عزتی ہو کیونکہ یہ بے عزتی تمام قوم کے لئے باعث ننگ ہے۔

جب قاسم بن مجاشع التمیمی کا مرو کے ایک قریہ باران نام میں وقت آخر ہوا تو اس نے مہدی کے نام اپنی آخری وصیت لکھ بھیجی اس میں لکھا۔ شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لا الہ الا ھو العزیز الحکیم ان الدین عند اللہ الاسلام۔

ترجمہ۔ اللہ نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ سوائے اس کے اور کوئی دوسرا معبود نہیں اور ملائکہ اور اہل علم نے بھی اس کی شہادت دی اور وہ عدل کا قائم کرنے والا ہے۔ سوائے اس کے جو قابو یافتہ اور حکمت والا ہے کوئی دوسرا معبود نہیں بیشک مذہب تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔

اس کے بعد لکھا اور قاسم بن مجاشع بھی اس کی شہادت دیتا ہے۔ نیز وہ اس کی شہادت دیتا ہے کہ محمد صلعم اس کے بندے اور اس کے فرستادہ ہیں اور یہ کہ علی بن ابی طالب رسول اللہ صلعم کے وصی اور ان کے بعد امامت کے وارث ہیں۔

یہ وصیت مہدی کے پاس پیش کی گئی اور جب وہ اس موقع پر پہونچے تو انہوں نے اُسے پھینکدیا اور پھر کچھ نہ دیکھا کہ اور کیا ہے۔ مہدی کی یہ بات ان کے وزیر عبداللہ کے دل میں بیٹھ گئی اور جب خود اس کا وقت آخر ہوا تو اس نے بھی اپنی وصیت میں اسی آیت کو لکھا

ایک مرتبہ ایک شخص نے مہدی سے آکر کہا کہ منصور نے مجھے گالیاں دی تھیں اور میری ماں پر زنا کی تہمت لگائی تھی آپ حکم دیں کہ یا تو میں اس تہمت کو غلط ثابت کروں ورنہ آپ مجھے اس ہتک عزت

کا معاوضہ دیں اور میں ان کے لئے دعائے مغفرت کروں۔ مہدی نے پوچھا انھوں نے کس بات پر تم کو گالیاں دی تھیں اس نے کہا میں نے ان کے سامنے ان کے دشمن کو گالیاں دیں اس پر وہ سخت برہم ہو گئے۔ مہدی نے پوچھا وہ کونسا دشمن تھا جس کے سب وشتم پر وہ اس قدر بگڑے اس نے کہا ابراہیم بن عبداللہ بن حسن مہدی نے کہا انھوں نے بالکل ٹھیک کیا بیشک ابراہیم سے ان کی اس قدر قرابت تھی کہ ان پر ضروری تھا کہ وہ اس کا حق ادا کرتے اور تمہارے بیان کے مطابق اگر انھوں نے اس بنا پر تم کو کچھ برا کہا تو وہ اپنی اسی قرابت کی وجہ سے انھوں نے ابراہیم کی حمایت کی۔ اس جواب نے اس شخص کو خاموش کر دیا اور جب وہ واپس جانے لگا۔ تو مہدی نے کہا کہ اس بات سے شاید تمہارا مقصد کچھ اور تھا مگر اس وعوے سے عمدہ کوئی اور ذریعہ مقصد برآری کا تم کو نہ ملسکا، اس نے کہا بیشک یہی بات ہے۔ مہدی مسکرائے اور پانچہزار درہم اسے دلوائے۔

ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ مہدی کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اسے دیکھ کر انھوں نے کہا آپ نبی ہیں اس نے کہا ہاں مہدی نے پوچھا کن لوگوں کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں اس نے کہا آپ مجھے رہائی دیں تو میں ان کے پاس جاؤں صبح کو مجھے بھیجا گیا اور شام آپ نے گرفتار کر کے مجھے جیل میں ڈالدیا۔ اس جواب پر مہدی ہنس پڑے اور اسے چھوڑ دیا۔

ربیع نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ چاندنی رات تھی میں نے مہدی کو برآمدہ میں نماز پڑھتے دیکھا اس وقت اُن کی ہیئت کچھ اس قدر بھلی معلوم ہوتی کہ میں متحیر تھا کہ یہ خود زیادہ خوبصورت ہیں۔ وہ برآمدہ۔ چاندیا ان کے کپڑے۔ انھوں نے نماز میں یہ آیت فہل عسیتم ان تولیتم أن تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم۔ (اگر تم کو حکومت ملی تو تم ضرور زمین میں فساد برپا کرو گے اور اپنے رشتوں کو قطع کرو گے۔) تلاوت کی نماز پوری

کرنے کے بعد انھوں نے مجھے پکارا میں نے عرض کیا حاضر ہوں کہنے لگے موسیٰ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اتنا حکم دے کر وہ پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے میں نے اپنے دل میں سوچا کہ موسیٰ سے مراد کونسا موسیٰ ہے ان کا بیٹا موسیٰ یا موسیٰ ابن جعفر جو میرے پاس قید تھا مگر غور کے بعد میں نے کہا کہ ضرور اس سے مراد موسیٰ ابن جعفر ہے چنانچہ میں اسے لے آیا انھوں نے اپنی نماز توڑ کر موسیٰ سے کہا کہ میں نے قرات میں یہ آیہ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم پڑھی اس سے مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید میں نے تم سے قطع رحم کیا ہو تم اس بات کی ضمانت دیدو کہ میرے خلاف خروج نہ کرو گے۔ موسیٰ نے کہا میں اس کے لئے آمادہ ہوں چنانچہ جب اس نے ضمانت دیدی تو مہدی نے اسے چھوڑ دیا۔

ایک مرتبہ مہدی نہایت سوز و گداز کے لہجہ میں سورۂ نساء کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یومنون بالجبت والطاغوت" (کیا تم نے اُن کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے اور وہ پھر بھی جادو اور کہانت پر ایمان رکھتے ہیں۔)

علی بن محمد بن سلیمان اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ایک دن مہدی استغاثے سننے کے لئے دربار میں بیٹھے آل زبیر کے ایک شخص نے بڑھ کر عرض کیا کہ ہماری جائداد کو بنی امیہ کے کسی بادشاہ نے ضبط کر لیا ہے اور اب یہ مجھے یاد نہیں رہا کہ وہ ولید تھا یا سلیمان۔ مہدی نے ابو عبداللہ کو حکم دیا کہ دیوان میں اس کا داخلہ دیکھو اس نے اسے دیکھ کر مہدی کو سنایا مسل دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ مسئلہ بنی امیہ کے کئی خلفاء کے سامنے حتے کہ عمر بن عبدالعزیز کے سامنے بھی پیش ہوا تھا مگر کسی نے اس جائداد کو واگذاشت نہیں کیا۔ یہ معلوم کر کے مہدی نے مستغیث سے کہا اے زبیری جب کہ عمر بن عبدالعزیز تک نے جو کہ تمہارے ہی عزیز قریش

تھے اس کی بحالی مناسب نہ سمجھی تو اب میں اس باب میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا تو کیا عمر کی تمام باتیں پسندیدہ تھوڑی تھیں۔ مہدی نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا ان کا تو یہ حال تھا کہ بنی امیہ کے نوزائیدہ بچہ تک کی نہایت بیش عطا مقرر کرتے اور بنی ہاشم کے شیوخ کی عطا صرف ساٹھ مقرر کرتے۔ مہدی نے اپنے وزیر سے پوچھا۔ اے معاویہ۔ تم بتاؤ کیا عمر ایسا ہی کرتے تھے اس نے کہا جی ہاں اس پر مہدی نے کہا اچھا تم اس زبیری کو اس کی جائداد واپس دیدو۔

مہدی نے جعفر بن سلیمان اپنے مدینہ کے عامل کو حکم بھیجا کہ جو لوگ مسئلہ قدر کے ماننے والے ہیں ان کو میرے پاس گرفتار کر کے بھیجدو اس نے کئی اشخاص کو جن میں عبداللہ بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر، عبداللہ بن یزید بن قیس الہذلی، عیسٰی بن یزید بن داب اللیثی اور ابراہیم بن محمد بن ابی بکر الاسامی تھے مہدی کے پاس بھیجدیا۔ جب یہ مہدی کے سامنے پیش کیئے گئے تو عبداللہ بن ابی عبیدہ نے جماعت میں سے آگے بڑھکر کہا کہ یہی مذہب اور عقیدہ تمھارے باپ کا تھا۔ مہدی نے کہا نہیں بلکہ یہ میرے چچا داؤد کا عقیدہ تھا عبداللہ نے کہا نہیں جناب یہ آپ کے باپ کا مذہب تھا اور اسی پر وہ آخر دم تک قائم تھے۔ یہ جواب سن کر مہدی نے ان کو رہا کر دیا۔

محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت ہے کہ بنی امیہ کے آخر عہد میں میں نے خواب دیکھا کہ میں مسجد رسول میں داخل ہوا میری نظر اس کتابہ پر پڑی جو ولید بن عبدالملک کے حکم سے مسجد میں پتھر کے چوکے پر کندہ کیا گیا تھا۔ جس پر نقش تھا کہ مسجد کی تعمیر امیرالمومنین ولید بن عبدالملک کے حکم سے ہوئی۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص مجھ سے

کہہ رہا ہے کہ یہ تحریر مٹ جائیگی اور اس کی جگہ بنی ہاشم کے ایک شخص محمد کا نام ولید کے بجائے لکھا جائے گا میں نے اس شخص سے کہا کہ میں محمد ہوں بنی ہاشم ہوں اور محمد کسکا بیٹا ہوگا اس ہاتف غیبی نے کہا وہ عبداللہ کا بیٹا ہے میں نے کہا میں عبداللہ کا بیٹا ہوں۔ اچھا وہ کس کا بیٹا ہوگا اس نے کہا وہ محمد کا بیٹا ہوگا۔ میں نے کہا میرا دادا محمد تھا۔ اچھا پھر وہ کس کا بیٹا ہوگا اس نے کہا علی کا میں نے کہا میرے پردادا بھی علی تھے۔ پھر میں نے پوچھا وہ کس کے بیٹے ہوں گے اس نے کہا عبداللہ کے میں نے کہا تو میرے پردادا کے باپ بھی عبداللہ تھے پھر میں نے پوچھا وہ کس کے بیٹے ہوں گے اس نے کہا عباس کے اگر میں عباس تک نہ پہونچا ہوتا تو مجھے اپنے صاحب امر ہونے میں کوئی شبہ ہی نہ تھا۔ اس زمانے میں میں نے اس خواب کو عام طور پر بیان کر دیا تھا۔ ہم اس وقت مہدی کو جانتے بھی نہ تھے۔ اب عام طور پر لوگوں کی زبان پر اس خواب کا چرچا تھا۔ ایک مرتبہ مہدی مسجد رسول صلعم میں آئے نظر اٹھائی تو ولید کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ کہنے لگے کہ اب ابھی مجھے ولید کا نام یہاں نظر آرہا ہے۔ انھوں نے ایک کرسی منگوائی جوان کے لئے صحن مسجد میں رکھدی گئی۔ یہ اس پر بیٹھ گئے اور کہا کہ میں اس وقت تک اب یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک کہ ولید کا نام مٹا کر میرا نام اس کی جگہ نہ لکھدیا جائے گا اور حکم دیا کہ راج بلائے جائیں اور سیڑھیاں اور دوسری اشیائے ضروریہ منگوائی جائیں۔ چنانچہ جب تک ولید کا نام مٹا کر ان کا نام اس جگہ نہ لکھدیا گیا وہ وہیں ٹھہرے رہے۔

عبداللہ بن محمد بن عطا سے روایت ہے کہ جب رات خاموش ہو گئی تو مہدی بیت اللہ کے طواف کے لئے آئے مسجد کے ایک پہلو سے ایک اعرابی عورت کو کہتے سنا۔ میری قوم مصائب میں مبتلا ہے، قحط زدہ ہے، مقروض ہے۔ کئی سال کی خشک سالی نے اسے تباہ کر دیا ہے ان کے مرد ہلاک ہو گئے۔ ان کے مویشی پریشان ہو گئے۔ ان کے بال بچے زیادہ ہیں جواب حالت غربت میں

دربدر پھرتے ہیں۔ جس سے حسن سلوک کی اللہ اور رسول نے وصیت کی تھی۔ اب کیا کوئی ایسا امیر ہے جو مجھے کچھ خیرات دلائے سفر میں اللہ اس کی حفاظت کریگا اور اس کی غیبت میں اس کے اہل وعیال کی حفاظت کریگا اس کے اس سوال کو سن کر مہدی نے اپنے خدمتگار نصیر کو حکم دیا کہ اسے پانسو درہم دیدے۔

سب سے پہلے نمدے کا فرش مہدی نے استعمال کیا اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ یہ اپنے باپ کے حکم سے رے میں مقیم تھے وہاں طبرستان سے نمدے بطور ہدیہ ان کو بھیجے گئے انھوں نے اس کا بستر بنالیا اور برف اور گھاس اس کے گرد لگائی جب تک خس کا استعمال معلوم نہ ہو اسی طرح سے وہ گرمی بسر کرتے رہے اور اس ترکیب سے بہت آرام سے بسر ہوئی۔

مفضل کہتے ہیں کہ مہدی نے مجھے حکم دیا کہ عرب بادیہ سے جو امثال میں نے سنی ہیں اور جن کی صحت میرے خیال میں مسلم ہے ان سب کو میں ایک جا ان کے لئے جمع کردوں چنانچہ میں نے تمام امثال اور عربوں کی لڑائیاں قلمبند کردیں انھوں نے اس کام کا مجھے بہت کچھ صلہ اور انعام دیا۔

عبدالرحمان بن سمرہ کی اولاد میں سے کسی نے شام میں بغاوت برپا کرنا چاہی وہ گرفتار کر کے مہدی کے پاس پیش کیا گیا مہدی نے اسے رہا کردیا اس کو اپنی جود وعطا سے مالا مال کردیا اور اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کرلیا۔ ایک دن انھوں نے اس سے کہا کہ زہیر کا وہ قصیدہ جس کی ردیف را ہے مجھے سناؤ جس کا پہلا مصرع یہ ہے۔ لِمَنِ الدِّيَارُ بِقُنَّةِ الْحِجْرِ۔ سمری نے وہ قصیدہ پڑھ کر سنایا اور پھر کہا اب ایسے لوگ کہاں رہے جن کی شان میں ایسا قصیدہ کہا جائے یہ سنکر مہدی برہم ہو گئے اسے جاہل قرار دیا اور سامنے سے ہٹادیا مگر عتاب نہیں کیا۔ دوسرے لوگوں نے اس کے

اس فعل کو حماقت پر محمول کیا۔

ایک مرتبہ ابوعون عبدالملک بن یزید بیمار پڑا۔ مہدی اس کی عیادت کو گئے۔ یہ جس کمرہ میں مقیم تھا وہ بہت ہی کثیف اور تنگ و تاریک تھا۔ عمارت بھی ادنےٰ تھی اس کی شہ نشین کی محراب میں کچی اینٹیں نکلی ہوئی تھیں مگر وہاں نہایت پر تکلف مسند بچھا دی گئی تھی مہدی مسند پر بیٹھ گئے ابوعون ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ مہدی نے مزاج پرسی کی اور اس کی علالت پر اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ ابوعون نے کہا میں توقع رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے صحت عطا فرمائے اور بستر پر مجھے نہ مارے بلکہ میں آپ کی اطاعت میں قتل کیا جاؤں اور مجھے اعتماد کامل ہے کہ جب تک میں آپ کی اطاعت کا اللہ کے سامنے پورا حق ادا نہ کروں گا مجھے موت نہیں آئے گی۔ کیونکہ اس بات کو ہم سے ہمارے اسلاف نے روایت کیا ہے اور ہم نے بھی اس کی روایت دوسروں سے کی ہے۔

اس تقریر سے مہدی بہت خوش ہوئے۔ اور کہا کہ جو ضرورت ہو مجھ سے کہو، اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی جس بات کی تم کو ضرورت ہو مجھ سے کہدو۔ اگر اپنے بعد کے لئے تم کوئی وصیت کرنا چاہو یا کر چکے ہو اور اس کی بجا آوری تمہاری دولت نہ کر سکتی ہو تو بلا تکلف مجھ سے کہدو میں اسے پورا کر دوں گا۔ ابوعون نے ان کا بہت شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ عبداللہ بن عون سے خوش ہو جائیں اور اسے بلالیں کیونکہ آپ کو اس سے ناراض ہو کر طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ اب اس کی خطا معاف کر دیجئے۔ مہدی نے کہا ابوعون وہ مسلک اعتدال سے ہٹا ہوا ہے اور ہمارے اور تمہارے دونوں کے مذہب سے مخالفت رکھتا ہے وہ شیخین ابوبکرؓ اور عمرؓ کو برا سمجھتا اور برا کہتا ہے۔ ابوعون نے کہا بخدا امیرالمومنین یہی تو وہ بات ہے جس کی

بنا پر ہم نے خروج کیا اور اس کی دعوت دی اب اگر بعد میں کوئی بات آپ پر منکشف ہوئی ہو تو کہئے ہم اسی کو تسلیم کرینگے۔ جب مہدی وہاں سے پلٹے تو اثنائے راہ میں انھوں نے اپنے اس وقت کے ہمراہی بیٹوں اور اعزا سے کہا کہ تم کو بھی ابوعون کی طرح زندگی بسر کرنا چاہئے۔ مجھے یقین تھا کہ ابوعون کا مکان سونے اور چاندی کا ہوگا اور تمہارا یہ حال ہے کہ کچھ بھی کہیں سے مل جاتا ہے تو اسی کو بیش قیمت تعمیر میں صرف کر دیتے ہو اور ساگوان کی لکڑی لگاتے ہو اور اس پر سنہرا کام کراتے ہو۔

ایک مرتبہ مہدی نے اپنی تقریر میں کہا "اے اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو" ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا "تم خود اللہ سے ڈرو کیونکہ تم حق کے خلاف کرتے ہو۔ اس شخص کو سپاہیوں نے پکڑ لیا اور اب تلوار کی نوکیں اس پر رکھ لیا جب یہ مہدی کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اسے ڈانٹا۔ حرام زادے تو مجھے منبر پر ٹوکتا ہے کہ اللہ سے ڈر' اس نے کہا گالی دینا آپ کی خو ہے اگر کوئی اور ایسا کہتا تو میں آپ ہی کے سامنے اس پر دعویٰ کرتا۔ مہدی نے کہا تو نبطی معلوم ہوتا ہے اس نے کہا اس سے آپ کو اور زیادہ شرم آنا چاہئے کہ ایک معمولی نبطی آپ کو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ مہدی نے اسے کچھ نہیں کہا اور وہ نبطی بعد میں اس واقعہ کو عام طور پر بیان کرتا تھا۔

ایک مرتبہ مہدی نے کہا کہ مجھ سے فائدہ اٹھانے کا سب سے بہتر ذریعہ یا وسیلہ یہ ہے کہ میرے کسی سابقہ احسان کو جو میں نے کیا ہو مجھے یاد دلایا جائے تاکہ ویسا ہی احسان پھر میں کروں کیونکہ بعد کو احسان کرنے سے دست کش ہو جانا سابقہ احسانات کے شکر کو قطع کر دیتا ہے۔

جب صالح بن داؤد بن طہمان۔ یعقوب بن داؤد کا بھائی بصرہ کا والی مقرر ہوا تو بشار بن برد بن یرجوخ نے اس کی ہجو میں یہ شعر کہا۔

همُ حملوا فوق المنابر صالحاً ✧ اخاك فضجّت من اخيك المنابر

ترجمہ۔ انہوں نے تیرے بھائی صالح کو والی بنا کر منبر پر سوار کر دیا تو تمام منابر تیرے بھائی کی وجہ سے تنگ آ گئے۔

یعقوب ابن داؤد کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے مہدی سے جا کر عرض کیا کہ امیر المومنین دیکھئے یہ اندھا مشرک آپ کی ہجو کرتا ہے۔ انہوں نے پوچھا اس نے کیا ہجو کی ہے۔ یعقوب نے عرض کیا جناب والا اس کے سنانے سے مجھے معاف رکھیں۔ مہدی نے کہا نہیں ضرور سناؤ یعقوب نے یہ شعر پڑھے۔

خليفة يزني بعماته ✧ يلعب بالدبوق والصولجان

ابدلنا الله به غيره ✧ ودس موسى في حرالخيزران

ترجمہ۔ یہ خلیفہ ہے جو اپنی پھوپھیوں سے زنا کرتا ہے لاسہ سے چڑیاں پکڑتا ہے اور پولو کھیلتا ہے۔ اللہ اس کے بدلے ہمیں دوسرا خلیفہ عطا کرے اور خیزران کے اندام نہانی میں استرا بھونک دے۔

مہدی نے یعقوب کو حکم دیا ہے حاضر کرو یعقوب کو خوف پیدا ہوا کہ وہ جب ان کے سامنے آئے گا تو اُن کی مدح کریگا۔ اور یہ اسے معاف کر دینگے۔ اس لئے اپنے ایک خاص آدمی کو مقرر کر دیا کہ جب بشار آنے لگے تو یہ محلہ خرارہ کی بٹھاری پار اوس سے جا ملے اور واپس کر دے۔

جب مروان ابی حفصہ مہدی کے پاس آیا تو اس نے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے۔

انّى يكون وليس ذاك بكائن ✧ لبنى البنات وراثة الاعمام

ترجمہ۔ یہ نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہو کہ چچاؤں کی وراثت نواسوں کو ملے مہدی نے اسے ستّر ہزار درہم دیئے اس پر مروان نے یہ شعر کہا۔

بسبعين الفاً راشني من حبائه ✧ وما نالها في الناس من شاعر قبلي

(ترجمہ) اس نے مجھے ستر ہزار درہم رشوت دے کر خرید لیا اور اتنی بڑی رقم کسی شاعر کو مجھ سے پہلے نہیں ملی۔

ایک مرتبہ مہدی نے عمارہ بن حمزہ سے پوچھا سب سے زیادہ درد کس کے کلام میں ہے۔ اس نے کہا والبہ بن حباب الاسدی اور اس کے یہ شعر ہیں۔

ولها ولا ذنب لها ❊ حبٌّ کاطراف الرماح

فی القلب یقدح والحشا ❊ فالقلب مجروح النواحی

(ترجمہ) اس کی محبت کی خلش اگرچہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں اس طرح سے میرے قلب و جگر میں چبھ رہی ہے جیسے نیزوں کی انی اور اس کی وجہ سے میرا دل ہر سمت سے چھلنی ہو رہا ہے۔

مہدی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو عمارہ نے کہا پھر آپ اسے کیوں اپنا ندیم نہیں بناتے وہ عرب ہے۔ شریف ہے، بذلہ سنج شاعر ہے مہدی نے کہا اس کا یہ شعر مجھے اس کی محبت سے روکتا ہے۔

قلتُ لساقینا علی خلوۃٍ ❊ أدنِ کذا رأسک من رأسی

ونَم علی وجهک لی ساعۃً ❊ إنّی امرؤٌ أنکح جلاسی

(ترجمہ) میں نے خلوت میں اپنے ساقی سے کہا کہ اس طرح تو اپنا سر میرے سر سے قریب کر اور تھوڑی دیر کے لئے اوندھا سو جا۔ کیونکہ میں اپنے جلیسوں سے صحبت کرتا ہوں۔

کیا تم چاہتے ہو کہ اس شرط پر اس کی صحبت گوارا کی جائے۔

مہدی کے عہد میں ایک معمولی شخص تھا جو شعر بھی کہتا تھا اس نے مہدی کی مدح میں بھی کچھ کہا۔ اسے ان کے سامنے پیش کیا گیا اس لئے اپنے شعر سنائے جن میں ایک جگہ وجوار زفرات آیا تھا مہدی نے پوچھا یہ زفرات کیا شے ہے اس نے کہا کیا امیر المومنین نہیں جانتے مہدی نے کہا میں تو نہیں جانتا۔ اس نے

کہا کہ جب آپ امیر المومنین مسلمانوں کے سردار اور رسول اللہ کے چچا کے بیٹے ہو کر اس سے واقف نہیں تو میں تو خدا کی قسم ہے ہرگز بھی اس سے واقف نہیں ہوں کہ یہ کیا ہے۔

ایک مرتبہ طریح بن اسماعیل الثقفی مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اپنا تعلق بتایا اور درخواست کی کہ آپ میرا کلام سنئے مہدی نے کہا کیا تو نے ولید بن یزید کے لئے یہ شعر نہیں کہا۔

انت ابن مسلنطح البطاح ولم ⁂ یطرق علیک الحنی والولج

میں ہرگز اسے پسند نہیں کرتا کہ میرے متعلق ایسا شعر کہا جائے میں تمہارا کلام نہیں سنا لوں چاہتے ہو تو کچھ دیئے دیتا ہوں۔

سنہ ۶۶ ہجری میں مہدی نے حکم دیا کہ سب لوگ روزہ رکھیں اور چوتھے دن وہ نماز استسقا پڑھائینگے۔ تیسری رات گزری تھی کہ خوب برفباری ہو گئی اس پر لقیط بن بکیر المحاربی نے یہ شعر کہے۔

یا امام الھدی سقینا بک الغیث وزالت عنا لک اللاواء

ترجمہ اے امام برحق آپ کی وجہ سے بارش نے ہمیں سیراب کیا اور قحط کی شدت سے ہمیں نجات ملی۔

ایک سال مہدی کے عہد خلافت میں شدید گرما میں ماہ صیام واقع ہوا۔ اس زمانے میں ابودلامہ جس سے مہدی نے کسی انعام کا وعدہ کیا تھا مہدی سے بار بار درخواست کرتا تھا کہ اس کا ایفا ہو اسی مضمون کو اس نے ایک منظوم درخواست میں لکھ کر جس میں گرمی اور روزہ کی تکلیف کا بیان تھا مہدی کی خدمت میں پیش کی اسی درخواست میں اس نے یہ شعر لکھے تھے۔

ادعوک بالرحم التی جمعت لنا ⁂ فی القرب بین قریبنا والابعد

الا سمعت وانت اکرم من مشی ⁂ من منشر ہو جزاء المنشد

حل الصیام فصمته متعبدا ⁂ ارجو ثواب الصائم المتعبد

وسجدت حتی جبھتی مشجوجۃ ⁂ مما اکلف من نطاح المسجد

(ترجمہ) میں آپ کو اس قرابت کا واسطہ دے کر جس نے قریب اور بعید میں قربت کردی ہے درخواست کرتا ہوں کہ کیا آپ نے میری گذارش کو سنا نہیں حالانکہ آپ وہ بہترین انسان ہیں کہ جس سے شاعر صلہ کی امید رکھ سکتا ہے۔ ماہ صیام آیا میں نے نہایت خلوص کے ساتھ ثواب جزیل کی توقع میں روزے رکھے اور اتنے سجدے کئے کہ میری پیشانی صحن مسجد کی کنکریوں سے مجروح ہو گئی۔

مہدی نے درخواست پڑھکر اسے بلایا اور کہا اے حرامزادے میرے اور تیرے درمیان کونسی قرابت ہے اس نے کہا حضرت آدم اور حضرت حوا کے واسطے سے اس جواب پر وہ ہنسے اور انعام دلوادیا۔

خالد المعیطی سے روایت ہے کہ میری موسیقی کی مہدی سے تعریف کی گئی تھی اس وجہ سے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے مجھ سے موسیقی کی تعریف پوچھی اور یہ بھی پوچھا کہ میں کہاں تک اس سے واقف ہوں اور کہا کہ نواقیس ادا کرو۔ میں نے کہا مناسب ہے امیر المومنین اگر حکم ہو تو صلیب کا راگ بھی سناؤں میری یہ بات سن کر ناراض ہو گئے مجھے نکلوادیا مجھے معلوم ہوا کہ میرے چلے آنے کے بعد انھوں نے کہا کہ مجھے ایسے معیطی وغیرہ کی ضرورت نہیں اور نہ میں کبھی ایسے شخص کو اپنا مصاحب خاص بناؤں گا۔

مشہور گوئیے معبد نے ان اشعار میں نواقیس گایا ہے۔

سلی دار لیلی ھل تجیب فتنطق ✧ وانی ترد القول بیدا سملق

وانی تود القول دار کانھا ✧ یطول بلاھا والتقادم مھرق

(ترجمہ) ذرا لیلیٰ کے قیام گاہ سے پوچھ کر دیکھو کہ آیا وہ کچھ جواب دیتی ہے اور اس کے لئے زبان سے کچھ کہتی ہے؟ بھلا نرم اور مسطح زمین کہاں جواب دیتی ہے اور بھلا وہ قیام گاہ جو امتداد زمانہ اور مسلسل بربادی کی وجہ سے ایک صاف اور چٹیل میدان ہو گئی ہے

کہاں جواب دیتی ہے۔ ان اشعار کی روایت اصمعی نے بھی کی ہے۔
جب مہدی بیت المقدس کے لئے روانہ ہوئے تو اثنائے راہ میں حکم الوادی جس کے سر پر پٹے دار بال تھے دف بجاتا ہوا سامنے آیا اور کہا کہ میں نے یہ شعر کہے ہیں۔

فمتی تخرج العروس فقد طال لها حبسها
قد دنا الصبح اوبدا وهی لم تقض لبسها

(ترجمہ) دلھن کب نکلے گی اسے آرائش کے لئے علیحدہ ہوئے بہت دیر ہو گئی۔ اب صبح نمودار ہونے کو آئی بلکہ ہو چکی ہو گی اور اس کا بناؤ سنگھار ہی ابھی ختم نہیں ہوا۔

پہرہ دار اس کی طرف لپکے مگر اس نے ڈانٹا کہ الگ رہو۔ مہدی نے پوچھا یہ کون ہے۔ کہا گیا یہ حکم الوادی شاعر ہے۔ مہدی نے اسے اپنے پاس بلایا اور صلہ دیا۔

ایک مرتبہ مہدی اپنے کسی مکان میں آئے وہاں ان کو اپنی ایک عیسائی جاریہ نظر آئی اس کے گریبان کا چاک وسیع تھا اور دونوں پستانوں کے درمیان کا مقام کھلا ہوا تھا اور وہاں ایک سنہری صلیب آویزاں تھی۔ مہدی کو اس کی یہ ادا بہت پسند آئی انہوں نے ہاتھ بڑھا کر اس سے صلیب لے لی وہ جاریہ اس پر بے قرار ہو گئی مہدی نے اس پر یہ شعر کہا۔

یوم نازعتها الصلیب فقالت ویح نفسی اما تحل الصلیبا

(ترجمہ) جس روز میں نے اس کی صلیب چھین لی تو اس نے کہا میرا برا ہو آپ صلیب کو بھی گوارا نہیں کرتے۔

مہدی نے کسی شاعر کو طلب کر کے اس سے کہا کہ اس پر اور شعر کہو چنانچہ اس نے اور شعر کہہ دیئے۔ اور پھر ان کے حکم سے وہ راگ سے ادا کئے گئے اور مہدی ان کے طرز ادا کو بہت ہی پسند کرتے تھے۔

ایک مرتبہ مہدی نے اپنی کسی جاریہ کو دیکھا کہ اس کے سر پر ایک تاج ہے اور اس میں سونے چاندی کے کام کا ایک نرگس کا پھول بنا ہوا ہے۔ مہدی کو یہ پھول بہت بھلا معلوم ہوا اور انھوں نے فی البدیہہ یہ کہا۔

یاحبذا النرجس فی التاج۔ نرگس کا پھول تاج میں کیا بھلا معلوم ہو رہا ہے پورا شعر ان سے نہ ہو سکا اور زبان رُک گئی انھوں نے پوچھا کون حاضر ہے۔ خادموں نے کہا عبداللہ بن مالک موجود ہے۔ مہدی نے اسے اپنے پاس بلایا اور واقعہ سنا کر یہ مصراع پڑھا۔ اور خواہش کی کہ اگر تم سے ہو سکے تو اس پر کچھ اور کہو۔ اس نے کہا بہت خوب مجھے تھوڑی مہلت دیجئے کہ میں علیحدہ بیٹھ کر فکر کروں۔ مہدی نے کہا مناسب ہے عبداللہ ان کے پاس سے چلا آیا اور اس نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو بلا کر کہا کہ اس پر مصرع لگاؤ اس نے یہ مصراع چسپاں کیا علے جبین لاح کالعاج۔ (وہ تاج ایسی پیشانی پر ہے جو ہاتھی دانت کی طرح سفید اور روشن ہے) نیز اس نے اس پر چار شعر کا ایک قصیدہ لکھ دیا۔ عبداللہ نے اسے مہدی کی خدمت میں بھیجدیا مہدی نے چالیس ہزار درہم عبداللہ کو صلہ میں دیئے۔ اس میں سے صرف چار ہزار تو اس نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو دیئے باقی اپنے جیب میں رکھ لئے۔ ان اشعار کو عام طور پر گایا جاتا ہے۔

ابو غسّلی کہتا ہے کہ توزی نے اپنے حسب ذیل شعر جو اس نے مہدی کی جاریہ حسینہ کے بارے میں کہے تھے مجھے سنائے۔

ادی ماء ولی عطش شدید ٭ ولکن لاسبیل الی ورود

(ترجمہ) پانی بھی ہے اور سخت پیاس بھی ٭ مگر کوئی سبیل پانی تک پہونچنے کی نہیں ہے۔

اما یکفیک انک تملکینی ٭ وان الناس کلھم عبیدی

(ترجمہ) کیا تیرے لئے یہ کافی نہیں کہ تو میری مالک بن جا اور پھر تمام بنی نوع انسان میرے غلام ہیں۔

وانک لو قطعت یدی ورجلی ❊ لقلت من الرضی احسنت یدی

(ترجمہ) اور اگر تو میرے ہاتھ پاؤں بھی قطع کر دے تو میں یہی کہوں کہ بڑی خوشی سے، تو نے خوب کیا۔

اور علی بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب مہدی بصرہ آئے تو میں نے ان کو قریش کی شاہراہ سے شہر میں داخل ہوتے دیکھا۔ ان کی صاحبزادی بانوقہ ان کے ہمراہ تھی یہ صاحب شرطہ اور مہدی کے درمیان تھی اور نوجوان لڑکوں کی طرح اس نے سیاہ قبا پہنی تھی اور تلوار کو حمایل کیا تھا میں نے اس کے پستانوں کا اُبھار بھی محسوس کیا۔

علی بن محمد اپنے باپ کی دوسری روایت بیان کرتا ہے کہ جب مہدی بصرہ آئے تو قریش کی شاہراہ سے گزرے ہمارا مکان اسی میں تھا ان سے پہلے اور تمام والیوں کا یہ حال تھا کہ وہ فال بد کی وجہ سے اس سڑک سے کبھی پہلی مرتبہ بصرہ میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ اس کے متعلق یہ عام شہرت تھی کہ جو والی اس سڑک سے داخل ہوا وہ تھوڑے ہی دن والی رہ سکا۔ اور کوئی خلیفہ تو مہدی کے علاوہ کبھی اس سڑک پر گذرا ہی نہ تھا۔ بلکہ تمام والی اور خلفا عبد السلطان بن سمرہ کی سڑک پر جو اس سڑک کے پہلو بہ پہلو واقع ہے گزرتے تھے۔ میں نے مہدی کو جلوس کے ساتھ اس سڑک پر گزرتے دیکھا عبداللہ بن مالک ان کا کوتوال ان سے کچھ ہی آگے ہاتھ میں چھوٹا بھالا لئے چل رہا تھا۔ ان کی بیٹی بانوقہ ان کے اور کوتوال کے درمیان نوعمر لڑکوں کی ہئیت میں سیاہ قبا پہنے، کارچوبی بگلوس لگائے

تلوار حمائل کیئے ساتھ تھی مجھے اس کی قبا میں اس کے پستانوں کا اُبھار نظر آرہا تھا۔ بانوقہ کا رنگ سانولہ تھا قامت قیامت تھی اور نہایت دلفریب لڑکی تھی جب بغداد میں اس کا انتقال ہوا تو مہدی کے رنج و اندوہ کی کوئی حد نہ رہی ان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ وہ تعزیت لینے کے لئے دربار عام میں بیٹھے کسی کی روک ٹوک نہ تھی ہزارہا آدمی تعزیت کے لئے آئے اور اس کے اظہار میں بہتر سے بہتر فصاحت و بلاغت صرف کی جو علما اس طرز بیان کے نقاد ہیں ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شبیب بن شیبہ سے بہتر اور بلیغ الفاظ میں کسی نے تعزیت نہیں کی۔ اس نے کہا یا امیر المومنین اللہ خیر لھا منك و ثواب اللہ خیر لك منھا وانا اسال اللہ الا یحزنك ولا یفتنك (ترجمہ) اے امیر المومنین اس کے لئے اللہ آپ سے زیادہ بہتر ہے اور آپ کے لئے اللہ کا اجر اس سے بہتر اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اب محزون نہ کرے اور نہ اور کسی مصیبت میں مبتلا کرے۔

صباح بن عبداللہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ بانوقہ کے مرنے پر شبیب بن شیبہ مہدی کے پاس آیا اور اس نے کہا اعطاك اللہ یا امیر المومنین علے ما رزئت اجرا و اعقبک صبرا لا اجھد اللہ بلاك بنقمتہ ولا نزع منك نعمة۔ ثواب اللہ خیر لك منھا و رحمتہ اللہ خیر لھا منك واحق ما صبر علیہ ما لا سبیل الی ردہ۔ ترجمہ۔ اے امیر المومنین جو مصیبت آپ پر نازل ہوئی ہے اللہ اس کا اجر آپ کو دے اور صبر جمیل عطا فرمائے اور کسی مزید تکلیف سے اس میں اضافہ نہ کرے اور نہ کسی نعمت کو آپ سے سلب کرے آپ کے لئے اللہ کا ثواب اس مرحومہ سے بہتر ہے اور اس کے لئے اللہ کی رحمت آپ سے زیادہ بہتر ہے اور جو شے کسی طرح واپس نہ مل سکے اس پر صبر بہر حال اولیٰ ہے۔

خلافت ہادی

اس سال موسیٰ بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس مہدی کی وفات کے دن خلیفہ ہوئے یہ اس وقت جرجان میں مقیم اور اہل طبرستان سے جنگ میں مصروف تھے مہدی نے ماسبذان میں وفات پائی ان کا بیٹا ہارون ان کے ہمراہ تھا اور اپنے مولیٰ ربیع کو وہ بغداد میں اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ آئے تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ مہدی کے مرنے کے بعد تمام موالی اور امرائے عساکر ہارون کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ اگر مہدی کی وفات کا علم فوج کو ہو گیا تو ہنگامہ اور شورش برپا ہو جائیگی۔ اس لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو سوار کرا لیا جائے اور فوج کو واپسی کا حکم دیا جائے اور پھر بغداد میں ان کو سپرد خاک کیا جائے ہارون نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو میں اپنے باپ یحییٰ بن خالد برمکی کو بلاتا ہوں۔

مہدی نے انبار سے لے کر منتہائے افریقیہ تک تمام ممالک مغربی کا ناظم ہارون کو مقرر کیا تھا مگر ان کے حکم سے ان تمام ممالک کا نظم و نسق عملی طور پر یحییٰ بن خالد کے سپرد تھا وہی عمال مقرر کرتا دفاتر کی نگرانی رکھتا خود بھی ان امور کو سرانجام دیتا اور دوسروں کو بھی اپنا نائب بناتا۔ مہدی کی وفات تک اس کی یہی بات قائم رہی۔ یحییٰ ابن خالد ہارون کے پاس آیا ہارون نے اس سے کہا اے میرے باپ عمر بن بزیع، نصیر، اور مفضل جو کچھ کہتے ہیں اس میں آپ کی کیا رائے ہے اس نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں، یحییٰ سے پورا واقعہ بیان کیا گیا اس نے کہا میں اس رائے کو

مناسب نہیں سمجھتا، ہارون نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ ان کی موت کا واقعہ ایسا نہیں جو چھپ جائے مجھے اندیشہ ہے کہ جب فوج کو یہ بات معلوم ہو گی تو وہ ان کی محل سے لپٹ جائیں گے اور کہیں گے کہ جب تک ہمیں تین سال کی یا اس سے بھی زیادہ معاش نہ دی جائے گی ہم ان کو نہیں چھوڑتے نیز وہ سرکشی کرینگے اور پھر متفرق ہو جائینگے اس وقت بڑی مصیبت پیش آئیگی مجھے تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کو یہیں دفن کر دیا جائے اور نصیر کو امیر المومنین ہادی کے پاس مہر اور عصائے خلافت دے کر تہنیت اور تعزیت کے لئے فوراً روانہ کر دیا جائے اور چونکہ نصیر محکمہ ڈاک و رسائل کا عامل ہے اور اس وجہ سے اگر وہ اپنے متعلقہ علاقہ کی ڈاک پر روانہ ہو گا تو کسی کو اس کے جانے پر کوئی اچنبھا بھی نہ ہو گا۔ علاوہ بریں دوسری بات آپ یہ کریں کہ جس قدر فوج آپ کے ساتھ ہے ان سب کو دو دو سو درہم بطور انعام کے دیدیجئے اور پھر ان کو مراجعت کا حکم دیجئے جس وقت درہم ان کے ہاتھ میں آجائینگے اس وقت ان کو سوائے اپنے مکان اور بال بچوں کے اور کوئی بات یاد نہ رہیگی اور نہ بغداد سے ادھر پھر وہ کہیں رکیں گے۔

ہارون نے اس مشورہ پر عمل کیا اور واقعہ بھی یہی ہوا کہ جب فوج کو درہم مل گئے تو انھوں نے بغداد چلو بغداد چلو کے نعرے لگائے اور ماسبذان چھوڑ کر بغداد کی طرف نکلے بغداد پہونچ کر جب ان کو خلیفہ کی موت کی خبر ملی وہ ربیع کی پھاٹک پر آئے اسے جلا دیا اور اپنی معاش کا مطالبہ کرنے لگے اور ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ ہارون بغداد آیا خیزران نے ربیع اور یحیٰی بن خالد کو مشورہ کے لئے اپنے پاس بلایا۔ ربیع تو اس کے سامنے چلا آیا مگر چونکہ یحیٰی کو یہ بات معلوم تھی کہ موسیٰ سخت غیور ہے اس نے اس کے سامنے جانے سے احتراز کیا۔ خیزران نے تمام روپیہ جمع کر کے فوج کی

دو سال کی معاش ادا کر دی اس سے وہ سب خاموش ہو گئے۔ جب اس واقعہ کی اطلاع ہادی کو ہوئی انھوں نے ربیع کو ایک خط لکھا اس میں اس کی اس کارروائی پر اسے ڈانٹا اور قتل کی دھمکی دی اور ایک خط یحییٰ بن خالد کو لکھا اس کے طرز عمل کو سراہا اور حکم دیا کہ جس طرح ہمیشہ سے تم ہارون کے تمام معاملات اور اس کے عمال کا عزل و نصب کرتے آئے ہو اسی طرح اب بھی اپنے اختیارات سے کام لیتے رہو۔

ہادی کی اس برہمی پر ربیع نے یحییٰ کو جسے وہ اپنا مخلص دوست سمجھتا اور ہمیشہ اس کے مشورہ پر اعتماد کرتا تھا بلوایا اور کہا اے ابو علی اب میں کیا کروں مجھ میں تو قتل ہونے کی ہمت نہیں ہے۔ اس نے کہا ایک تو یہ کرو کہ اپنی جگہ سے کہیں اور نہ جاؤ دوسرے یہ کہ اپنے بیٹے فضل کو مختلف الوان نعمت، فواکہ اور تحائف کے ساتھ جن کا تم اپنی انتہائی مقدرت سے انتظام کر سکتے ہو ان کے استقبال کو بھیجو۔ اس ترکیب سے میں اللہ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ جب وہ یہاں واپس آئینگے تو جس بات کا ہمیں خوف ہے وہ جاتی رہیگی۔ ربیع کے بیٹے فضل کی ماں ان دونوں کی اس سرگوشی کو کہیں سے سن رہی تھی اس نے بے ساختہ کہا کہ جو رائے یحییٰ نے دی ہے وہ بیشک خلوص پر مبنی ہے، ربیع نے کہا چونکہ معلوم نہیں کہ کیا افتاد پیش آئے میں چاہتا ہوں کہ اپنے بعد کے لئے تم کو وصیت کر جاؤں یحییٰ نے کہا مجھے تنہا اس کام کے لئے مقرر نہ کرو اگرچہ میں کسی ضروری بات سے پہلو تہی نہیں کروں گا اور یہ معاملہ ہو یا کوئی اور میں ہر بات میں تمہارے ساتھ ہوں مگر مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ میں میرے ساتھ تم اپنے بیٹے فضل اور اس عورت کو جو اپنی اصابت رائے اور ہوشمندی کی وجہ سے اس کی مستحق ہے شریک کر دو، ربیع نے یہ بات مان لی اور ان تینوں

کو اپنے بعد کے لئے وصیت کردی۔

فضل بن سلیمان کہتا ہے کہ جب بغداد میں فوج نے ربیع کے خلاف ہنگامہ برپا کیا تو انھوں نے ان تمام لوگوں کو جو اس کے پاس نظر بند تھے آزاد کردیا اس کے مکان کے دروازے میدان میں لاکر عباس بن محمد۔ عبدالملک بن صالح اور محرز بن ابراہیم کی موجودگی میں جلا ڈالے۔ عباس نے چاہا کہ یہ کسی طرح اپنی معاشیں لے کر خاموش ہو جائیں اور چلے جائیں اس نے اس کے لئے پوری کوشش صرف کی مگر وہ نہ مانے اور اس کی ضمانت پر اعتماد نہیں کیا البتہ جب محرز بن ابراہیم نے ان کی معاشں دینے کی ضمانت کی تو اسے انھوں نے مان لیا اور متفرق ہو گئے۔ محرز نے اپنی ضمانت کے ایفا میں ان کو اٹھارہ ماہ کی معاشں دیدی۔ یہ ہنگامہ ہارون کے بغداد آنے سے پہلے ہوا۔ جب وہ خود ہادی کے نائب کی حیثیت سے بغداد آیا اور ربیع اس کے وزیر کی حیثیت سے اس کے ساتھ تھا تو اب اس نے تمام اطراف واکناف مملکت میں وفد روانہ کئے تاکہ وہ خلیفہ مہدی کی موت کی اطلاع دیں اور موسیٰ الہادی کی خلافت اور اس کے بعد ہارون کی ولیعہدی کے لئے بیعت لیں، اس نے بغداد کا انتظام بھی ٹھیک کرلیا۔ نصیر خادم مہدی کی وفات ہی کے دن ماسبذان سے جرجان روانہ ہوا تاکہ ہادی کو مہدی کی خبر مرگ اور ان کی خلافت کی اطلاع دے۔ جس وقت یہ جرجان پہونچا ہادی نے اسی وقت کوچ کا اعلان کردیا اور وہ فوراً ہی تیز رَو ڈاک کے گھوڑوں پر بغداد روانہ ہو گئے ان کے اعزا میں سے ابراہیم اور جعفر اور وزرا میں سے عبید اللہ بن زیاد الکاتب میر منشی اور محمد ابن جمیل بخشی فوج ان کے ہمراہ تھے۔ جب یہ مدینۃ السلام کے قریب پہونچے تو ان کے تمام اہلبیت اور دوسرے اعیان واکابر ملک نے ان کا استقبال کیا۔ ربیع نے ان

کی غیبت میں وفود کے بھیجنے اور فوج کی معاش دینے کی جو کارروائی کی تھی اسے انھوں نے منظور کیا۔ ربیع نے اپنے بیٹے فضل کو بہت سے تحائف کے ساتھ ان کے استقبال کو بھیجا تھا فضل نے ہمدان میں ان کا استقبال کیا۔ ہادی نے اسے اپنے پاس بلایا اس کے تحائف قبول کر کے عزت افزائی کی اور پوچھا کہ تم نے میرے مولی (ربیع) کو کس حال میں چھوڑا، فضل نے اپنے باپ کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی ربیع بھی استقبال کے لئے آیا ہادی اس پر برہم ہوئے مگر اس نے معذرت کی اور اپنی کارروائی کا سبب بیان کیا۔ ہادی نے اس کی معذرت قبول کر کے اسے عبداللہ بن زیاد بن ابی لیلیٰ کی جگہ منصب وزارت پر مقرر کیا نیز محکمہ زمام کی نگرانی بھی جو اب تک عمر بن بزیع کے ماتحت تھی ربیع کے سپرد کی۔ محمد بن جمیل کو دونوں عراقوں کا افسر خراج مقرر کیا عبیداللہ بن زیاد کو شام اور اس سے ملحقہ علاقوں کا افسر خراج مقرر کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان کو بدستور اپنی جگہ افسر محافظ دستہ برقرار رکھا نیز فوج کا دفتر بھی اسی کے سپرد کر دیا۔ عبیداللہ بن حازم کی بجائے انھوں نے عبداللہ بن مالک کو اپنا کوتوال مقرر کیا۔ مہر خلافت بدستور علی بن یقطین ہی کے پاس رہنے دی۔ اس سنہ کے ماہ صفر کے ختم میں دس راتیں باقی تھیں کہ ہادی جرجان سے بغداد واپس آئے، بیان کیا گیا ہے کہ اس سفر میں صرف بیس دن صرف ہوئے۔ بغداد آ کر پہلے خلد نام قصر میں فروکش ہوئے ایک ماہ وہاں قیام کر کے بستان ابی جعفر میں قیام پذیر ہوئے اور پھر چند روز کے بعد عیسیٰ باذ چلے گئے۔

اس سال ابوجعفر المنصور کے مولیٰ ربیع نے وفات پائی۔ ہادی کی ایک منہ لگی جاریہ تھی اور وہ ان پر جان دیتی تھی جب یہ جرجان میں تھے جہاں ان کو مہدی نے بھیجا تھا تو اس جاریہ نے کچھ شعر ان کو جرجان لکھ کر بھیجے ان میں ایک شعر یہ تھا۔

یا بعید المحل امسی بجرجان نازلاً

(ترجمہ) اے وہ شخص جو یہاں سے بہت ہی دور دراز مقام پر فروکش ہے اب کیا وہ ہمیشہ جرجان ہی میں رہے گا۔

جب ہادی کو اپنی خلافت کی اطلاع ہوئی اور وہ بغداد واپس آئے تو اس جاریہ کی ملاقات کے سوا اور کوئی دوسری بات ان کے پیش نظر نہ تھی آتے ہی سیدھے اس کے پاس گئے وہ اس وقت بھی اپنے فراقیہ اشعار گا رہی تھی۔ قبل اس کے کہ کسی شخص سے بھی ملتے انھوں نے ایک دن و رات کامل اس کے پاس بسر کی۔

اس سال موسیٰ نے زندیقوں کی تلاش میں اور شدت کر دی ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ جن لوگوں کو انھوں نے قتل کیا ان میں یزداں بن باذان یقطین کا کاتب اور اس کا بیٹا علی بن یقطین بھی تھا۔ یہ نہروان کے رہنے والے تھے اس یقطین کے متعلق یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک مرتبہ حج کے لئے گیا۔ وہاں جب اس نے لوگوں کو حالت طواف میں تیز قدم چلتے دیکھا تو کہنے لگا کہ ان حجاج کی مثال تو ان بیلوں کی ہے جو کھلیان میں درو شدہ فصل کو روندتے ہیں اسی پر علا بن الحداد الاعمیٰ نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

ایا امین اللہ فی خلقہ	؞	و وارث الکعبۃ والمنبر
ماذا تری فی رجل کافر	؞	یشبّہ الکعبۃ بالبیدر
ویجعل الناس اذا اماسعوا	؞	حمراً تدوس البر والروس

(ترجمہ) اے وہ شخص جو کہ اللہ کی طرف سے بندوں پر امین مقرر کیا گیا ہے اور کعبہ اور منبر کا وارث ہے اس کافر کے لئے جو کعبہ کو کھلیان سے اور حالت سعی میں حجاج کو ان گدھوں سے جو گیہوں اور بھوسہ کو روند کر علیحدہ کرتے ہیں تشبیہ دیتا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے۔

موسیٰ نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا اتفاق سے سولی کی لکڑی ایک راہگیر حاجی پر گری جس سے وہ اور اس کا گدھا دونوں ہلاک ہو گئے۔

اسی سلسلہ میں بنی ہاشم میں سے یعقوب بن الفضل قتل کیا گیا۔
علی بن محمد الہاشمی کی روایت ہے کہ داؤد بن علی کا ایک زندیق بیٹا اور یعقوب بن الفضل بن عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب جو زندیق ہوگیا تھا دو مختلف مجلسوں میں مہدی کے سامنے پیش کیے گئے۔ جب ان دونوں نے اپنے ارتداد کا اقرار کرلیا تو مہدی نے دونوں سے ایک ہی قسم کی گفتگو کی۔ یعقوب بن الفضل نے مہدی سے کہا کہ میں اپنے جرم کا اقرار صرف آپ کے سامنے کرتا ہوں اگر آپ یہ چاہیں کہ میں علانیہ طور پر اس کا اقرار کروں تو یہ غیر ممکن ہے چاہے میرے ٹکڑے ٹکڑے ہی کیوں نہ کردئے جائیں مہدی نے اس سے کہا کہ تجھے شرم آنا چاہئے تجھے تو چاہیئے تھا کہ اگر آسمان کے پردے بھی تیرے لئے کھولدئے جاتے اور تب حقیقت امر بھی وہی ثابت ہوتی جس کا تو مدعی ہے تب بھی تجھے محمد صلعم کی ہر بات تسلیم کرنا اور ان کی حمایت کرنا چاہئے تھی کیونکہ اگر ان کا وجود ذی جود نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔ تو بھی دوسرے اشخاص و انفار میں ہوتا۔ خیر کیا کیا جائے چونکہ میں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ خلیفہ ہونے کے بعد میں کسی ہاشمی کو قتل نہیں کروں گا اس وجہ سے میں چپ ہوں ورنہ جس وقت تو میرے سامنے آیا تھا میں اسی وقت تیرا کام تمام کردیتا۔
اس کے بعد انھوں نے موسیٰ الہادی سے کہا کہ میں تم کو اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ جب میرے بعد منصب خلافت تم کو ملے تم ان کے بارے میں ایک گھڑی کا بھی انتظار نہ کرنا اور فوراً دونوں کو قتل کردینا۔ ان دونوں زندیقوں میں سے داؤد بن علی کا بیٹا حالت قید میں مہدی کی وفات سے پہلے مرگیا۔ البتہ یعقوب زندہ رہا چنانچہ جب مہدی کا انتقال ہوگیا اور موسیٰ جرجان سے بغداد آئے تو آتے ہی ان کو مہدی کی وصیت یاد آگئی انھوں نے ایک شخص کو یعقوب کے لئے متعین کردیا اس نے لحاف اس پر ڈال کر اسقدر دبایا کہ اس

کا کام تمام ہو گیا۔ موسیٰ بیعت لینے اور اپنی خلافت کے استحکام میں اس قدر منہمک ہوئے کہ یعقوب کا خیال ہی ان کے دل سے محو ہو گیا۔ جس روز یہ واقعہ پیش آیا اس روز نہایت شدید گرمی تھی کچھ رات گئے لوگوں نے موسیٰ سے کہا کہ اے امیر المومنین یعقوب کی لاش پھول گئی ہے اور اس میں سے بو آرہی ہے۔ موسیٰ نے حکم دیا کہ اسے اس کے بھائی اسحاق بن الفضل کے پاس لے جاؤ اور کہدینا کہ جیل خانہ میں یہ اپنی موت مر گیا ہے۔ اس کی نعش کو ایک چھوٹی کشتی میں رکھ کر اسحٰق کے پاس لائے اس نے لاش کی حالت دیکھی تو اندازہ کیا کہ اب غسل دینے کا موقع ہی نہیں اسی طرح اس نے اسی وقت اوس کو اپنے ایک باغ میں سپرد خاک کر دیا اور صبح کے وقت تمام بنی ہاشم کو اطلاع دی کہ یعقوب کا انتقال ہو گیا ہے سب جنازے میں شریک ہوں اس نے قد آدم لکڑی کا ایک تابوت تیار کرایا اس میں روئی بھر دی گئی اور اوپر سے اکئی تہ چادریں لپیٹ دی گئیں۔ پھر اسے ڈولے پر رکھکر جنازے کی شکل میں اٹھایا۔ باوجود ان تمام ترکیبوں کے جتنے شرکاء تھے وہ سب جانتے تھے کہ یہ محض مصنوعی جنازہ ہے۔ اس کی اولاد میں دو بیٹے عبدالرحمٰن اور فضل اور دو بیٹیاں اروی اور فاطمہ تھیں یہ آخر الذکر اپنے باپ کے نطفہ سے حاملہ تھی اور اس کا خود اس نے اقرار کیا تھا۔

علی بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس سے پہلے فاطمہ اور یعقوب بن الفضل کی ایک بیوی خدیجہ نام جو خاندان بنی ہاشم سے تھی۔ ہادی یا مہدی کے سامنے پیش کی گئیں ان دونوں نے اس کے زندیق ہونے کا اقرار کیا اور فاطمہ نے یہ بھی اقرار کیا کہ میں اپنے باپ سے حاملہ ہوں۔ یہ دونوں ریطہ بنت العباس کے پاس بھیج دی گئیں۔ ریطہ نے دیکھا کہ وہ دونوں خوب بناؤ سنگار کئے سرمہ اور مہندی لگائے ہوئے ہیں اس نے دونوں کو خوب

لعنت ملامت کی اور اس کی بیٹی پر خاص طور پر زیادہ لعن طعن کی۔ اس نے کہا کہ میرے باپ نے میرے ساتھ زبردستی کی تھی ریطہ نے کہا کہ اگر زبردستی کی تو پھر تو نے یہ مہندی اور سرمہ کیوں لگایا ہے اور تجھ پر یہ سرور و نشاط کیوں طاری ہے۔ ریطہ نے ان دونوں کو خوب لعنت ملامت کی اس کے بعد ان دونوں کو موسیٰ سے اس قدر پیٹا گیا کہ ان کا کام تمام ہو گیا۔ البتہ یعقوب کی دوسری لڑکی اروی سے اس کے ابن عم فضل بن اسمٰعیل بن الفضل نے جس کے عقائد میں کوئی خرابی نہ تھی شادی کر لی۔

اس سال طبرستان کا رئیس وندا ہرمز نذر دینے موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا موسیٰ نے اسے خلعت اور انعام سے سرفراز کر کے طبرستان واپس بھیجدیا۔

سنہ ۱۶۹ ہجری کے بقیہ واقعات

اس سال حسین بن علی بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے خروج کیا اور وہ فخ میں مارا گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

محمد بن موسیٰ الخوارزمی بیان کرتا ہے کہ مہدی کی وفات اور ہادی کی خلافت میں آٹھ دن کا فصل ہوا جس وقت ان کو مہدی کی وفات کی اطلاع ملی یہ جرجان میں تھے ان کے مدینۃ السلام آنے اور حسین بن علی بن الحسن کے خروج سے لے کر اس کے قتل تک نو ماہ اٹھارہ دن گزرے۔

محمد بن صالح۔ ابوحفص السلمی کی روایت بیان کرتا ہے کہ اسحٰق بن عیسیٰ بن علی مدینہ کا والی تھا۔ مہدی کی وفات کے بعد جب موسیٰ خلیفہ ہوئے تو یہ ان سے ملنے کے لئے عراق روانہ ہوا اور اس نے مدینہ پر اپنی جگہ عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب کو اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔

فضل بن اسحٰق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ اسحٰق بن عیسیٰ بن علی والی مدینہ نے ہادی کی خدمت میں اپنے عہدہ سے استعفا دیدیا اور بغداد آنے کی اجازت مانگی۔ ہادی نے استعفا قبول کرلیا اور ان کی جگہ عمر بن عبدالعزیز کو والی مدینہ مقرر کردیا۔

حسین بن علی بن الحسن کے خروج کا سبب ابوالحفص السلمی کی روایت کے مطابق یہ ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کا والی ہونے کے بعد ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ بن الحسن، مسلم بن جندب الہذلی شاعر اور آل عمر کے ایک مولے عمر بن سلام کو شراب پیتے ہوئے گرفتار کیا اور سب کو پہلے اچھی طرح پٹوایا اور پھر ان کی گردنوں میں رسی کے حلقے ڈالکر سارے مدینہ میں تشہیر کے لئے پھرایا کئی آدمیوں نے ان کی سفارش کی حسین بن علی نے بھی عمر سے آکر ان کی سفارش کی اور کہا جو الزام ان پر عائد کیا گیا ہے وہ بے بنیاد ہے تم نے ان کو خوب پٹوایا ہے حالانکہ تم کو یہ زیبا نہ تھا کیونکہ عراقی شراب پینے کو برا نہیں سمجھتے اور پھر تم نے ان کی تشہیر بھی کی ہے یہ کسی طرح مناسب نہ تھا۔ عمر نے ان کے واپس لانے کا حکم دیا۔ یہ لوگ بلاط پہونچ چکے تھے وہاں سے پلٹا کر لائے گئے۔ عمر نے ان سب کو قید کردیا یہ ایک دن اور رات قید رہے پھر لوگوں نے ان کی سفارش کی اور وہ سب رہا کردیئے گئے البتہ ان کی نگرانی ہوتی تھی اور حاضری لی جاتی تھی اسی حالت میں حسن بن محمد غائب ہوگیا اور یہ حسن بن علی اس کا ضامن ہوا تھا۔

عمر بن عبدالعزیز والی مدینہ نے اس موقع پر بعض لوگوں کو ان گرفتار شدہ اشخاص کا ضامن بنایا تھا۔ حسین بن علی بن الحسن اور یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن یہ حسن بن محمد بن عبداللہ بن الحسن کے ضامن تھے اس نے ان کی ایک حبشی باندی سے جو ابولیث عبداللہ بن الحسن کے مولیٰ کی پوتی تھی نکاح کیا تھا۔ یہ اپنی بیوی کے پاس آتا اور

شب باش ہوتا تھا۔ یہ بدھ جمعرات اور جمعہ کے دن حاضری کے وقت موجود نہ رہا والی مدینہ کے نائب نے جمعہ کی رات کو ان سب کی حاضری لی تو حسن بن محمد کو موجود نہ پایا اس نے حسین بن علی اور یحییٰ بن عبداللہ سے اس کے متعلق بازپرس کی اور اس میں ذرا سخت الفاظ استعمال کئے اور پھر عمر بن عبدالعزیز کو جاکر تمام واقعہ کی اطلاع دی اور کہا کہ حسن بن محمد آج تین دن سے غائب ہے، عمر نے حکم دیا کہ حسین اور یحییٰ کو حاضر کرو۔ یہ ان دونوں کو ان کے پاس بلا لایا) عمر نے ان سے پوچھا کہ حسن کہاں ہے اُن دونوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں وہ بدھ کے دن سے غائب ہے۔ جمعرات کو ہمیں یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ بیمار ہوگیا ہے ہمارا خیال تھا کہ آج حاضری نہ لیجائیگی ورنہ ہم اس کی تلاش کرتے۔ اس جواب پر عمر نے اُن سے بہت سخت کلامی کی اس پر یحییٰ بن عبداللہ نے قسم کھاکر کہا کہ میں اس وقت تک سوؤنگا نہیں جب تک کہ یا تو حسن بن محمد کو اس کے پاس پیش نہ کردوں گا اور یا اس کے خلاف خروج نہ کرونگا حسین بن علی نے اس سے کہا بھی کہ بھلا ایسی بات کا اظہار اپنی زبان سے کیوں کرتے ہو جو تم سے نہو سکے تم نے حسن کے لانے کی قسم کھائی ہے حالانکہ تم اس پر قابو نہیں پاسکتے پھر کیوں تم نے حسن کی قسم کھائی ہے؟ یحییٰ نے کہا ہاں بیشک میں نے حسن کی قسم کھائی ہے۔ حسین بن علی نے کہا یہ کیوں اس نے کہا بیشک میں نے قسم کھائی ہے بخدا میں سونے سے پہلے اس پر خروج کروں گا اور اس کے پھاٹک کو تلوار کی ضرب سے شکستہ کروں گا، حسین نے کہا اس طرح ہمارے اور ہمارے شیعوں کے درمیان جو قرارداد طے ہوچکی ہے وہ برباد ہوجائیگی۔ یحییٰ نے کہا اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوچکا اور کوئی دوسرا چارۂ کار نہیں اس سے پہلے سادات اور شیعوں میں یہ قرارداد ہوئی تھی کہ حج کے موقع پر مقام منٰی میں یا مکہ میں خروج کرینگے۔

بیان کیا گیا ہے کہ کوفہ کے ان شیعوں کی ایک جماعت جنھوں

نے حسین کے لئے بیعت کی تھی اس وقت بھی ایک مکان میں پوشیدہ
تھی چنانچہ اسی رات یہ وہاں سے باہر آئے اور انھوں نے خروج
کا انتظام شروع کیا اور آخر شب میں خروج کر دیا۔ یحییٰ بن عبد اللہ
نے مروان کے محل کی پھاٹک پر تلوار سے عمر کے خلاف ضرب
لگائی مگر عمر وہاں نہ ملا۔ یحییٰ اس کی تلاش میں عبد اللہ بن عمر کے
مکان کے اس حصہ میں جہاں عمر بن عبد العزیز شب باش ہوتا تھا
آیا مگر وہ یہاں بھی نہ ملا، بلکہ روپوش ہو گیا۔ شورش پسندوں کی جمعیت
ہر سمت سے اُمنڈ آئی اور سب کے سب مسجد نبوی میں در آئے۔
جب صبح کی اذان ہوئی تو حسین منبر پر چڑھا اس وقت وہ ایک سفید عمامہ
باندھے تھا لوگ آنے شروع ہوئے اور اس کو دیکھ کر بغیر نماز پڑھے
واپس چلے گئے البتہ جب اس نے صبح کی نماز پڑھ لی تو اب لوگ اس
کے پاس آکر کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور آل محمد میں سے بہترین شخص
کے انتخاب کے وعدہ پر اس کی بیعت کرنے لگے۔ خالد البربری
جو ان دونوں مدینہ کی خالصہ زمینوں کا محصل اور مدینہ کی متعینہ باقاعدہ
فوج کے دو سو نفر کا افسر تھا اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے بڑھا
عمر بن عبد العزیز، وزیر بن اسحٰق الارزق اور محمد بن واقد الشروی ایک
خلقت عظیم کے ساتھ جس میں حسین بن جعفر بن الحسین بھی ایک گدھے
پر سوار ساتھ تھا شورش پسندوں کے مقابلے کے لیے نکلے،
خالد البربری نے فوراً شہر کے چوک پر قبضہ کر لیا اس نے دُہری
زرہیں پہن رکھی تھیں اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور کمر بند میں کئی گرز
لگے ہوئے تھے۔ اس نے تلوار ننگی کر رکھی تھی اور حسین کو للکار رہا تھا
سامنے آؤ میں چکی کا پاٹ ہوں۔ اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے
قتل نہ کر دوں۔ یہ کہہ کر اس نے باغیوں پر حملہ کیا۔ جب یہ ان کے بالکل قریب
پہونچا تو عبد اللہ بن الحسن کے بیٹے یحییٰ اور ادریس اس کے مقابلہ پر
آئے یحییٰ نے اس کے خود کے بالنسے پر ایسی ضرب لگائی کہ تلوار

اسے کاٹ کر اس کی ناک کاٹ گئی۔ بربری کی دونوں آنکھیں خون سے ڈھک گئیں اور چونکہ اب اسے کچھ نظر نہیں آتا تھا وہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہو کر تلوار سے اپنا بچاؤ کرنے لگا مگر اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا ادریس نے پلٹ کر اس کی پشت سے ایسا وار کیا کہ وہ اوندھے منہ گر پڑا پھر تو ان دونوں نے تلواروں سے اتنے وار کئے کہ اس کا کام تمام کر دیا۔ ان کے دوسرے ساتھیوں نے بڑھ کر اس کی دونوں زرہوں پر دھاوا کر دیا اور ان دونوں کو اور نیز اس کے تمام اسلحہ اُتار کر اُسے اُٹھا لائے۔ پھر ان کے حکم سے اسے بلاط تک گھسیٹ کر لے گئے، نیز حسین اور یحییٰ اور ان کے شیعوں نے بربری کی جمعیت پر حملہ کر کے اُسے مار بھگایا۔

عبداللہ بن محمد جس نے یہ تمام واقعہ بچشم خود دیکھا ہے کہتا ہے کہ خالد نے یحییٰ کے سر پر تلوار کا وار کیا جس سے کلاہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور اس وار کا اثر یحییٰ کے ہاتھ تک میں محسوس ہوا یحییٰ نے اس کے سنہ پر وار کیا اور پھر جزیرہ کے رہنے والے ایک کاتنے نے مڑ کر خالد کی پشت پر سے اس کے دونوں پیروں پر تلوار ماری اس کے بعد کئی شخصوں نے ایک دم تلواروں سے اس پر وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔ جس وقت حسین بن جعفر گدھے پر سوار مسجد میں داخل ہوا تو سیاہ پوش جماعت نے باغیوں کو مسجد سے بے دخل کر دیا مگر پھر سفید پوش جماعت نے ان پر حملہ کر کے ان کو مسجد سے نکال دیا۔ اور حسین نے ان کو للکارا کہ شیخ (حسین بن جعفر) کے ساتھ ملائمت برتی جائے اور ان کو گزند نہ پہونچے۔ باغیوں نے سرکاری خزانہ لوٹ لیا۔ اس میں صرف دس بارہ ہزار دینار تھے جو معاش کی ادائی سے بچ رہے تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت خزانہ میں ستر ہزار دینار تھے جن کو عبداللہ بن مالک نے بنی خزاعہ کے وظائف دینے کے لئے بھیجا تھا۔

اس جھڑپ کے بعد سب لوگ تتر بتر ہو گئے۔ اہل مدینہ نے ان

کی مدافعت سے کے لئے شہر کے دروازے بند کر لئے دوسرے دن صبح کو اہل مدینہ اور آل عباس کے دوسرے شیعہ جمع ہو کر بلاطہ کے اس میدان میں جو الفضل کے مکان کے احاطہ اور زورا کے درمیان واقع ہے باغیوں سے لڑنے آئے۔ سیاہ پوش فریق اپنے حریف پر حملہ کر کے اسے الفضل کے مکان کے گھیر تک ڈھکیل دیتا تھا اور اسی طرح سفید پوش جماعت اپنے حریف پر حملہ کر کے اسے زورا تک ڈھکیل دیتی تھی کئی مرتبہ یہی کش مکش ہوئی دونوں فریق بڑی تعداد میں مجروح ہوئے مگر ظہر کے وقت تک اسی طرح لڑنے کے بعد علیحدہ ہو گئے۔ اتوار کے دن پچھلے پہر جو اس ہنگامہ کا دوسرا ہی دن تھا۔ یہ خبر معلوم ہوئی کہ مبارک ترکی بیر المطلب پر فروکش ہوا ہے اس خبر سے اہل مدینہ بہت خوش ہوئے اس کے پاس شیعان آئے اور اس سے کہا آپ ہماری مدد کے لئے آئے۔ دوسرے دن علی الصباح وہ گھاٹی پر آکر ٹھہر گیا۔ یہاں شیعیان بنی عباس اور دوسرے جنگجو اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ اور اب بلاط میں دونوں فریقوں کے درمیان دوپہر تک نہایت شدید جنگ ہوئی اس کے بعد پھر دونوں فریق ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ ایک فریق مسجد نبوی چلا آیا اور دوسرا فریق مبارک ترکی کے پاس عمر بن عبد العزیز کے ثنیہ والے مکان میں جہاں وہ دوپہر بسر کرتا تھا چلا گیا۔ مبارک نے ان سے وعدہ کیا کہ اب عصر کے وقت پھر تمہارے ساتھ لڑائی میں شریک ہوں گا۔ مگر جب لوگ اس کی طرف سے غافل ہو گئے وہ چپکے سے اپنی سواریوں پر سوار ہو کر چلتا بنا عصر کے وقت لوگوں نے اسے تلاش کیا تو نہ پایا ایک چھوٹی جھڑپ اس جماعت کو اور برداشت کرنا پڑی۔ مغرب کے بعد دونوں فریق الگ ہو گئے اس کے بعد چند روز تک حسین اور اس کے ساتھی رخت سفر تیار کرتے رہے وہ مدینہ میں گیارہ دن مقیم رہے پھر چوبیس ذیقعدہ کو مدینہ سے روانہ ہوئے۔ ان کے جانے کے بعد مسجد نبوی کے موذن وغیرہ پھر اپنے اپنے کام پر آئے اور انھوں نے مسجد میں اذان دی اب

دوسرے لوگ بھی مسجد میں نماز کے لئے آنے لگے یہاں آکر دیکھا کہ تمام مسجد میں کھائی ہوئی ہڈیاں اور بول و براز پڑا ہوا ہے۔ اس پر نمازیوں نے اس جماعت کو ہلاکت کی بد دعا دی اور اللہ نے اسے قبول بھی کیا۔

جب مکہ جاتے ہوئے حسین باز ار پہونچا تو اس نے اہل مدینہ کو مخاطب کر کے کہا اللہ تمہارا برا کرے۔ اہل مدینہ نے اس کے جواب میں اسے کہا کہ اللہ تیرا برا کرے اور تو کبھی نہ پلٹے۔ اس کے ساتھی مسجد ہی میں بول براز کرتے تھے ان کے جانے کے بعد لوگوں نے ساری مسجد کو دھو دیا۔ عبداللہ بن ابراہیم کا ایک بیٹا بیان کرتا ہے کہ حسین کے سپاہیوں نے مسجد کے پردے اُتار کر ان کے موزے بنائے تھے انھوں نے مکہ میں جا کر اعلان کیا کہ جو غلام ہمارے پاس آئے گا وہ آزاد ہے بہت سے غلام حسین کے پاس آگئے میرے والد کا ایک غلام بھی اس کے پاس چلا گیا اور ساتھ ہو گیا۔ جب اس نے خروج کا ارادہ کیا تو میرے والد نے اس سے مل کر اپنے غلام کے متعلق گفتگو کی اور کہا کہ تم دوسروں کے غلاموں کو اغوا کرتے ہو اور اس طرح ان کو آزادی دے رہے ہو حالانکہ تم کو اس کا حق نہیں ہے حسین نے اپنے آدمیوں سے میرے باپ کے لئے کہا کہ ان کو لیجاؤ اور غلاموں کو دکھاؤ جس کی یہ شناخت کریں وہ ان کو دیدو۔ میرے باپ نے اپنا غلام لے لیا اور دو غلام اور بھی لے لئے جو ہمارے پڑوسیوں کے تھے۔

حسین کے خروج کی اطلاع ہادی کو ہوئی۔ اس سال ان کے اعزا میں سے کئی آدمی جن میں محمد بن سلیمان بن علی، عباس بن محمد اور موسیٰ بن عیسیٰ بھی تھے حج کے لئے مکہ آئے تھے۔ ان کے علاوہ فوج محفوظ کے بھی بہت سے آدمی حج میں شریک تھے، سلیمان بن ابی جعفر امیر حج تھا۔ ہادی نے حکم دیا کہ حسین سے مقابلے کے لئے محمد بن سلیمان کا فرمان تقرر لکھا جائے۔ مصاحبین نے عرض کیا کہ آپ کے چچا عباس بن محمد بھی تو موجود ہیں۔ ہادی نے کہا کیا بات

کہتے ہو میں خود اپنے ہاتھوں اپنے تئیں خطرہ میں ڈالنا نہیں چاہتا چنانچہ اب انھوں نے محمد بن سلیمان ہی کو سپہ سالار مقرر کر دیا۔ اور اس کے لئے باقاعدہ فرمان اس کے نام بھیجدیا۔ یہ فرمان محمد کو اس وقت ملا جب وہ اور اس کے ساتھی حج کو ترک کر کے واپس ہو رہے تھے۔

محمد جب حج کرنے روانہ ہوا تھا تو راستہ کے خطرات بدویوں کی لوٹ مار اور راستہ کی دشواری کی وجہ سے اس نے کافی سازو سامان اور مسلح جمعیت اپنے ساتھ لی تھی مگر حسین نے ان کے مقابلہ کی کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اُسے معلوم ہوا کہ یہ جماعت اس کی طرف مقابلے کے لئے بڑھ رہی ہے وہ اپنے خدمتگاروں اور اعزا کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا موسٰی بن علی بن علیسٰی کو بھی جو اس وقت بطن نخل پہونچ چکا تھا جو مدینہ سے تیس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اس کی اطلاع ملی اس کے ہمراہ اس کے اعزا اور لونڈی غلام تھے۔ نیز عباس بن محمد بن سلیمان کو بھی اس کی اطلاع ہوئی۔ محمدؐ نے ان کو خط بھی لکھدئے تھے۔ یہ سب مکہ روانہ ہوئے اور وہاں پہونچ گئے۔ محمد بن سلیمان نے بھی مکہ کا رخ کیا اس تمام جماعت نے عمرہ کا احرام باندھا اور ذی طوٰی میں آکر پڑاؤ کیا۔ ان کے ساتھ سلیمان بن ابی جعفر بھی تھا بنی عباس کے دوسرے شیعہ، موالی اور سرداران فوج جو اس سال شریک حج تھے وہ سب بھی اس جماعت میں شامل ہو گئے۔ اس سال معمول سے زیادہ حجاج حج کے لئے آئے تھے محمد بن سلیمان نے اپنے آگے نوے سواروں کو جن میں اسپ سوار اور خچر سوار دونوں تھے بڑھا دیا خود وہ ایک بہت عمدہ طاقتور اور بڑی اونٹنی پر سوار تھا اس کے پیچھے چالیس ناقہ سوار کجاووں میں سوار تھے ان کے پیچھے گدھے اور پیادے وغیرہ تھے ان کی اس ترتیب اور تنظیم کا عوام پر بہت اثر پڑا وہ مرعوب ہوئے اور انھوں نے ان کی

تعداد کو اصل سے دوچند محسوس کیا۔ اس جماعت نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر کے اپنا عمرہ پورا کیا اور پھر ذی طوی اپنے پڑاؤ میں چلے آئے۔ یہ جمعرات کا واقعہ ہے۔ جمعہ کے دن محمد بن سلیمان نے۔ اسماعیل بن علی کے مولیٰ ابوکامل کو بیس یا چھبیس شہ سواروں کے ساتھ حسین کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور حسین نے اس کا مقابلہ کیا اس کے ساتھ ایک شخص زید نام تھا۔ یہ دنیا سے قطع تعلق کر کے عباس کی خدمت میں رہتا تھا۔ چونکہ یہ بڑا عبادت گزار تھا اس وجہ سے عباس نے اسے حسین کے ہمراہ حج کے لئے بھیجدیا تھا۔ دشمن کے سامنے آتے ہی اس نے اپنی ڈھال اوندھی اور تلوار نیچی کر لی اور بغیر لڑے اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا۔ یہ واقعہ بطن مرّہ کا ہے۔ اس کے بعد محمد بن سلیمان کی فوج نے اسے اس حالت میں گرفتار کیا کہ گرزوں کی ضرب سے وہ چکنا چور ہو رہا تھا۔

سنیچر کی رات کو انھوں نے پچاس شہسوار مقابلہ کو بھیجے سب سے پہلے انھوں نے صباح ابوالذیال کو آواز دی اس کے بعد دوسرے شخص کو پھر تیسرے کو پھر کسی اور کو محمد کا مولیٰ ابوخلوۃ خدمت گار پانچواں تھا یہ سب گئے سب ھدی کے مولیٰ مفضل کے پاس آئے اور اسے اپنا سردار بنانا چاہا۔ اس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ کسی دوسرے شخص کو سردار بناؤ اور میں بھی سب کے ساتھ ہوں چنانچہ اس جماعت نے عبداللہ بن حمید بن رزین السمرقندی کو جو اس وقت بیس سالہ جوان تھا اپنا سردار بنا لیا۔ یہ پچاس سوار سنیچر کی رات کو مقابلہ پر بڑھے جب دشمن قریب آیا تو یہ رسالہ پلٹ آیا۔

اب تمام فوج کی باقاعدہ ترتیب قائم کی گئی۔ عباس بن محمد اور موسیٰ بن عیسیٰ میسرہ میں متعین تھے محمد بن سلیمان فوج کے میمنہ میں تھا۔ معاذ بن مسلم محمد بن سلیمان اور عباس بن محمد کے درمیان متعین تھا۔ صبح صادق کے نمودار ہونے سے پہلے حسین اپنی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آگیا

سلیمان بن علی کے تین موالیوں نے جن میں ایک حسان کا غلام زنجویہ بھی تھا حسین کی جمعیت پر حملہ کیا اور ایک سر لا کر محمد بن سلیمان کے سامنے ڈال دیا۔ اس سر لانے کی وجہ یہ تھی کہ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ جو ایک سر لائے گا اسے پانسو درہم انعام دیا جائے گا۔

محمد کی جمعیت نے آکر اونٹوں کے پچھلے پیروں پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے وہ کجاوے جوان پر کسے ہوئے تھے گر پڑے انہوں نے دشمن کو خوب قتل کیا اور بھگا دیا۔ یہ وہ جماعت تھی جو ان گھاٹیوں سے نکل کر آئی تھی۔ محمد بن سلیمان کے سامنے جو جماعت نکل کر آئی تھی وہ دشمن کی بہت ہی قلیل جماعت تھی ان کی بڑی جماعت موسیٰ بن عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی سمت سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوئی تھی چنانچہ موسیٰ کی جماعت پر دشمن کا دباؤ بہت سخت تھا اسی وجہ سے جب محمد بن سلیمان اپنی سمت کے دشمنوں سے فارغ ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ وہ مقابلہ سے پسپا ہو گئے ہیں تو اس کی نظر ان باغیوں پر پڑی جو موسیٰ بن عیسیٰ کے قریب تھے اور وہ ایک جگہ سوت کی گکڑی کی طرح اکٹھا تھے اور قلب اور میمنہ ان سے چمٹا ہوا تھا۔ محمد بن سلیمان کی جمعیت مکہ کی طرف پلٹی ان کو حسین کی کچھ خبر نہ تھی کہ اس پر کیا گزری یہ ذی طوی یا اس کے قریب پہنچے تھے کہ ایک خراسانی چلاتا ہوا سامنے آیا کہ خوشخبری ہو خوشخبری۔ یہ حسین کا سر موجود ہے اس نے اس سر کو سامنے ڈالا سامنے اس کی تمام پیشانی مضروب تھی اور گدی پر دوسری ضرب تھی۔ لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد عام معافی کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ ابو الذفت حسن بن محمد ایک آنکھ بند کئے ہوئے جیسے شاید لڑائی میں کوئی صدمہ پہونچا تھا آیا اور محمد اور عباس کے پیچھے کھڑا ہو گیا موسیٰ بن عیسیٰ اور عبداللہ بن العباس نے اس کو سامنے بلایا اور موسیٰ بن عیسیٰ کے حکم سے وہ قتل کر دیا گیا۔ اس کی اطلاع جب محمد بن سلیمان کو ہوئی تو وہ بہت ناراض اور برہم ہوا۔ محمد بن سلیمان ایک راستہ سے اور عباس بن محمد دوسری راہ سے مکہ میں داخل ہوئے

مقتولین کے سر کاٹے گئے جو سو سے زیادہ تھے ان میں سلیمان بن عبداللہ بن حسن کا بھی سر تھا۔ یہ آٹھویں ذی الحجہ کا واقعہ ہے۔ حسین کی بہن جو اس کے ہمراہ تھی گرفتار کر لی گئی اور اسے زینب بنت سلیمان کے پاس چھوڑ دیا گیا۔ شکست خوردہ جماعت حاجیوں میں گڈمڈ ہو کر چلتی بنی چوں کہ سلیمان بن ابی جعفر کی طبیعت ناساز تھی اس وجہ سے وہ جنگ میں شریک نہ ہوا۔ اس سال عیسٰی بن جعفر بھی حج میں شریک ہوا۔

حسین کے ہمراہ ایک شخص نابینا تھا وہ اس کی جماعت کو گزشتہ واقعات سنایا تھا اس کو قتل کر دیا گیا اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا شخص بے بس کر کے قتل نہیں کیا گیا۔

موسٰی بن عیسٰی نے کوفہ کے چار آدمیوں کو اور بنی عجل کے ایک مولی اور ایک دوسرے کو قید کر لیا خود موسٰی بن عیسٰی بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ان چھ قیدیوں کو لے کر مدینۃ السلام آیا ہادی نے کہا تم نے میرے قیدی کو کیوں قتل کر دیا میں نے عرض کیا میں نے اس کے بارے میں بہت غور و خوض کیا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ عائشہ اور زینب امیر المومنین کی والدہ کے پاس آکر اپنا دکھڑا روینگی اور ان سے عرض کرینگی اور وہ آپ سے اس کی سفارش کرینگی اور آپ اُسے چھوڑ دینگے۔ پھر انھوں نے کہا کہ اچھا دوسرے قیدیوں کو حاضر کرو میں نے عرض کیا میں نے ان سے طلاق اور عتاق کے ساتھ وعدہ معافی کیا ہے، ہادی نے کہا فوراً حاضر کرو ان میں سے دو کو تو انھوں نے قتل کرا دیا تیسرے سے وہ واقف نہ تھے میں نے عرض کیا کہ یہ آل ابی طالب کے حالات سے بہت زیادہ واقف ہے مناسب ہو گا کہ آپ اس کی جاں بخشی فرمائیں اور یہ آپ کی ہر خواہش میں آپ کی رہنمائی کرے گا۔ اس پر اس شخص نے بھی عرض کیا کہ امیر المومنین میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری زندگی سے آپ کو فائدہ پہونچیگا امیر المومنین دیر تک سر جھکائے سوچتے رہے۔ اور پھر کہا کہ میرے ہاتھ سے تیری رہائی ممکن نہیں میری گرفت شدید ہے، وہ شخص برابر ہادی سے عرض پرداز رہا

ہادی نے کہا اچھا اسے پیچھے کر دو اور بعد میں اس کے لئے گزارش پیش ہو
اس کے بعد جو شخص پیش ہوا اسے انھوں نے معاف کر دیا اور غذافر الصیرفی
اور علی بن سابق القلاس الکوفی کے قتل کا اور سولی پر لٹکانے کا حکم دیدیا چنانچہ
یہ دونوں باب الجسر پر مصلوب کر دیئے گئے۔ یہ فتح میں گرفتار ہوئے تھے۔
ہادی مبارک الترکی پر بہت ناراض ہوئے اور اسے گھوڑوں کا سائیس
بنادیا نیز اس کی تمام املاک ضبط کر لی۔ اسی طرح وہ موسیٰ بن عیسیٰ پر حسن
بن محمد کو قتل کرنے کی وجہ سے بہت برہم ہوئے اور اس کی تمام املاک
بھی ضبط کر لی۔

ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب ہادی کی خلافت
میں واقعہ فتح سے بچ کر مصر پہونچا۔ صالح بن امیر المومنین منصور کا مولیٰ واضح
جو بڑا خبیث رافضی تھا مصر کا عامل ڈاک تھا اس نے ادریس کو ڈاک کے
ذریعہ مغرب بھیجدیا۔ یہ علاقہ طنجہ کے ایک شہر ولیلہ نام میں وارد ہوا اس
مقام اور گردوپیش کے بربریوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا
ہادی کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی انھوں نے واضح کو قتل کرا کے سولی
دیدی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رشید نے اس کی گردن ماری تھی۔ نیز
اسی نے مہدی کے مولیٰ شماخ الیمامی کو بطور اپنے جاسوس کے ادریس
کے پاس بھیجدیا اور ابراہیم بن الاغلب اپنے افریقیا کے عامل کو اس
کے متعلق مراسلہ بھی لکھدیا۔ شماخ ولیلہ آیا یہاں اس نے اپنے کو طبیب
ظاہر کیا اور نیز اپنے کو محب آل بیت بتایا۔ یہ ادریس کے پاس پہونچا۔
ادریس سے اس کے دوستانہ تعلقات بڑھ گئے اور وہ اس کی طرف سے
مطمئن ہو گیا۔ شماخ نے اپنا یہ طرز رکھا کہ وہ ادریس کی حد درجہ تعظیم و تکریم
کرتا تھا اور اس کی ہر بات مانتا اور ہر خواہش کو پورا کرتا اس طرح ادریس
کی نظر میں اس کی وقعت و عزت بہت زیادہ ہو گئی ایک مرتبہ ادریس
نے اس سے اپنے دانتوں کی تکلیف کی شکایت کی۔ شماخ نے
سم قاتل میں بجھے ہوئے کئی مسواک اسے دیئے اور ہدایت کی کہ کل تڑکے

ہی اس سے مسواک کر لینا۔ اور ادریس نے اس کی ہدایت پر عمل کیا انھیں مسواک سے مسواک کی اور خوب اچھی طرح کئی مرتبہ اسے دانتوں پر پھیرا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا زہر فوراً تمام جسم میں سرایت کر گیا اور اسی سے وہ ہلاک ہو گیا۔ لوگوں نے شماخ کو ہر چند تلاش کیا مگر نہ پایا وہ ابراہیم بن الاغلب کے پاس آگیا اور اپنی کارروائی کی اسے اطلاع دی اس کے آنے کے بعد اور خبروں سے ادریس کی موت کی اطلاع مل گئی ابن الاغلب نے رشید کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی رشید نے شماخ کو مصر کا عامل پٹہ اور خبر نویس مقرر کر دیا۔ ادریس کے اس فرار اور قتل کے متعلق کسی شاعر نے جس کے متعلق میرا گمان ہے کہ وہ نبازی ہے یہ شعر کہے ہیں۔

اتظن یا ادریس انک مفلت ✣ کید الخلیفۃ او یفید الفرار

فلیدرکنک او تحل ببلدۃ ✣ لا یھتدی فیھا الیک نھار

ان السیوف اذا انتضاھا سخطہ ✣ طالت وقصر دونھا الاعمار

ملک کان الموت متبع مھرہ ✣ حتی یقال تطیعہ الاقدار

(ترجمہ) اے ادریس کیا تو سمجھتا ہے کہ تو خلیفہ کی گرفت سے نکل سکے گا یا فرار سے تجھے کوئی فائدہ ہو گا؟ تیرا یہ خیال غلط ہے تجھ کو جس طرح ہو گا پکڑ لیا جائے گا۔ یا تجھے موت آجائے اور اندھیری قبر میں جا چھپے تو خیر جب خلیفہ کا غصہ تلواروں کو نیام سے باہر نکالتا ہے تو ان کا طول بڑھ جاتا ہے اور ان کے سامنے عمریں کوتاہ ہو جاتی ہیں۔ وہ وہ ایسا بادشاہ ہے کہ موت اس کے حکم کے پیچھے پیچھے ہوتی ہے اور اسی بنا پر اب یہ کہاوت ہو گئی ہے کہ تقدیر اس کے تابع فرمان ہے۔

فضل بن اسحٰق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ حسین بن علی نے جب مدینہ میں خروج کیا تو عمر ہی مدینہ کا والی تھا۔ اس نے عمداً حسین کے خروج کو جب تک وہ مدینہ میں رہا چھپایا۔ اور کوئی باز پرس نہیں کی یہاں تک کہ حسین مکہ روانہ ہو گیا۔ اس سال ہادی نے سلیمان بن ابی جعفر کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا تھا اور اس کے ہمراہ اس کے خاندان والوں میں

سے عباس بن محمد موسیٰ بن عیسیٰ اور اسمٰعیل بن عیسیٰ بن موسیٰ بھی حج کے ارادے سے روانہ ہوئے تھے انھوں نے بصرہ کا راستہ اختیار کیا تھا، موالیوں میں مبارک الترکی، مفضل خدمتگار اور ہادی کا مولیٰ صاعد تھے۔ مگر امیر قافلہ سلیمان تھا۔ دوسرے سر برآوردہ لوگوں میں سے یقطین بن موسیٰ عبید بن یقطین اور ابوالوروعمر بن مُطرف بھی حج کے لئے چلے تھے جب ان کو حسین اور اس کی جمعیت کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ مکہ جارہے ہیں یہ سب کے سب ایک جا ہو گئے اور انھوں نے سلیمان بن ابی جعفر کو اس کے امیر حج ہونے کی وجہ سے اپنا سردار بنایا، ابوکامل اسمٰعیل کا مولیٰ جماعت طلیعہ کا قائد مقرر کیا گیا تھا۔ اس جماعت نے مقام فسخ فخ میں حسین کو جا ملایا۔ انھوں نے عبداللہ بن قثم کو مکہ اور اہل مکہ کے انتظام اور نگرانی کے لئے مکہ چھوڑ دیا تھا۔ اس سے پہلے عباس بن محمد نے مفضل خدمتگار کے ذریعے ان شورش پسندوں سے ان کے خروج پر معافی کا وعدہ کیا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ میں تمھارے ساتھ حسن سلوک اور صلہ کی ضمانت لیتا ہوں مگر انھوں نے اس بات کو نہ مانا لڑائی ہوئی ان میں بہت سے کام آئے باقی دوسروں نے شکست کھائی اب ان کے لئے معافی عام کا اعلان کر دیا گیا اور کسی مفرور کا تعاقب نہیں کیا گیا۔ بھاگنے والوں میں عبداللہ بن حسن کے بیٹے یحییٰ اور ادریس بھی تھے۔ ادریس بلاد مغرب کے مقام تاہرت چلا گیا۔ اور وہاں بربروں کے پاس پناہ لی انھوں نے اس کی بہت تعظیم وتکریم کی۔ یہ بہت عرصہ تک وہیں مقیم رہا اور پھر دھوکے سے اُسے ہلاک کر دیا گیا۔ اس کا بیٹا ادریس بن ادریس اس کا جانشین ہوا اور آج تک اس کی اولاد اس ملک کی فرمانروا ہے اور اب ہماری فوجیں بھی اس کے خلاف نہیں بھیجی جاتیں۔

مفضل بن سلیمان کہتا ہے کہ جب عمری کو مدینہ میں معلوم ہوا کہ حسین فسخ میں قتل کر دیا گیا اس نے، اس کے خاندان والوں اور اس کے ساتھ

دوسرے خروج کرنے والوں کے مکانات پر دھاوا کر کے ان کو منہدم کر دیا اُن کے نخلستان کو جلا ڈالا اور جسے نہ جلایا اسے ضبط کر کے خالصہ کرلیا۔

جب ہادی کو معلوم ہوا کہ مبارک ترکی نے حسین کے مقابلہ سے باوجود مدینہ پہونچ جانے کے عمداً پہلوتہی کی ہے وہ اس پر بہت ناراض ہوئے انھوں نے اس کی تمام جائداد ضبط کرلی اور اسے اپنے گھوڑوں کی سیاست پر متعین کر دیا۔ یہ ان کی موت تک اسی حالت میں رہا۔ اسی طرح وہ ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ کو قتل کر دینے کی وجہ سے موسیٰ بن عیسیٰ پر بہت برہم ہوئے کہ اس نے اپنی رائے سے کیوں یہ عمل کیا۔ اور کیوں اس نے اسے ان کی خدمت میں پیش نہ کیا۔ تاکہ وہ خود اس کے متعلق جو چاہتے فیصلہ کرتے۔ ہادی نے اس کی تمام جائداد ضبط کرلی اور ان کی تمام زندگی میں وہ ضبط ہی رہی۔ جو لوگ فنخ میں گرفتار کئے گئے تھے ان میں عذافر الصیرفی اور علی بن سابق الفلاس الکوفی بھی تھے۔ ہادی کے حکم سے ان کو قتل کر کے بغداد کے باب الجسر پر سولی پر لٹکا دیا گیا۔ انھوں نے اپنے مولیٰ مہرویہ کو کوفہ بھیجا اور حکم دیا کہ کوفہ کا جو شخص حسین کے ساتھ شریک ہوا ہو اس کی اچھی طرح خبر لے اور اس پر تشدد کرے۔

یوسف البرم آل حسن کا مولیٰ جس کی ماں فاطمہ بنت حسن کی باندی تھی بیان کرتا ہے کہ جب حسین مہدی کے پاس گئے تو میں ان کے ہمراہ تھا مہدی نے چالیس ہزار دینار ان کو دیئے انھوں نے بغداد اور کوفہ میں وہ تمام روپیہ تقسیم کر دیا اور وہ جب کوفہ سے روانہ ہوئے تو صرف کرتہ اور پائجامہ اور ایک پوستین ان کے بدن پر تھا نقد کی صورت میں کچھ بھی نہ تھا چنانچہ مدینہ کے تمام سفر میں ان کی یہ کیفیت رہی کہ جب منزل پر قیام کرتے تو اپنے موالیوں سے بقدر کفایت روزینہ قرض لیتے اور اس طرح کام چلتا۔

ابو بشر سرّی بنی زہرہ کا حلیف بیان کرتا ہے کہ جس روز حسین بن علی بن الحسن نے خروج کیا میں نے ان کے ساتھ

صبح کی نماز پڑھی۔ وہ رسول اللہ کے منبر پر جا بیٹھے اور قمیص پہنے اور سر پر ایک سفید عمامہ باندھے تھے جس کا شملہ آگے اور پیچھے پڑا ہوا تھا ننگی تلوار سامنے رکھی تھی اتنے میں خالد البربری اپنی جماعت کو لیئے ہوئے سامنے آیا جب وہ مسجد کے اندر آنے لگا تو یحییٰ بن عبداللہ اس کی طرف لپکا۔ بربری نے اس پر حملہ کیا۔ یہ واقعہ میرے سامنے پیش آیا یحییٰ نے جھپٹ کر اس کے منہ پر ایسا وار کیا کہ اس کی دونوں آنکھیں اور ناک جاتی رہی نیز تلوار خود اور کلاہ کو کاٹ کر کاسہ سر تک اتر گئی تھی جو مجھے اپنی جگہ سے الگ اڑی ہوئی نظر آرہی تھی۔ اس کے بعد یحییٰ نے اس کی جمعیت پر حملہ کر کے ان کو بھگادیا اور پھر حسین کے پاس واپس آیا اور سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس وقت بھی اس کی تلوار برہنہ تھی اور اس سے خون ٹپک رہا تھا۔ اب حسین نے تقریر شروع کی۔ حمد و ثنا اور لوگوں کو پند و نصیحت کے بعد اپنی تقریر کے آخر میں کہا اے صاحبو! میں رسول اللہ کا بیٹا رسول اللہ کے حرم رسول اللہ کی مسجد اور ان کے منبر پر تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہوں اگر میں اس عہد کا ایفا نہ کروں تو تم پر میری بیعت کی کوئی ذمہ داری باقی نہ رہے گی۔

اس سال ہزارہا زائرین زیارت نبویؐ کے لیئے آئے تھے۔ اس وجہ سے مسجد نبوی کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ حاضرین کے وسط میں سے ایک بڑا وجیہہ دراز قامت شخص اٹھا اس کی چادر چاک چاک تھی اس نے اپنے جوان خوبصورت اور شاندار لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں کے سروں پر سے ہوتا ہوا منبر کے پاس پہونچا اور اس نے کہا اے رسول اللہ کے صاحبزادے میں ایک بعید المسافت مقام سے اپنے اس بیٹے کو ساتھ لے کر حج بیت اللہ اور رسول اللہ کی قبر کی زیارت کے ارادے سے نکلا ہوں۔ میرے دل میں بھی یہ بات نہ گزری تھی کہ تم ایسا کرو گے، جو تم نے کہا اسے میں نے اچھی طرح سنا ہے تو کیا واقعی جو تم نے اپنے اوپر عہد کیا ہے اسے پورا کرو گے حسین نے کہا ضرور اس شیخ نے

کہا تو اچھا ہاتھ لاؤ میں بیعت کرتا ہوں اس نے بیعت کی اور اپنے بیٹے سے کہا جا اور بیعت کر۔ راوی کہتا ہے کہ چونکہ اس سال میں بھی حج کرنے گیا تھا اس وجہ سے میں نے دونوں باپ بیٹوں کے سروں کو دوسرے مقتولین کے سروں میں پڑا ہوا مقام منیٰ میں دیکھا۔

اہل مدینہ کی ایک جماعت نے یہ بات بیان کی ہے کہ مبارک الترکی نے حسین بن علی سے کہلا بھیجا کہ بخدا اگر مجھے آسمان سے بھی اس طرح پھینکدیا جائے کہ کوئی پرند مجھے اچک لے یا ہوا کسی دور دراز مقام میں مجھے لیجاکر ٹپکدے تب بھی یہ بات میرے لئے اس سے زیادہ آسان ہے کہ میں آپ سے لڑوں یا آپ کا ایک بال بھی بیکا کروں۔ مگر اسی کے ساتھ کچھ نہ کچھ دکھاوے کے طور پر تو ہونا چاہیئے۔ آپ مجھ پر شب خون ماریں اور میں آپ سے اللہ کے سامنے عہد واثق کرتا ہوں کہ بغیر مقابلہ ہٹ جاؤں گا۔ اس قرارداد کے مطابق حسین نے کسی دوسرے کو بھیجا یا وہ خود ہی چند آدمیوں کے ساتھ اس کی طرف چلا۔ اس کے پڑاؤ کے قریب پہونچکر اس جماعت نے للکارا اور تکبیر کہی۔ محض اتنی کارروائی سے مبارک اور اس کے ساتھی بھاگے اور جب تک کہ موسیٰ بن عیسیٰ سے جا نہ ملے پھر کسی دوسری جگہ ٹھہر نہ سکے۔

جن لوگوں نے حسین سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کا ساتھ دیں گے اور پھر خروج کے بعد انھوں نے اپنے وعدہ کو ایفا نہیں کیا اور گھر بیٹھے رہے ان کی شکایت میں حسین نے یہ شعر کہے۔

من عاذ بالسیف لاقی فرصۃ عجبا ❊ موتا علی عجل او عاش منتصفا

لا تقربوا السهل ان السهل یفسدکم ❊ لن تدرکوا المجد حتی تضربوا عنقا

(ترجمہ) جس نے صرف تلوار کو اپنا ذریعۂ مدافعت قرار دیا اس نے بڑی عقلمندی کی کیونکہ اس ذریعے سے یا تو فوری بلا تکلیف موت ملتی ہے یا انسان پھر عزت کی زندگی پاتا ہے۔ سہولت کے قریب نہ جاؤ اس سے تم تباہ ہو جاؤ گے یاد رکھو کہ دنیا میں عزت صرف

دشمنوں کو قتل کر کے مل سکتی ہے۔
جب موسیٰ بن عیسیٰ واقعۂ فخ سے فراغت پا کر بغداد واپس ہونے لگا۔ تو عیسیٰ بن داب اس سے ملنے گیا۔ عیسیٰ نے دیکھا کہ وہ اس بات سے خائف ہے کہ جن جن لوگوں کو اس نے قتل کر دیا ہے اس کے متعلق امیر المومنین کو کیا جواب دیگا۔ عیسیٰ ابن داب نے اس کی اس پریشانی کو دیکھ کر کہا کہ اللہ آپ کے تمام کام بر لائے میں آپ کو وہ شعر سناتا ہوں جو یزید بن معاویہ نے حسین بن علی کے قتل کے بعد بطور معذرت اہل مدینہ کے پاس لکھ بھیجے تھے۔ موسیٰ کے حکم سے اس نے وہ اشعار سنائے۔ ان کو سن کر اس کے تردد میں کچھ کمی تو ضرور ہوئی۔
علار کہتا ہے کہ جب ہادی کو اہل فخ کی بغاوت کی اطلاع ملی اس رات وہ بالکل تنہا بیٹھے اپنے ہاتھ سے ایک خط لکھتے رہے ان کی اس طرح پریشانی کی حالت میں تنہائی ان کے موالیوں اور مصاحبین خاص پر شاق گزری انہوں نے چپکے سے ایک غلام کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھ کر آئے کہ کہاں تک لکھ چکے ہیں وہ غلام ان کے پاس پہونچا ہادی نے اسے دیکھ کر پوچھا کیا ہے اس نے کچھ بہانہ کر دیا وہ سر جھکا کر سوچتے رہے پھر سر اٹھا کر اس سے کہا۔
رقد الأُلی لیس السری من شانهم ۞ وکفاهم الادلاج من لم یرقد
(ترجمہ) جن کو نہ سونا چاہئے تھا وہ پڑے سو رہے ہیں اور رات کے وقت کے حملہ سے ان کو وہ شخص بچا رہا ہے جس کی آنکھیں ممنون خواب نہیں ہوئیں۔
اصمعی کہتا ہے کہ محمد بن سلیمان نے واقعۂ فخ کی رات میں عمرو بن ابی عمرو المدنی سے جو شیطانوں پر رمی کر رہا تھا کہا یہ کیا کر رہے ہو تیر چلاؤ اس نے کہا بخدا میں رسول اللہ کے صاحبزادے پر کبھی قادر اندازی نہ کروں گا میں تمھارے ساتھ رمی جمر کے لئے آیا ہوں نہ

یہ کہ مسلمانوں کو اپنا نشانہ بناؤں اس پر ایک مخزومی نے خود بڑھ کر کہا میں تیر اندازی کرتا ہوں اس نے تیر چلایا اس کی سزا اسے دنیا میں یہ ملی کہ اسے کوڑھ ہو گیا تھا اور اسی مرض میں وہ مرا۔

حسین کے قتل کے بعد جب یقطین بن موسیٰ اس کے سر کو لے کر ہادی کے سامنے آیا اور اسے ان کے سامنے ڈال دیا تو ہادی نے اس سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی بڑے کافر کا سر لے کر آئے ہو اس کی سب سے کم سزا تم کو یہ دی جاتی ہے کہ تمھارا سب کا تمام وظیفہ بند کر دیا جاتا ہے چنانچہ ہادی نے ان کو محروم کر دیا اور کچھ نہ دیا۔ حسین کے قتل کے بعد ہادی نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا۔

قد انصف القارۃ من راماھا انا اذا ما فئۃ نلقاھا

نرد اولاھا علی اخراھا

(ترجمہ) بھلا کہیں سیاہ اور سخت پتھر میں بھی شگاف ہو سکتا ہے جو جماعت ہمارے مقابل آتی ہے ہم اس کی اگلی اس کی پچھلی پر الٹ دیتے ہیں۔

اس سال معیوف بن یحییٰ نے درب الراہب کے راستہ سے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ میں موسم گرما میں جہاد کیا۔ رومی لبطریق کی قیادت میں حدث تک بڑھ آئے تھے ان کی پیش قدمی کی خبر سن کر حدث کا والی باقاعدہ فوج اور بازار والے سب بھاگ آئے دشمن نے اس پر قبضہ کر لیا تھا دوسری طرف سے معیوف بن یحییٰ رومیوں کے علاقہ میں گھس پڑا اور بڑھتا ہوا اشنہ پہونچا وہاں اس نے بہت سے قیدی پکڑے اور بہت سامال اور لونڈی غلام غنیمت میں حاصل کئے۔

اس سال سلیمان بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا عمر بن عبد العزیز العمری مدینہ کا والی تھا۔ عبید اللہ بن قثم مکہ اور طائف کا والی تھا۔ ابراہیم بن سلمہ بن قتیبہ یمن کا والی تھا۔ سپہ سالار سوید بن سوید الخراسانی یمامہ اور بحرین کا والی تھا۔ حسن بن تسنیم الحواری عمان کا

والی تھا، کوفہ کا امام، انبر کو تو الی اور محصل بعد قات بنیز
بھتیجا ذالاسفل کا والی محمد بن سلیمان تھا۔ عمر بن عثمان بصرہ
کے قاضی تھے۔ ہادی کا مولی حجاج جرجان کا والی تھا۔ زیاد بن حسان
قومس کا والی تھا صالح بن شیخ بن عمیرۃ الاسدی طبرستان اور رویان کا والی
تھا ہادی کا مولی طیفور اصبہان کا والی تھا۔

سنہ ۱۷۰ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات کا تذکرہ

اس سال یزید بن حاتم نے افریقیا میں وفات پائی اس کے بعد
روح بن حاتم افریقیا کا والی مقرر ہوا۔
اس سال عبد اللہ بن مروان بن محمد نے جیل خانہ میں انتقال کیا
نیز اس سال موسیٰ الہادی نے عیسا باذ میں انتقال کیا ان کے سبب مرگ
میں اختلاف ہے۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ان کے
پیٹ میں ایک دنبل ہوا تھا وہی وجہ ہلاکت ہوا۔ دوسرے ارباب سیر
یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ماں خیزران کے اشارے اور حکم سے
بعض لونڈیوں نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ایسا کیوں ہوا اس کے بعض اسباب
ہم بیان کرتے ہیں۔

ہادی کے قتل کے اسباب

خلیفہ ہونے کے بعد ہادی نے اپنی ماں کو برا بھلا کہا اور وہ اوس
سے متنفر ہو گئے۔ ایک دن خالصہ ان کے پاس آئی اور اس نے کہا

کہ آپ کی ماں کو کپڑوں کی ضرورت ہے اور وہ آپ سے مانگتی ہیں ہادی نے کپڑوں سے بھرا ہوا پورا ایک کوٹھا اس کو دے دیا۔ بعد میں اس کے مکان سے اٹھارہ ہزار منقش، انگیاں برآمد ہوئی تھیں یہ خیزران موسیٰ کے ابتدائی عہد خلافت میں تمام سیاسی امور میں ان کو مشورہ دیتی تھی اور ان کے باپ کی طرح انکو بھی اپنی رائے پر چلاتی تھی۔ جب اس کی مداخلت حد سے متجاوز ہو گئی تو ہادی نے اُسے کہلا بھیجا کہ آپ اپنے عزت اور وقار کے حرم کو چھوڑ کر ان متبذل امور میں حصہ نہ لیں کیونکہ عورتوں کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ سیاسی امور میں دخل دیں آپ اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز و تسبیح میں اپنا سارا وقت صرف کریں اس کے بعد آپ کے شایان شان میں آپ کی اطاعت کروں گا۔

ان کے عہد میں اس کا یہ حال تھا کہ وہ ہر قسم کی اپنی ضروریات ان سے بیان کرتی اور وہ اسے پورا کرتے چار ماہ اسی طرح گزرے اس کے اس رسوخ کو دیکھ کر تمام لوگ اس کی طرف جھک پڑے اور اپنی اغراض اس سے بیان کرنے لگے چنانچہ اس کی ڈیوڑھی اب مرجع خلائق بن گئی اور بڑے بڑے عمائد اور اکابر اس کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اسی دور عروج میں اس نے کسی بات کے لئے ہادی سے کہا۔ ہادی کسی وجہ سے اُسے نہ منظور کر سکے اور انھوں نے کوئی بہانہ کر دیا۔ خیزران نے کہا تم کو میری درخواست ماننا پڑے گی۔ ہادی نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا میں عبداللہ بن مالک سے اس بات کے پورا ہونے کی ضمانت کر چکی ہوں یہ سن کر وہ بہت برہم ہوئے اور کہا کہ اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ ضرورت اس حرامزادے کی ہے بخدا تمھاری وجہ سے میں اسے کبھی پورا نہ کروں گا۔ خیزران نے کہا تو اب میں آئندہ کبھی تم سے کسی بات کی خواہش نہ کروں گی۔ ہادی نے کہا مجھے

اس کی بالکل پروا نہیں اور غصہ کی وجہ سے وہ تمتما گئے۔ خیزران بھی خفا ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ ہادی نے کہا ٹھہرو خوب کان کھولکر میری بات سُن لو۔ بخدا اگر اب مجھے یہ اطلاع ملی کہ میرے سرداران فوج، مصاحبین خاص یا خدمتگاروں میں سے کوئی شخص بھی تمہارے دروازے پر کسی غرض سے آیا ہے میں اسے قتل کر کے اس کی تمام جائداد ضبط کر لونگا ورنہ میں رسول اللہ صلعم کی قرابت سے خارج سمجھا جاؤں۔ جسے اپنا جان ومال عزیز ہو وہ اس حکم پر عمل کرے۔ کیوں روزانہ صبح و شام تمہارے دروازے پر ان سواروں کا تانتا بندھا رہتا ہے؟ کیا دنیا میں چرخہ نہیں کہ تم بیٹھکر کاتو یا قرآن نہیں ہے کہ اس کی تلاوت کرو اور کیا ایک گھر نہیں کہ وہاں بیٹھ کر چپ چاپ زندگی بسر کرو اور کسی ملی یا ذمی کے لئے اپنا دروازہ وا نہ کرو۔ یہ گفتگو سن کر خیزران وہاں سے پلٹی مگر اس حالت میں کہ اسے زمین دکھائی نہ دیتی تھی اور اس کے بعد پھر کبھی اس نے ہادی سے تلخ یا شیریں کسی قسم کی گفتگو نہیں کی۔

خالصہ نے بیان کیا ہے کہ موسٰی نے ایک دن اپنی ماں کو پکے ہوئے چانول بھیجے اور کہلا کر بھیجا مجھے یہ بہت پسند آئے۔ میں نے بھی ان کو کھایا ہے آپ بھی کھائیں۔ میں نے خیزران سے کہا کہ ذرا توقف کرو پہلے اس کا امتحان کر لینا چاہیئے ممکن ہے کہ اس میں تمہارے خلاف طبع کوئی چیز ہو۔ چنانچہ ایک کتا لایا گیا اور اسے وہ چانول کھلائے گئے جس سے اس کا تمام گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ اس کے کچھ روز کے بعد ہادی نے اس سے پچھوایا کہ وہ چانول کیسے تھے؟ اس نے کہا وہ بہت خوش ذائقہ تھے اس پر ہادی کہنے لگے تو نے کھائے نہیں اگر کھا جاتی تو تیری طرف سے مجھے اطمینان ہو جاتا۔ وہ خلیفہ کبھی کامیاب نہ ہوسکا جس کی ماں زندہ ہو۔

بنی ہاشم کے بعض لوگوں نے ہادی کی موت کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ جب ہادی نے ہارون کو ولیعہدی سے علیحدہ کرنے اور اس

کے بجائے اپنے بیٹے جعفر کو ولیعہد بنانے کی انتہائی کوشش کی تو خیزران کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا یہ ہارون کو کوئی گزند پہنچائے اس لئے جب ہادی بیمار ہوئے تو اُس نے اپنی چھوکریوں کے ذریعہ ان کا گلا گھٹوا کر ہلاک کرادیا اور پھر یحییٰ بن خالد کو اطلاع دی کہ اس کا کام تمام ہو چکا ہے اب تم اپنی کارروائی کرو اور اُس میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرنا۔

فضل بن سعید اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ہادی کو پے در پے اس بات کی اطلاع ملی کہ اُس کے امرائے عساکر اس کی ماں خیزران کے پاس جاتے ہیں اور اس کی گفتگو سے یہ امید کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ ان کی درخواستیں امیرالمومنین کی خدمت میں شرف قبولیت حاصل کریں گی۔ خیزران کی نیت یہ تھی کہ جس طرح مہدی کے عہد میں وہ سیاہ و سفید کی مالک ہوگئی تھی وہی بات اسے ہادی کے زمانے میں نصیب ہو جائے۔ ہادی اُسے اس مداخلت سے روکتے تھے کہ عورتوں کو مردوں کے معاملات میں دخل دینا زیبا نہیں۔ جب کثرت سے ان کے پاس امرائے عساکر کی خیزران کے پاس جانے کی خبریں پہونچیں تو انھوں نے سب کو ایک دن دربار میں جمع کر کے پوچھا میں بہتر ہوں کہ تم انھوں نے کہا امیرالمومنین آپ سب سے بہتر ہیں ہادی نے پھر سوال کیا کہ میری ماں بہتر ہیں یا تمھاری مائیں سب نے کہا آپ کی ماں۔ ہادی نے پوچھا کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اس بات کو پسند کرتا ہو کہ لوگ اس کی ماں کا چرچا کریں اور کہیں کہ فلاں کی ماں نے ایسا کیا اور ایسا کیا انھوں نے کہا ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں جو اسے گوارا کرے۔ ہادی نے کہا اب بتاؤ ان لوگوں کے ساتھ کیا کیا جائے جو میری ماں کے پاس جاتے ہیں اور پھر ان کا تذکرہ کرتے پھرتے ہیں۔ یہ سن کر انھوں نے قطعاً خیزران کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ یہ بات اسے بہت شاق گزری، خیزران نے بھی ہادی سے قطع تعلق کرلیا اور عہد کیا کہ وہ اب اس سے بات بھی نہیں کرے گی چنانچہ

پھران کے مرنے تک وہ اس کے پاس نہیں آئی۔
ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کرنے کا واقعہ یہ ہوا کہ جب ہادی خلیفہ ہوئے تو انھوں نے یحییٰ بن خالد کو ان ممالک مغربی کی صوبہ داری پر بحال رکھا جو اس سے پہلے ہارون کی ولایت میں تھے اور ارادہ کیا کہ ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے جعفر بن موسیٰ الہادی کو ولیعہد بنا دیں۔

یزید بن مزید، عبداللہ بن مالک علی بن موسیٰ اور ان ایسے اور سرداران فوج نے اس خیال میں ہادی کی تائید کی اور ہارون کی بیعت فسخ کر کے جعفر کی ولیعہدی کے لئے بیعت کر لی نیز انھوں نے خفیہ طور پر اس کارروائی کو کامیاب بنانے کے لئے شیعوں سے ساز باز کی اور اپنی قومی مجلس میں اس معاملہ پر گفتگو کی جس میں ہارون کی مذمت اور تنقیص کی گئی اور انھوں نے کہا کہ ہم کبھی اس کی خلافت کو تسلیم نہ کرینگے مگر اس جماعت کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی اس لئے یہ راز کھل گیا۔ ہادی نے ہارون کو ذلیل کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ اب آئندہ سے ہارون کے سامنے بھالابردار نہ رہے۔ ہادی کے اس طرز عمل کا لوگوں پر یہ اثر ہوا کہ وہ بھی ہارون سے اجتناب کرنے لگے کوئی شخص اس سے ملنے نہ جاتا بلکہ سلام کرنے کی بھی جرات نہ کرتے البتہ یحییٰ بن خالد اور اس کے بیٹے ہی ایسے تھے جنھوں نے اس حالت میں بھی کبھی ہارون کا ساتھ نہ چھوڑا بلکہ ہمیشہ اس سے ملتے جلتے رہے۔

اسماعیل بن صبیح یحییٰ بن خالد کا کاتب تھا یحییٰ کو خیال پیدا ہوا کہ وہ اسے ایسی جگہ متعین کر دے جہاں سے وہ دربار خلافت کی خبریں ان کو بھیجتا رہے۔ ابراہیم الحرانی موسیٰ کا وزیر تھا۔ اس نے اسماعیل کو اپنا کاتب مقرر کر لیا۔ اس کی خبر ہادی کو ہو گئی مگر یحییٰ کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی کہ ہادی اس راز سے آگاہ ہو گئے ہیں۔ اس نے اسماعیل سے کہا کہ فوراً حران چلے جاؤ کئی ماہ کے بعد ہادی نے ابراہیم الحرانی سے

پوچھا تمھارا منشی کون ہے اس نے نام لے کر بتایا کہ فلاں شخص میرا منشی ہے۔ ہادی نے کہا مگر مجھے تو یہ اطلاع ملی تھی کہ اسمٰعیل بن صبیح تمھارا منشی ہے۔ اوس نے کہا جناب والا یہ بات بالکل غلط ہے اسمٰعیل تو حرّان میں ہے۔

ہادی سے شکایت کی گئی کہ ہارون تو آپ کی تجویز کا کچھ ایسا مخالف نہیں ہے یہ پس پردہ یحییٰ ہے جو اسے بھکاتا ہے اُنھوں نے یحییٰ کو طلب کیا اُسے قتل کی دھمکی دی اور کفر کا الزام لگایا یہ اطلاع ہادی کے یحییٰ سے ناراض ہونے کا سبب ہوئی۔

محمد بن یحییٰ بن خالد بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت ہادی نے یحییٰ کو طلب کیا اس وقت کی طلبی سے اس کے ہوش وحواس جاتے رہے وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ اس نے اپنے اہل وعیال کو خیر باد کہا خوشبو لگائی اور نیا لباس پہنا اُسے یقین تھا کہ میں ضرور قتل کر دیا جاؤں گا۔ جب یہ ہادی کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اس سے کہا میں کیا سن رہا ہوں۔ یحییٰ نے کہا میں آپ کا غلام ہوں اور غلام بجز اپنے آقا کی اطاعت کے اور کیا کر سکتا ہے۔ ہادی نے کہا تو پھر کیوں تم میرے اور میرے بھائی کے درمیان آڑے آتے ہو۔ اور اسے میرے خلاف بھڑکاتے ہو۔ یحییٰ نے کہا بھلا امیر المومنین میں آپ لوگوں کے بیچ میں دخل دینے والا کون، آپ کے باپ نے مجھے ان کا اتالیق اور داروغہ مقرر کیا تھا ان کے حکم کی بجا آوری میں نے کی پھر جناب والا نے بھی مجھے اسی فرض کے انجام دینے کا حکم دیا اور میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کی، ہادی نے پوچھا پھر ہارون نے یہ کیا حرکت کی۔ اس نے کہا جی نہیں اس نے کچھ نہیں کیا ہے اور نہ اس کے دل میں کچھ ہے۔ اس گفتگو سے اون کا غصہ فرو ہو گیا۔

واقعہ تو یہ تھا کہ ہارون اپنی ولیعہدی سے علٰحدہ ہونے کے لئے

خوشی سے تیار تھا مگر یحییٰ نے اسے روک دیا اس پر ہارون نے اس سے کہا کہ میں کیوں اس جھگڑے میں پڑوں استعفا کے بعد بھی میں مزے سے چین کروں گا کس چیز کی کمی ہے اپنی چچیری بہن کے ساتھ مدت العمر گزار دوں گا۔ ہارون اپنی بیوی ام جعفر پر فریفتہ تھا، یحییٰ نے کہا بھلا خلافت کے مقابلہ میں ان باتوں کی کیا حقیقت ہے اور ممکن ہے کہ استعفا دینے کے بعد تمہارے ہاتھ میں یہ بات بھی نہ رہے بلکہ سب ہی سے ہاتھ دھونا پڑے۔ کبھی اس معاملہ میں ہادی کی بات نہ ماننا۔

ہادی نے جو عیسی باذ میں مقیم تھے ایک رات یحییٰ کو طلب کیا۔ اس بے وقت کی طلبی سے یحییٰ خوف زدہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ اس وقت خلوت گاہ میں تھے یحییٰ کے آنے کے بعد انھوں نے اس شخص کو بھی طلب کیا جس نے ہادی کو یحییٰ سے ڈرایا تھا مگر وہ موجود نہ تھا ہادی کا مطلب یہ تھا کہ یہ اس سے باتیں کرے اور ہارون کے پاس نہ جائے چنانچہ وہ بہت دیر تک ان سے باتیں کرتا رہا یحییٰ نے ہارون کے بارے میں بھی اُن سے گفتگو کی اور ہادی نے یحییٰ سے وعدہ کیا کہ وہ میری طرف سے اطمینان رکھے نیز ہادی نے ایک یاقوت سُرخ کی انگوٹھی بھی جو وہ پہنے تھے اسے دی اور کہا کہ یہ میری امانت ہے احتیاط سے رکھنا۔ اس کے بعد یحییٰ ان کے پاس سے چلا آیا۔ اس شخص کی پھر تلاش ہوئی اور وہ ہادی کے پاس پیش ہوا۔ اس ملاقات کے بعد ہادی یحییٰ سے خوش ہو گئے، ایک سے زیادہ اشخاص نے یہ بات بیان کی ہے کہ جس شخص کی تلاش کی گئی تھی وہ ابراہیم الموصلی تھا۔

صالح بن سلیمان بیان کرتا ہے کہ ایک دن ہادی نے ربیع سے کہا یحییٰ بن خالد کو سب کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت دینا۔ ربیع نے یحییٰ کو بلا بھیجا مگر وہ اس کی زندگی سے مایوس ہو گیا جب صبح کو وہ دربار میں بیٹھے تو کوئی ایسا نہ تھا جسے دربار میں بار نہ دیا گیا ہو

اس وقت عبد الصمد بن علی بن عباس بن محمد اور ان کے دوسرے تمام اعزا اور سپہ سالار عساکر دربار میں موجود تھے سب کے آخر میں یحییٰ کو اجازت ملی ہادی اُسے اپنے قریب بلاتے رہے یہاں تک کہ جب وہ ان کے بالکل سامنے آگیا تو اسے بیٹھنے کا حکم دیا اور اس سے کہا میں تم پر ظلم کرتا رہا ہوں اور تمہاری تکفیر کرتا رہا ہوں تم مجھے معاف کرو تمام لوگ یحییٰ کی اس عزت افزائی اور ہادی کے اس جملہ سے متحیر ہو گئے یحییٰ نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور شکر ادا کیا۔ ہادی نے پوچھا کس شاعر نے تمہارے لئے یہ شعر کہا ہے۔

لو یمس البخیل راحة یحیی لسخت نفسہ ببذل النوال

ترجمہ۔ اگر بخیل یحییٰ کی ہتھیلی کو چھولے تو وہ ایسا سخی ہو جائے کہ بخشش کے ساتھ اپنی جان بھی بخشدے۔

یحییٰ نے کہا یہ اثر امیر المومنین کی ہتھیلی میں ہے نہ کہ آپ کے اس غلام کی ہتھیلی میں۔

رشید کی ولایت عہد سے علیحدگی کے متعلق جب ہادی نے یحییٰ سے گفتگو کی تو یحییٰ نے کہا اگر آپ خود لوگوں کو فسخ عہد اور ترک حلف کی ترغیب دینگے تو پھر قسم کی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رہیگی مناسب یہ ہے کہ اپنے بھائی کے عہد کے متعلق تو آپ ان کو نہ چھیڑیں البتہ اس کے بعد کے لئے جعفر کی بیعت کرائیں اس طرح اخلاقاً جعفر کی ولیعہدی زیادہ موثر ہو گی۔ ہادی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ تمہاری رائے خلوص پر مبنی ہے میں اس کے متعلق غور کرتا ہوں۔

خزیمہ بن عبد اللہ کہتا ہے کہ جب رشید کی علیحدگی کے خیال میں یحییٰ نے ہادی کی تائید نہیں کی تو انھوں نے اسے قید کر دیا یحییٰ نے ان کی خدمت میں معروضہ پیش کیا کہ میں آپ کو ایک مخلصانہ مشورہ دینا چاہتا ہوں، ہادی نے اسے بلایا اس نے کہا کہ میں آپ سے تنہائی میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تخلیہ ہو گیا۔ یحییٰ نے کہا اے امیر المومنین

نصیب دشمن اگر آپ کو موت آجائے تو کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ یہ سب لوگ جعفر کی خلافت کو تسلیم کر لیں گے۔ حالانکہ ابھی وہ سن بلوغ کو بھی نہیں پہونچا ہے اور کیا وہ اسے اپنی نماز، حج اور جہاد میں امام بنائیں گے۔ ہادی نے کہا بخدا یہ خیال تو میرا ابھی نہیں ہے یحییٰ نے کہا کیا آپ اس بات سے مطمئن ہیں کہ خود آپ کے اعزا میں سے بیشتر مثلاً فلاں اور فلاں نیز ان کے علاوہ دوسرے لوگ اس کے عہد میں خلافت کے لئے جدوجہد نہ کریں گے اور اس طرح یہ منصب عظمیٰ آپ کے باپ کی اولاد سے نکل جائے گا۔ ہادی نے کہا یحییٰ تم نے مجھے آگاہ کر دیا۔ اس بنا پر یحییٰ کہا کرتا تھا کہ جتنے خلفا سے میری گفتگو ہوئی ہے اُن میں موسیٰ سب سے زیادہ عقلمند تھا۔ یحییٰ نے ان سے یہ بھی کہا کہ اگر رشید تمہارا بھائی پہلے سے ولیعہد نہ بھی ہوتا تب بھی آپ کے لئے مناسب یہی تھا کہ خود آپ اسے ولیعہد بنا دیں چہ جائے کہ آپ خود اُسے اس ولیعہدی سے جو مہدی نے اس کے لئے مقرر کی ہے اسے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ امیر المومنین میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اس معاملے کو علیٰ حالہ رہنے دیں جب جعفر سن بلوغ کو پہونچ جائے خود رشید اپنی ولیعہدی سے دست بردار ہو جائے گا اور سب سے پہلے وہی جعفر کے ہاتھ پر بیعت کر لے گا۔ ہادی نے اس کے مشورہ اور رائے کو قبول کیا اور اسے رہا کر دیا۔

محمد بن یحییٰ کہتا ہے کہ رشید کو ولیعہدی سے علیحدہ کرنے کے متعلق اگرچہ میرے والد نے ہادی سے گفتگو کی تھی مگر پھر بھی اپنے اکثر موالیوں، اور سرداران فوج کی تحریک پر ہادی نے رشید کی علیحدگی کا مستقل ارادہ کر لیا۔ یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں کہ آیا رشید نے یہ تجویز قبول کی یا نہیں کی مگر ہادی اس سے بہت سخت ناراض ہو گئے اور اس کی زندگی دوبھر ہو گئی۔ یحییٰ نے ہارون کو مشورہ دیا کہ آپ شکار کی اجازت لے کر ان سے دور چلے جائیں اور جس طرح بنے

علیحدہ رہ کر یہ زمانہ گزار دیں۔ ہارون نے اس کے متعلق ایک معروضہ ہادی کی جناب میں پیش کیا ہادی نے اسے اجازت دے دی۔ ہارون مدینۃ السلام سے چل کر قصر مقاتل آیا اور یہاں چالیس دن مقیم رہا۔ اب ہادی کو محسوس ہوا کہ ان کی کارروائی حاد لانہ نہ تھی نیز انھیں ہارون کی ارادی علیحدگی اور کشیدگی محسوس ہونے لگی انھوں نے اسے لکھنا شروع کیا کہ پلٹ آؤ مگر ہارون ٹالتا رہا اس طرح یہ معاملہ بہت بڑھ گیا۔ ہادی نے اسے بہت برا بھلا کہا نیز اس کے موالی اور سرداران فوج نے بھی اس پر زبان درازیاں کیں۔ اس وقت فضل بن یحییٰ رشید اور اپنے باپ کی طرف سے آستانہ خلافت پر متعین تھا وہ تمام واقعات کی اطلاع رشید کو لکھدیتا تھا رشید اپنے مقام سے پلٹ آیا اور اب معاملہ نے بہت طول کھینچا۔

یحییٰ بن خالد کا موئی یزید بیان کرتا ہے کہ خیزران نے عائکہ کو جو ہارون کی دایہ تھی یحییٰ کے پاس بھیجا اس نے یحییٰ کے سامنے رونا پیٹنا شروع کیا اور کہا کہ سیدہ آپ سے کہتی ہیں کہ خدا کے لیئے تم میرے بیٹے کو قتل نہ کراؤ جو خواہش اس کے بھائی کی ہے اسے قبول کرنے دو۔ دنیا اور اس کی تمام چیزوں کے مقابلہ میں مجھے ہارون کی زندگی زیادہ محبوب ہے۔ یحییٰ نے اسے ڈانٹا کہ تجھے ان امور میں دخل دینے کا کیا حق ہے اگر ایسا ہوا جیسا کہ تم کہتی ہو تو پہلے میں میری اولاد اور تمام کنبہ قتل ہو جائیگا تب کہیں اس تک نوبت آئے گی۔ میں اس کو دھوکا دے سکتا ہوں مگر اپنے نفس اور اپنی اولاد کو تو دھوکا نہیں دے سکتا۔

جب ہادی نے دیکھا کہ انعام، اکرام جاگیر کسی چیز کا ہارون کے معاملہ میں یحییٰ پر اثر نہیں ہوتا تو انھوں نے یحییٰ کو پیام بھیجا کہ اگر تم اپنے طرز عمل سے باز نہ آؤ گے تو میں تم کو قتل کر دوں گا۔ اسی خوف و خطر کی حالت میں یہ سارا زمانہ بسر ہوا۔ اسی زمانہ میں یحییٰ کی ماں نے انتقال کیا مگر وہ بغداد کے قصر خلد میں ہارون کی خدمت میں تھا جنازے

میں شریک بھی نہ ہو سکا۔ ہارون بغداد میں اپنی ولیعہدی کے زمانہ میں اسی قصر میں فروکش ہوتا تھا اور یحییٰ اس کے ہمراہ ہوتا اگرچہ وہ فروکش اپنے مکان میں ہوتا مگر صبح و شام ہارون کی خدمت میں حاضر رہتا۔

ہادی نے اپنے خلافت کے ابتدائی عہد میں ایک مرتبہ دربار خاص منعقد کیا۔ ابراہیم بن جعفر بن ابی جعفر ابراہیم بن سلم بن قتیبہ اور حرانی کو دربار میں بلایا یہ سب لوگ ہادی کے بائیں جانب بیٹھ گئے ان کے ساتھ وہاں ہادی کا حبشی خدمت گار اسلم نام جس کی کنیت ابوسلیمان تھی موجود تھا ہادی اس پر بہت اعتماد کرتے تھے یہ اسے اپنے پاس بلا رہے تھے کہ اتنے میں صالح مصلّیٰ بردار نے آکر عرض کیا کہ ہارون بن المہدی حاضر ہے حکم ہوا کہ آنے دو۔ اس نے دربار میں آکر ہادی کو سلام کیا اس کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر دوسری سمت سے ہو کر ان کے داہنے جانب آخری نشست پر بیٹھ گیا موسیٰ دیر تک سر جھکائے اسے غور سے دیکھتے رہے پھر ہارون کو مخاطب کر کے کہا مجھے یقین ہے کہ تم اس خواب کے پورا ہونے کے متوقع ہو اور اس وقت بھی تمہارے دل میں وہی آرزو موجزن ہے حالانکہ اس سے تم کوسوں دور ہو اس کے حاصل ہونے میں تم کو بڑے بڑے مصائب جھیلنا پڑیں گے کیوں نہ ہو تم خلافت کے امیدوار ہو۔ یہ سن کر ہارون دوزانو بیٹھ گیا اور اس نے کہا اے موسیٰ یاد رکھو اگر تم نے سر اٹھایا ذلیل ہو جاؤ گے اگر انکسار اختیار کرو گے تمہاری عزت اور بڑھے گی اگر ظلم کرو گے تباہ کر دیے جاؤ گے میں اللہ سے اس بات کا امیدوار ہوں کہ یہ منصب مجھے نصیب ہوگا اس وقت میں ان لوگوں کے ساتھ انصاف کروں گا جن پر تم نے ظلم کیا ہے ان سے رشتہ قائم کروں گا جن کو تم نے علیحدہ کر دیا ہے۔ تمہاری اولاد کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھوں گا اور اپنی بیٹیوں سے ان کی شادیاں کر دوں گا اور اس طرح امام مہدی کا جو حق مجھ پر عائد ہوتا ہے اس سے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی سعی بلیغ کروں گا۔

موسیٰ نے کہا اے ابوجعفر بیشک تم سے اسی قسم کی توقع کی جاتی ہے میرے قریب آؤ۔ ہارون ان کے پاس گیا اور اس نے ان کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر اپنی نشست پر واپس جانے لگا۔ ہادی نے کہا یہ نہیں ہوگا ہمارے معزز شیخ اور شریف فرمانروا یعنے تمہارے دادا منصور نے ہمیشہ تم کو میرے ساتھ بٹھایا ہے۔ چنانچہ اب ہادی نے اسے بھی اپنے برابر صدر مجلس میں جگہ دی اور حرانی کو حکم دیا کہ اسی وقت دس لاکھ دینار میرے بھائی کو لے جاکر دو نیز جب خراج وصول ہو جائے تو اس میں سے نصف ان کو دینا۔ اس کے علاوہ اس وقت ہمارے توشہ خانہ میں اور خزانوں میں جو کچھ ہو اور جو بیش بہا اشیا اس ملعون خاندان (بنی امیہ) سے دستیاب ہوئی ہیں وہ سب ان کو لے جاکر دکھاؤ اور جس قدر یہ چاہیں اس میں سے لے لیں۔ حرانی نے حکم کی بجا آوری کی۔ جب ہارون دربار سے اٹھا تو ہادی نے صالح کو حکم دیا کہ ان کا گھوڑا فرشِ دربار تک لاؤ۔

عمرو الرومی اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے چونکہ ہارون مجھ سے مانوس تھے میں اُٹھ کر ان کے پاس گیا اور میں نے پوچھا اے میرے آقا وہ کیا خواب ہے جس کی طرف امیر المومنین نے اشارہ کیا ہے۔ ہارون نے کہا مہدی نے یہ بات بیان کی تھی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے ایک شاخ موسیٰ کو دی اور ایک ہارون کو دی موسیٰ کی شاخ کی صرف چوٹی پر تھوڑے سے پتے نکلے ہیں اور ہارون کی شاخ میں نیچے سے لے کر اوپر تک پتے نکلے ہیں مہدی نے حکم بن موسیٰ القمری ابو سفیان کو بلایا اور اس خواب کی تعبیر دریافت کی اس نے کہا حکومت دونوں کو ملیگی مگر موسیٰ کا زمانہ قلیل ہوگا البتہ ہارون اپنی مدت العمر خلیفہ رہے گا اور اس کا عہد خلافت بہترین عہد ہوگا۔ اس کے چند ہی روز کے بعد موسیٰ بیمار پڑے اور صرف تین دن علیل رہ کر انہوں نے انتقال کیا۔ ہارون نے خلیفہ ہونے کے بعد حمدونہ

کی شادی جعفر بن موسیٰ اور فاطمہ کی شادی اسماعیل بن موسیٰ سے کردی خلافت سے پہلے جو وعدے اس نے کئے تھے وہ سب پورے کئے اور واقعی اس کا عہد بہترین عہد ثابت ہوا۔
بیان کیا گیا ہے کہ ہادی حدیثۃ الموصل گئے تھے وہاں بیمار ہو گئے جب مرض نے شدت اختیار کی تو پلٹ آئے۔
عمرو یشکری شاگرد پیشہ بیان کرتا ہے کہ شرق و غرب میں اپنے تمام عمالوں کو حاضری دربار کا فرمان لکھ کر ہادی حدیثۃ سے پلٹے۔ جب ان کی حالت نازک ہوئی تو وہ تمام عمائد اور اکابر جنھوں نے ہادی کے ایما سے اُن کے بیٹے جعفر کی ولایت عہد کی بیعت کی تھی مشاورت کے لئے جمع ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اگر یحییٰ کو یہ اقتدار حاصل ہو گیا تو وہ ہم سب کو قتل کر دیگا کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ طے یہ پایا کہ ہم میں سے کوئی ایک ہادی کا حکم لے کر یحییٰ کے پاس جائے اور اسے قتل کر دے مگر پھر ان لوگوں نے کہا کہ اگر امیر المومنین اچھے ہو گئے تو ہم اپنی اس کارروائی کا ان کو کیا جواب دے سکیں گے اس خوف سے یہ سب لوگ چپ ہو گئے۔
خیزران نے یحییٰ کو اطلاع دی کہ اب اس کا وقت آخر ہے جو مناسب ہو وہ انتظام کر لو اور پوری طرح تیار رہو رشید کی تمام زندگی میں حقیقی اقتدار حکومت اسی کو حاصل رہا۔ یحییٰ نے بہت سے منشی بلائے ان کو فضل بن یحییٰ کے مکان میں ایک جا بٹھایا انھوں نے اس تمام رات رشید کی جانب سے تمام والیوں اور عمال سلطنت کو مراسلے لکھے جس میں ہادی کی وفات کی اطلاع لکھی اور یہ لکھا کہ میں رشید تم کو تمھارے موجودہ مناصب پر برقرار رکھتا ہوں جب ہادی کی روح پرواز کر گئی تو اب یہ مراسلے ڈاک کے ذریعہ تمام اقطاع اور اکناف سلطنت میں دوڑا دئیے گئے
فضل بن سعید اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ خیزراں نے قسم کھائی کہ وہ موسیٰ الہادی سے بات نہیں کرے گی اور اس سے چھوڑ کر علیحدہ جا رہی تھی جب ہادی کی موت کا وقت

قریب آیا اور قاصد نے اس کی اطلاع اسے دی تو اس نے کہا کہ میں کیا کروں خالصہ نے کہا بی بی یہ وقت خفگی اور غصہ کے اظہار کا نہیں ہے آپ ضرور اپنے بیٹے کے پاس جائیں اس نے کہا وضو کے لئے پانی لاؤ تاکہ نماز پڑھ لوں اس کے بعد کہنے لگی کہ ہم پہلے سے اس بات کو ایک دوسرے سے بیان کرتے آئے ہیں کہ آج رات کو ایک خلیفہ مرے گا دوسرا برسر خلافت قائم ہوگا اور تیسرا پیدا ہوگا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ اسی رات موسیٰ نے انتقال کیا رشید خلیفہ ہوئے اور مامون پیدا ہوا۔

فضل بن سعید اس روایت کا بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عبداللہ سے بیان کی اس نے مجھ سے بالکل وہی واقعہ بیان کیا جو میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ خیزران کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی تھی اس نے کہا خیزران نے یہ بات اوزاعی سے سنی تھی

سلیمان کی پوتی زینب بیان کرتی ہے کہ جب موسیٰ نے عیسیٰ باذ میں انتقال کیا تو خیزران نے ہمیں یہ خبر سنائی اس وقت وہاں ہم چار عورتیں موجود تھیں ایک میں ایک میری بہن اور ام الحسن اور عائشہ سلیمان کی بیٹیاں ہمارے ساتھ ریطہ ام علی بھی تھی۔ خالصہ آئی خیزران نے اس سے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا موسیٰ نے انتقال کیا اور لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔ خیزران نے کہا کہ اگر موسیٰ مر گیا تو ہارون تو زندہ ہے ستو لا۔ خالصہ ستو لائی خیزران نے بھی پیا اور ہم سب کو بھی پلایا پھر اسے حکم دیا کہ میرے ان آقازادیوں کو چار لاکھ دینار لا کر دو۔ پھر پوچھا میرے بیٹے ہارون نے اب تک کیا کیا اس نے کہا انہوں نے قسم کھائی ہے کہ وہ ظہر بغداد میں پڑھیں گے۔ خیزران نے کہا تو سواریاں منگواؤ میں اب یہاں بیٹھ کر کیا کروں وہ تو بغداد روانہ ہو گئے۔ خیزران بھی بغداد میں ہارون سے آملی۔

ہادی کے انتقال کا وقت، عمر، عہد اور اس بات کا ذکر کہ اس کی نماز جنازہ کس نے پڑھی

ابو معشر کہتا ہے کہ موسیٰ نے جمعہ کی رات کو ربیع الاول کے نصف میں وفات پائی، واقدی کہتا ہے کہ موسیٰ نے عیسیٰ باذ میں ماہ ربیع الاول کے نصف میں وفات پائی ہشام بن محمد کہتا ہے کہ موسیٰ الہادی نے جمعہ کی رات ۱۴ ربیع الاول ۱۷۰ھ ہجری میں انتقال کیا بعض ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ ہادی نے جمعہ کی رات ۱۶ ربیع الاول کو وفات پائی اور ایک سال تین مہینے حکومت کی ہشام کہتا ہے کہ ہادی نے چودہ ماہ حکومت کی اور چھبیس سال عمر پائی واقدی کہتا ہے کہ ہادی کی مدت خلافت ایک سال ایک ماہ اور بائیس دن ہے متذکرۂ بالا ارباب سیر کے علاوہ اور راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ہادی نے سنیچر کے دن ۱۰ ربیع الاول کو یا جمعہ کی رات میں تئیس سال کی عمر میں انتقال کیا ایک سال ایک ماہ اور ۲۳ دن حکومت کی۔ اس کے بھائی ہارون بن محمد الرشید نے نماز جنازہ پڑھی ابو محمد کنیت تھی۔ ان کی ماں خیزران ام ولد ہے۔ یہ عیسیٰ باذ الکبریٰ میں اپنے ہی باغ میں دفن کئے گئے۔

ہادی کا حلیہ

یہ دراز قامت، فربہ اندام، جمیل و شکیل اور گورے تھے۔ سرخ مونچھیں تھیں بالائی ہونٹ سکڑا ہوا تھا اطبق لقب تھا یہ رے کے علاقہ میں شیروان میں پیدا ہوئے تھے۔

اولاد کا ذکر

نو بچے تھے، سات لڑکے اور دو لڑکیاں ایک لڑکا جعفر تھا جسے وہ خلافت کے لئے تیار کر رہے تھے اور دوسروں کے نام یہ ہیں۔ عباس، عبداللہ، اسحاق، اسماعیل، سلیمان اور موسیٰ الاعمیٰ یہ اندھا تھا اور ہادی کے مرنے کے بعد پیدا ہوا تھا ان سب کی مائیں لونڈیاں تھیں

بیٹیوں میں ایک ام عیسیٰ مامون کی بیوی تھی اور دوسری ام العباس بنت موسیٰ تھی جس کا لقب نونہ تھا۔

اخلاق اور واقعات زندگی

سندہی بن شاہک بیان کرتا ہے کہ جب مہدی کے مرنے اور ہادی کے خلیفہ ہونے کی خبر آئی اس وقت میں ہادی کے ساتھ جرجان میں موجود تھا۔ یہ فوراً ڈاک کے ذریعہ بغداد روانہ ہوئے سعید بن سلم بھی ان کے ہمراہ تھا، مجھے انہوں نے خراسان بھیجدیا تھا یہ حسب ذیل واقعہ مجھ سے اسی سعید نے بیان کیا کہ جب ہم جرجان کے مکانات اور باغوں کے درمیان سے گزر رہے تھے تو ہادی کو ان باغوں میں سے ایک شخص کے گانے کی آواز آئی انہوں نے اپنے صاحب شرطہ کو حکم دیا کہ اس شخص کو ابھی میرے پاس حاضر کرو، میں نے کہا امیر المومنین اس بیہودہ کا قصہ بالکل سلیمان بن عبدالملک کے قصہ کے مشابہ ہے۔ ہادی نے کہا وہ کیا ہے میں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ سلیمان بن عبدالملک اپنے حرم کے ساتھ اپنی کسی سیرگاہ میں مصروف عیش و نشاط تھا کہ ایک دوسرے باغ سے اسے ایک مرد کے گانے کی آواز آئی اس نے اپنے صاحب شرطہ کو حکم دیا کہ اس گانے والے کو ابھی حاضر کرو وہ اسے لے آیا اور جب وہ گانے والا سلیمان کے روبرو آکر کھڑا ہوا تو اس نے پوچھا تجھے معلوم ہے کہ میں تیرے قریب فروکش ہوں میرے ہمراہ میری حرم ہے پھر اسی وقت تجھے گانے کی کیا ضرورت پیش آئی کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب گھوڑی نر کی آواز سنتی ہے تو اس کی طرف گرویدہ ہو جاتی ہے اے غلام اسے نامرد بنادے چنانچہ اس شخص کو نامرد کردیا گیا۔ دوسرے سال سلیمان پھر اسی سیرگاہ میں آیا اور وہیں آکر بیٹھا جہاں گزشتہ سال بیٹھا تھا اسے اس گانے والے

کا قصہ بھی یاد آیا اور اب پھر اس نے اپنے کوتوال کو اس کی حاضری کا حکم دیا وہ حاضر کیا گیا اور وہ اس کے سامنے آکر کھڑا ہوا تو سلیمان نے اس سے کہا تجھے کسی نے تو فروخت نہیں کیا کہ ہم ہی خرید لیتے اور نہ کسی نے تجھے یوں ہی بخشا اور نہ ہم تیرے عوض کسی غلام کو دے کر تجھے لے لیتے اس کے جواب میں بخدا ئے لایزال اس شخص نے لفظ خلیفہ سے بھی سلیمان کو مخاطب نہیں کیا بلکہ بیباکانہ طور پر کہنے لگا اے سلیمان اللہ سے ڈرو تم نے میری نسل قطع کردی میری آبرو برباد کردی اور مجھے لذت سے محروم کردیا اور پھر تم مجھ سے اس قسم کا سوال کرتے ہو بخدا میرا تمہارا معاملہ خدا کے سامنے پیش ہوگا یہ واقعہ سن کر موسیٰ الہادی نے غلام کو حکم دیا کہ کوتوال کو واپس بلا لاؤ وہ بلا لایا انھوں نے اسے کہا کہ اس شخص سے کوئی تعارض نکرو جانے دو۔

ابو موسیٰ ہارون بن محمد بن اسماعیل بن موسیٰ الہادی کہتا ہے کہ مجھ سے علی بن صالح نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں اپنے لڑکپن میں ایک دن ہادی کے سرہانے کھڑا تھا انھوں نے بسلسل تین دن سے مظالم کی سماعت نہیں کی تھی۔ حرانی آیا اس نے عرض کیا کہ آپ نے تین دن سے مظالم کی سماعت نہیں کی ہے اس طرح تو عوام آپ کے مطیع اور منقاد نہیں رہ سکتے۔ یہ سن کر انھوں نے مجھے دیکھا اور کہا اے علی جاؤ دربار عام منعقد کرو اور دربار خاص نہو میں یہ حکم سن کر تیزی سے اڑتا ہوا چلا جارہا تھا کہ میں ذرا ٹھہرا اور چونکہ اس مفہوم کے لئے انھوں نے جو جملہ کہا تھا وہ مبہم تھا میں نے سوچا کہ اس جملہ سے امیر المومنین کا مطلب کیا ہے مجھے کچھ معلوم نہیں انھیں سے پلٹ کر پوچھوں تو وہ کہیں گے کہ تو میرا حاجب ہو کر میری بات نہیں سمجھتا اب میرے دل میں بات آگئی میں نے اس اعرابی کو طلب کیا جو امیر المومنین کی خدمت میں باریاب ہونے آیا تھا اور اس سے ان کے جملہ کے معنی پوچھے اس نے بتا دئے۔ میں نے حکم دیا کہ تمام پردے اٹھا دئے جائیں

اور دروازے کھولدیئے جائیں چنانچہ اب لوگ بالکل سویرے سے بارگاہ خلافت میں جوق درجوق آنے لگے رات ہونے تک وہ مظالم کی سماعت کرتے رہے جب دربار برخواست ہوا تو میں سامنے جاکر کھڑا ہوا۔ پوچھا کچھ کہنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں امیرالمومنین جناب والا نے آج مجھ سے ایسا جملہ کہا تھا کہ پہلے تو میں اُس کا مطلب ہی نہ سمجھ سکا کیونکہ میں نے اُسے آج سے پہلے کبھی سنا نہ تھا مگر میں اس بات سے بھی ڈرا کہ آپ کے پاس واپس آکر اُس کا مطلب دریافت کروں کیونکہ آپ یہ نہ کہیں کہ میرے حاجب ہو کر تم میری بات نہیں سمجھتے اس خوف سے میں نے اس اعرابی کو بلایا جو باریابی کے لئے آستانۂ خلافت پر حاضر تھا اس نے مجھے آپ کے جملہ کا مطلب سمجھا دیا اس کی اس خدمت کا آپ میری طرف سے کوئی صلہ دیدیجئے، انھوں نے کہا اچھی بات ہے ایک لاکھ درہم لیجاکر دیدو میں نے عرض کیا امیرالمومنین وہ زاہدی ہے اسے دس ہزار بہت ہیں اتنے میں وہ خوش حال ہو جائیگا کہنے لگے علی میں سخاوت کرتا ہوں اور تم بخل کرتے ہو۔ یہی راوی علی بن صالح دوسرے سلسلہ سے بیان کرتا ہے ایک مرتبہ خیزران کچھ بیمار ہوئی ہادی اُس کی عیادت کے لئے چلے راستہ میں عمر بن بزیع نے سامنے آکر عرض کیا کہ اس سے زیادہ ضروری فرض موجود ہے پہلے ادھر چلئے پوچھا کیا۔ عمر نے کہا مظالم آپ نے تین روز سے سماعت نہیں فرمائی ہے۔ اس عیادت سے یہ زیادہ ضروری ہے۔ ہادی نے اپنی جلو میں چلنے والی جماعت کو اشارہ کیا کہ دربار عام کی طرف چلو اور اپنے ایک خدمت گار کو خیزران کے پاس اپنے اس وقت کے نہ آنے کی معذرت کے لئے بھیجدیا اسے ہدایت کی کہ کہدینا کہ عمر بن بزیع نے ہمیں تنبیہ کیا کہ اللہ کے حق کی ادائی ہم پر تمہارے حق سے زیادہ ضروری ہے اس وجہ سے ہم آج تمہارے پاس نہ آسکے

انشاءاللہ کل صبح عیادت کو آئیں گے۔
عبداللہ بن مالک مہدی کا کوتوال بیان کرتا ہے کہ مہدی ہادی کے ندیموں اور گویوں کو طلب کر کے مجھے ان کے مارنے کا حکم دیتے ہادی مجھ سے ان کی سفارش کرتے کہ میں ان کے ساتھ ملائمت اور نرمی برتوں۔ مگر میں ہادی کی سفارش پر ذرا توجہ نہ کرتا اور مہدی کے حکم کی بجا آوری کر دیتا۔ جب ہادی خلیفہ ہوئے تو اب مجھے یقین تھا کہ میں مارا جاؤں گا ایک دن انھوں نے مجھے طلب کیا۔ میں سر سے کفن لپیٹ کر اور حنوط مل کر حاضر دربار ہوا وہ ایک کرسی پر بیٹھے تھے تلوار اور چمڑا سامنے رکھا تھا۔ میں نے سلام کیا اس کے جواب میں انھوں نے کہا تجھ پر سلامتی نہ ہو تم کو وہ دن ابھی یاد ہے جب میں نے حرانی کے متعلق تم سے کہلا بھیجا تھا اور امیرالمومنین نے اس کے مارنے اور قید کرنے کا حکم دیا تھا۔ تم نے میری سفارش نہیں مانی نیز فلاں اور فلاں ندیموں کے معاملہ میں بھی تم نے میری کچھ نہ سنی میں نے عرض کیا امیرالمومنین بجا ارشاد فرماتے ہیں۔ اجازت ہو تو کچھ میں بھی اس کے متعلق عرض کروں۔ انھوں نے مجھے عذر پیش کرنے کی اجازت دی میں نے عرض کیا امیرالمومنین میں آپ سے اللہ کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اسی عہدہ پر مقرر کریں جس پر آپ کے والد نے مجھے کیا تھا اور پھر آپ مجھے کسی کام کا حکم دیں اور آپ کا کوئی لڑکا مجھے اس کے خلاف ورزی کا حکم دے میں اس کا حکم بجالاؤں اور آپ کے حکم کی نافرمانی کروں تو کیا یہ بات آپ کو اچھی معلوم ہو گی انھوں نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا میں نے کہا تو بس یہی طرز میرا آپ کے اور آپ کے والد کے ساتھ تھا۔ یہ جواب سن کر انھوں نے مجھے اپنے قریب بلایا میں نے ان کے ہاتھ چومے انھوں نے مجھے خلعت سے سرفراز کیا اور کہا کہ میں تم کو اسی عہدہ پر مقرر کرتا ہوں جس پر تم پہلے فائز تھے جاؤ اپنا کام کرو۔ میں ان

کے پاس سے اٹھ کر اپنے مکان چلا آیا۔ مگر اپنے اور ان کے آئندہ تعلقات پر غور کرتا رہا کہ کیونکر نبھیں گے۔ یہ بالکل نوجوان ہیں شراب کے عادی ہیں وہی لوگ ان کے ندیم، وزیر اور اہلکار ہیں جن کے متعلق میں نے ان کی بات نہیں مانی تھی۔ مجھے تو یہ نظر آرہا ہے کہ جب یہ شراب سے بدمست ہو جائیں گے تو وہ لوگ میرے متعلق ان کی رائے کو خراب کر دیں گے اور وہ کام کرائیں گے جن کا مجھے اندیشہ ہے۔

میں بیٹھا ہوا تھا اور اس وقت میری ایک چھوٹی بچی میرے سامنے بیٹھی تھی انگیٹھی سامنے رکھی تھی اور میں چپاتیوں کے ٹکڑے شوربے میں بھگو کر ان کو آگ پر سینک کر بچی کو دے رہا تھا اتنے میں ایک زبردست شور سنائی دیا۔ شور کی کثرت اور ٹاپوں کی آواز سے میں نے تو خیال کیا کہ دنیا تہ و بالا ہو گئی اور اب میں نے اپنے دل میں کہا یہ وہی ہے جس کا مجھے ان کی طرف سے اندیشہ تھا اب میری خیر نہیں۔ یکا یک دروازہ کھلا خدمتگار اور چوبدار اندر آئے میں نے دیکھا کہ امیرالمومنین ہادی بھی ان کے وسط میں ایک گدھے پر سوار موجود ہیں ان کو دیکھتے ہی میں اپنی جگہ سے تڑپ کر لپکا اور میں نے ان کے پاس پہونچ کر ان کے ہاتھ پاؤں چومے بلکہ ان کے گدھے کے کھروں کو بھی بوسہ دیا کہنے لگے اے عبداللہ میں نے تمہارے معاملہ پر غور کیا تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ تمہارے دل میں یہ خطرہ گزرا ہوگا کہ جب میں پی لوں گا اور میرے گرد تمہارے دشمن ہی دشمن ہونگے تو وہ میرے حسن رائے کو جو تمہارے متعلق قائم ہوئی ہے بدل دیں گے اور پھر میں تم کو اذیت پہونچاؤں گا اس اندیشہ کی وجہ سے میں خود تمہارے مکان آیا ہوں کہ تم سے اپنا انس ظاہر کروں اور بتاؤں کہ میرے دل سے تمہاری برائی نکل گئی ہے لاؤ میں بھی وہی کھاؤں گا جو تم کھا رہے تھے۔ تاکہ تمہارے کھانے میں شریک ہونے اور خود تمہارے گھر آنے سے

تمہارا حق مجھ پر قائم ہو اور اسی طرح تمہارے دل سے خوف اور وحشت جاتی رہے۔ میں نے چپاتیاں اور سالن کاسکوران کے سامنے رکھ دیا انھوں نے اسے کھالیا اور پھر اپنے خدمت گاروں کو حکم دیا کہ وہ تحفہ لاؤ جو ہم عبداللہ کے لئے اپنے دربار سے لائے ہیں چار سو خچر درہموں سے لدے ہوئے میرے گھر کے اندر لائے گئے مجھ سے کہا لو یہ تمہارا ہدیہ ہے ان کو اپنے کام میں لاؤ البتہ یہ خچر میرے ہیں ان کو تم اپنے پاس امانت رکھو شاید کبھی کسی سفر کے لئے مجھے ان کی ضرورت ہوئی تو میں منگوا لوں گا۔ پھر کہنے لگے اللہ تم کو اپنے سایہ میں خیریت سے رکھے۔ یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔

عبداللہ بن مالک کا بیٹا موسیٰ کہتا ہے ہمارے محل کے وسط میں جو باغ تھا وہ انھوں نے مجھے دے دیا تھا اسی باغ کے گرد انھوں نے ان خچروں کے اصطبل بنائے اور جب تک ہادی زندہ رہے یہ خود ان خچروں کی نگہداشت کرتے رہے۔

محمد بن عبداللہ بن یعقوب بن داؤد بن طہمان السلمی کہتا ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن عیسیٰ بن ماہان کا غضب اور خوشنودی خلفا کی سی تھی میرے باپ کہا کرتے تھے کہ کسی عربی یا عجمی کا میں اسقدر ممنون نہیں ہوں جس قدر عیسیٰ بن ماہان کا ہوں یہ ایک روز میری قید کی حالت میں میرے پاس آیا اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا کہنے لگا، امیر المومنین موسیٰ الہادی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سو کوڑے ماروں اب وہ میرے ہاتھ اور مونڈھے پر اس طرح کوڑا رکھنے لگا کہ وہ فقط ان کو مس کرتا اسی طرح اس نے سو شمار کئے اور چلا گیا ہادی نے اس سے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کر دی انھوں نے پوچھا پھر اس پر کیا گذری اس نے کہا وہ مر گیا کہنے لگے انا للہ و انا الیہ راجعون تم نے یہ کیا غضب کیا وہ نیک آدمی تھا تم نے سب کے سامنے مجھے بدنام کیا سب یہی کہیں گے کہ امیر المومنین نے یعقوب کو قتل

کردیا جب میرے باپ نے ان کو اتنا پریشان پایا تو کہا کہ امیر المومنین وہ مرا نہیں زندہ ہے اس پر ہادی نے خوشی کے اظہار میں الحمدللہ کہا۔
ربیع کے بعد ہادی نے اس کے بیٹے فضل کو حاجب خاص مقرر کردیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ لوگوں کو میرے پاس آنے سے نہ روکنا ورنہ برکت جاتی رہیگی۔ کوئی ایسی بات میرے سامنے پیش نہ کرنا کہ جب میں اس کی تحقیق کروں تو وہ غلط ثابت ہو کیونکہ اس سے حکومت اور رعایا دونوں کو ضرر پہونچے گا۔

موسیٰ بن عبداللہ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص ہادی کے سامنے پیش کیا گیا ہادی اس کے جرائم بیان کر کے اسے دھمکی دینے لگے اس نے عرض کیا امیر المومنین بڑی مشکل ہے اگر میں اس فرد جرم کی جواب دہی کروں تو آپ کی بات رد ہوتی ہے اور اگر تسلیم کروں تو جرائم کی پاداش کا مستوجب ہوتا ہوں مگر میں اس کے جواب میں یہ شعر پڑھ دیتا ہوں۔

فَاِن کُنتَ ترجوانی العقوبت رحمۃً ٭ فلا تزھدن عند المعافاۃ فی الاجر

ترجمہ جب کہ وجوب سزا کے بعد بھی آپ کے رحم و کرم کی امید کیجاتی ہے تو پھر ضرور ہے کہ آپ معافی کے قبول کرنے میں تو کچھ دریغ نہ کریں گے۔

یہ سن کر ہادی نے اس شخص کو رہا کردیا۔

عمر بن شبّہ بیان کرتا ہے کہ سعید بن مسلم ہادی کی خدمت میں حاضر تھا کہ رومیوں کا وفد حاضر دربار ہوا سعید اگرچہ جوان تھا مگر اس کے سر کے بال جا چکے تھے اس وجہ سے اس نے ایک بڑی ٹوپی پہن رکھی تھی موسیٰ نے اس سے کہا کہ اپنی ٹوپی اتار دو تاکہ اپنے سر کی صفائی کی وجہ سے تم کبیر سن نظر آؤ۔

یحییٰ بن الحسن بن عبدالخالق اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ میں فضل بن الربیع کی ملاقات کے لئے عیسا باذ جارہا تھا اثنائے راہ میں

امیر المومنین موسیٰ الہادی سے جواب خلیفہ تھے ڈھ بھیڑ ہوئی میں ان کو پہچانتا نہ تھا وہ وہ شلوکہ پہنے گھوڑے پر سوار تھے ان کے ہاتھ میں ایک لانبا بانس تھا جو راستہ میں ملتا اسے وہ ٹھوسنی دیتے مجھے للکارا اے فاحشہ زادے اب جو میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ انسان کیا ہے ایک بڑا بت ہے جو میرے سامنے ہے جسے میں نے شام میں دیکھا تھا اور اس کی دونوں رانیں اتنی بڑی ہیں جیسے کہ اونٹ کی رانیں ہیں میں نے فوراً تلوار کے قبضہ پر ہاتھ بڑھایا اس شخص نے کہا معلوم ہے امیر المومنین ہیں۔ یہ سنتے ہی میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی میرا یہ جانور بار بردار تھا یہ مجھے فضل بن ربیع نے دیا تھا اور اس نے اسے چار ہزار درہم میں خرید اتھا میں محمد بن القاسم صاحب الحرس کے مکان میں گھس گیا امیر المومنین اس کے دروازے پر ٹھہر گئے۔ بانس ان کے ہاتھ میں تھا انھوں نے مجھ سے کہا اے فاحشہ زادے باہر آ مگر میں نہیں گیا وہ اپنی راہ چلے گئے۔ میں نے فضل سے کہا کہ آج امیر المومنین سے میرا آمنا سامنا ہو گیا تھا اور یہ واقعہ پیش آیا اس نے کہا سوا بغداد کے کسی اور جگہ میں تمہاری صورت نہ دیکھوں فوراً بغداد چلے جاؤ جب میں جمعہ کی نماز کے لئے وہاں آؤں مجھ سے ملنا۔ اس کے بعد میں ہادی کی زندگی میں پھر کبھی عیسا باذ نہیں گیا۔

حسین بن معاذ بن مسلم ہادی کا دودھ شریک بھائی بیان کرتا ہے کہ جب میں اور موسیٰ تنہا ہوتے تو ان کا ذرا بھی رعب میں محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ بسا اوقات میری ان کی کشتی بھی ہوئی اور میں نے ان کو زمین پر پٹک دیا مگر جب وہ خلیفہ کا لباس پہن کر دربار کرتے اور اس میں اوامر و نواہی نافذ کرتے تو میں ان کے سرہانے کھڑا ہوتا اس وقت بخدا ان کے رعب اور ہیبت کی وجہ سے میرا دل قابو میں نہ رہتا۔

ہادی کے عہد میں ابراہیم بن مسلم بن قتیبہ صاحب مرتبت تھا ابراہیم کا کوئی بیٹا مر گیا ہادی اس کی تعزیت کے لئے اس کے گھر آئے وہ اس وقت ایک دور نگے گدھے پر سوار تھے کسی شخص کی روک ٹوک نہ تھی جو چاہتا سلام کر لیتا اسی طرح وہ ابراہیم کے ایوان میں اتر پڑے اور اس سے کہا اس کی پیدائش سے تم کو خوشی ہوگی مگر ممکن ہے کہ وہ تمہارا دشمن اور باعث مصیبت ثابت ہوتا اور اب اس کی موت سے تم کو رنج پہنچا ہے ممکن ہے کہ اس میں اللہ نے تمہارے لئے کوئی بھلائی مضمر رکھی ہو۔

ابراہیم نے کہا امیر المومنین آپ کے ارشاد سے میرے ہر جزو بدن میں جہاں اب تک غم متمکن تھا اب مسرت جاگزیں ہو گیا ہے جب ابراہیم مر گیا تو اس کے بعد سعید بن مسلم صاحب مرنیت مقرر رہوا۔

عمر بن شیبہ بیان کرتا ہے کہ علی بن الحسین بن علی بن الحسین بن علیؓ بن ابی طالب الملقب بالجزری نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ سے جو مہدی کے نکاح میں رہ چکی تھی شادی کی، اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں موسیٰ الہادی کو اس واقعہ کی خبر ہوئی انھوں نے علی کو بلا کر اسے ڈانٹا اور جاہل ٹھہرایا اور کہا کہ امیر المومنین کی بیوی کے علاوہ کیا دنیا میں اور عورت تیرے لئے نہ تھی اس نے کہا میرے دادا رسول اللہ صلعم کی بیویوں کے علاوہ اللہ نے کسی دوسرے کی بیوی کو محرم قرار نہیں دیا ہے امہات المومنین کے علاوہ کسی کو کوئی فضیلت حاصل نہیں اس جواب پر ہادی نے اسے چھڑی ماری اور حکم دیا کہ پانسو درے لگائے جائیں چنانچہ اس حکم کی بجا آوری ہوئی انھوں نے علی کو حکم دیا کہ تم اسے طلاق دیدو مگر اس نے نہ مانا یہ ایک چمڑے پر اٹھا کر ایک کونے میں ڈالدیا گیا اس کے ہاتھ میں ایک پُر اسرار انگوٹھی تھی کسی خدمتگار کی نظر اس پر پڑی کوڑوں کی مار سے علی پر غشی طاری تھی خدمتگار انگوٹھی اتارنے جھکا علی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے توڑ ڈالا وہ چلاتا ہوا ہادی کے پاس آیا اور ان کو اپنا ہاتھ دکھایا۔ ہادی نے علی کو گالیاں دیں اور کہنے لگے کہ اس کی یہ جرأت ہوئی کہ میرے باپ کے حق کے ساتھ اس نے استخفاف کیا اور مجھ سے یہ گفتگو کی اور اب اس نے میرے خدمتگار کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

ہادی نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ علی سے اس حرکت کی وجہ دریافت کرے اس نے کہا اسی خدمتگار سے پوچھو اسے حکم دو کہ وہ تمہارے سر پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھائے اور سچی بات بیان کر دے موسیٰ نے اسی طرح حلف لے کر اس سے پوچھا خدمتگار نے علی کے بیان کی تصدیق کی۔ ہادی کہنے لگے کہ میں اس پر احسان کروں گا بخدا میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ میرا چچیرا بھائی ہے اگر وہ یہ طرز اختیار نہ کرتا تو میں اس کی قرابت سے انکار کر دیتا اس کے بعد ہادی نے علی کو رہا کر دیا۔

ابو ابراہیم الموذن بیان کرتا ہے کہ دوہری زرہیں پہنے ہوئے ہادی اپنے گھوڑے

پر کود کر سوار ہو جاتے تھے۔ مہدی ان کو کہتے تھے کہ یہ میری ریحان ہے۔

ایک زندیق مہدی کے سامنے پیش کیا گیا مہدی نے اس سے توبہ کرانا چاہی اس نے انکار کیا مہدی نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا اور موسیٰ سے جو موجود تھا کہا کہ اے میرے بیٹے جب خلافت تم کو ملے تو تم اس جماعت یعنی پیروان مانی کی تلوار سے خبر لینا یہ ایک فرقہ ہے جو ظاہر طور پر تو لوگوں کو حسن اخلاق کی مثلاً فحش سے اجتناب ترک دنیا اور آخرت کے لئے عمل کی دعوت دیتا ہے جب کوئی شخص ان باتوں کو قبول کر لیتا ہے تو یہ جماعت پھر گوشت کھانے صاف پانی استعمال کرنے اور کیڑے مکوڑں کے مارنے کو قطعی حرام کر دیتی ہے اس کے بعد وہ دو یعنی نور اور ظلمت کی پرستش کی دعوت دیتی ہے جب اسے بھی کوئی شخص قبول کر لیتا ہے تو اس کے بعد اس شخص کے لئے بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کرنا پیشاب سے نہانا اور راستہ میں سے چھوٹے بچوں کو پکڑ کر لیجانا تاکہ ان کو گمراہی کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی بتائی جائے مباح ہو جاتا ہے۔ اس فرقہ کو خوب دل کھول کر قتل کرنا اور سولی پر لٹکا دینا اور اس طرح اللہ واحد لاشریک لہ کی جناب میں تقرب طلب کرنا میں نے تمہارے دادا عباسؓ کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے میری کمر میں دو تلواریں باندھی ہیں اور ان ثنویوں کے قتل کا حکم دیا ہے۔

اپنے خلیفہ ہونے کے دس ماہ کے بعد ایک دن موسیٰ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو اس فرقہ کا ایک شخص بھی زندہ نہ چھوڑوں گا سب کو تہ تیغ کر دوں گا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے حکم دیا تھا کہ سولی کے لئے ایک ہزار درخت کے تنے تیار کئے جائیں لوگوں نے کہا کہ یہ مقدار فلاں ماہ میں مہیا ہو سکے گی مگر اس کے دو ماہ بعد ہادی نے وفات پائی اس لئے ان کا یہ منصوبہ صرف منصوبہ ہی رہا۔

عیسیٰ بن داب حجازیوں میں سب سے بڑا ادیب اور شیریں گفتار تھا ہادی کے مزاج میں اسے اس قدر رسوخ حاصل ہو گیا تھا جو کسی دوسرے کو میسر نہ تھا صرف یہی ایک ایسا شخص تھا کہ ہادی کے دربار میں اس کے لئے تکیہ منگوایا جاتا جس کے سہارے وہ بیٹھتا کسی دوسرے کی یہ عزت نہ تھی ہادی اس سے کہا کرتے رات یا دن میں کوئی موقع ایسا نہیں آیا

جب کہ تمہاری ملاقات اور موجودگی مجھے دوبھر ہوئی ہو۔ جب تم میری نظروں سے غائب ہوتے ہو مجھے پھر تمہاری دید ہی کی آرزو ہوتی ہے۔ اس کی گفتگو بہت پر لطف ہوتی تھی نہایت عمدہ اور نادر قصے کہانیاں بیان کرتا بہت سے منتخب اشعار یاد تھے جن کو وہ موقع اور محل کی مناسبت سے پڑھتا۔

ایک رات ہادی نے حکم دیا کہ اسے تیس ہزار دینار دیئے جائیں صبح کو ابن داب نے اپنے داروغہ کو ہادی کی ڈیوڑھی بھیجا اور ہدایت کی کہ حاجب سے جاکر کہنا کہ یہ رقم ہمیں بھیجدیجئے اس کا داروغہ حاجب سے ملا اور اسے اس کا پیام پہونچا دیا حاجب نے تبسم کیا اور کہا کہ یہ بات میرے اختیار میں نہیں ہے تم فرمان نویس سے جاکر ملو کہ وہ اس کے لئے باقاعدہ حکم لکھ دے اور پھر اسے وہاں لے جاؤ اور یہ کرو۔ داروغہ اس طول طویل کارروائی کو سن کر ابن داب کے پاس واپس آگیا اور اسے ساری داستان سنائی ابن داب نے کہا جانے دو خاموش ہو رہو اور اب اس کے متعلق کسی سے کچھ مت کہو۔ اسی زمانہ میں موسیٰ اپنے بغداد کے ایک بالاخانہ پرسیر کے لئے برآمد تھے انھوں نے ابن داب کو اس حالت میں آتا ہوا دیکھا کہ اُس کے ساتھ صرف ایک غلام تھا ابراہیم الحرانی سے کہنے لگے یہ کیا بات ہے کہ ہم ابن داب کی حالت میں کوئی تغیر نہیں پاتے اور نہ اس نے ہماری ملاقات کے لئے کچھ اچھا لباس زیب بدن کیا ہے۔ حالانکہ کل رات ہی ہم نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے کہ اُس کا اثر نمایاں ہونا چاہئے تھا۔ ابراہیم نے عرض کیا امیر المومنین حکم ہو تو اس میں سے کچھ لیجاکر ابھی اسے دیدوں کہنے لگے نہیں تم کو اس کی ضرورت نہیں وہ خود اپنے معاملہ کو خوب جانتا ہے۔ اب ابن داب بھی ان کے پاس آگیا اور حسب عادت ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا یہاں تک کہ خود ہادی نے اس کے معاملہ کو چھیڑا اور کہا کہ تمہارے کپڑے بہت میلے ہو گئے ہیں سردی کا زمانہ

ہے اس میں نئے اور نرم لباس کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اس نے کہا امیر المومنین اپنے ضروریات کے تکمیل کی مجھ میں استطاعت نہیں۔ ہادی نے پوچھا یہ کیسے ہمارا تو خیال تھا کہ جو سلوک ہم نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس سے تمہاری حالت درست ہو جائیگی اس نے کہا نہ وہ رقم اب تک میرے پاس آئی اور نہ میں نے وصول کی۔

ہادی نے اسی وقت اپنے صرف خاص کے خزانہ دار کو بلا کر حکم دیا کہ اسی وقت تیس ہزار دینار ابن داب کو دئیے جائیں چنانچہ وہ رقم لائی گئی اور ان کے سامنے ہی ابن داب کو دے دی گئی۔

علی بن یقطین بیان کرتا ہے کہ ایک رات دوسرے مصاحبین کے ساتھ میں بھی موسٰی کی خدمت میں حاضر تھا ایک خدمتگار آیا اور اس نے اشارے میں کوئی بات ان سے کہی وہ فوراً اٹھے اور ہم سب سے کہہ گئے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ اٹھے سب بیٹھے رہیں وہ خود چلے گئے اور بہت دیر کے بعد ہانپتے ہوئے آئے اور اپنی مسند پر لیٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد تنفس کم ہوا اور ان کو سکون ہوا ان کے ساتھ خدمتگار بھی ایک طباق لئے جو کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا ساتھ آیا تھا۔ یہ ان کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا جب وہ دربار میں آئے کانپ رہے تھے اس پر ہم سب اچنبے میں پڑ گئے انہوں نے خدمتگار کو حکم دیا اسے رکھ دے اس نے رکھ دیا پھر حکم دیا کہ طباق پر سے خوان پوش اٹھا دو اس نے اٹھایا تو ہم نے دیکھا کہ اس طباق میں دو باندیوں کے سر ہیں ہم نے ان سے زیادہ خوبصورت چہرے یا بال کبھی نہیں دیکھے تھے ان کے سر کے بالوں میں جواہرات ٹکے ہوئے تھے اور خوشبو مہک رہی تھی اس خونی منظر کو دیکھ کر ہم پر بڑا اثر ہوا خود انہوں نے پوچھا جانتے ہو کہ یہ کیوں ہوا ہے ہم نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو کیا خبر ہے۔ کہنے لگے مجھے یہ خبر ملی تھی کہ یہ ایک دوسرے سے محبت کرتی ہیں اور مخش کرتی ہیں میں نے اپنے اس خدمتگار کو ان کی خبر کے لئے

متعین کیا تھا اس نے ابھی آکر مجھے اطلاع دی کہ وہ دونوں جمع ہیں۔ میں نے جاکر دیکھا کہ وہ دونوں ایک ہی لحاف میں لیٹی ہوئی فحش کر رہی ہیں میں نے ان کو قتل کر دیا اس کے بعد انھوں نے غلام کو حکم دیا کہ یہ دونوں سر لیجا اس کے جانے کے بعد اب پھر انھوں نے اپنی سابقہ گفتگو اسی طرح شروع کر دی کہ گویا کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔

عبد اللہ بن محمد البواب بیان کرتا ہے کہ میں کبھی کبھی فضل بن ربیع کے نائب کی حیثیت سے ہادی کا حاجب ہوا کرتا تھا۔ میں ایک دن ان کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا انھوں نے صبح کا کھانا کھایا اور پھر نبیذ طلب کی اس سے پہلے وہ اپنی ماں خیزران سے ملنے گئے تھے اور اس نے اُن سے کہا تھا کہ آپ اپنے ماموں غطریف کو یمن کا والی مقرر کر دیں ہادی نے کہا کہ پینے سے پہلے مجھے یاد دلانا چنانچہ جب وہ پینے بیٹھے تو خیزران نے منیرہ یا زہرہ کو یاد دہی کے لئے ان کے پاس بھیجا انھوں نے کہا کہ جاکر اماں جان سے کہدو کہ یا آپ اس کی بیٹی عبیدہ کے طلاق کو یا یمن کی ولایت کو پسند کرلیں باندی پوری بات تو سمجھی نہیں اس نے صرف یہی سمجھا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ جو آپ اس کے لئے پسند کرلیں اس نے جاکر خیزران سے یہی کہدیا اس نے کہا کہ میں نے اس کے لئے یمن کی ولایت پسند کی ہے ہادی نے اس کی بیٹی عبیدہ کو طلاق دیدی اب وہاں سے رونے چلانے کی آواز آنے لگی ہادی نے پوچھا کیا ہے خیزران نے کہا یہ واقعہ ہوا ہے۔ ہادی نے کہا آپ ہی نے اس بات کو پسند کیا ہے اس نے کہا جی نہیں مجھے تو آپ کا پیام اس طرح پہونچایا گیا تھا ہادی نے صالح مصلی بردار کو حکم دیا کہ ننگی تلواریں لے کر تمام ندیموں کے سر پر کھڑے ہو جاؤ اور حکم دو کہ سب اپنی بیویوں کو طلاق دیں خدمت گاروں نے مجھ سے آکر یہ واقعہ سنایا اور اطلاع دی کہ میں کسی کو بھی اندر نہ جانے دوں۔ آستانۂ خلافت پر ایک شخص کھڑا ہوا تھا اس نے اپنے لبادہ سے اپنا منہ ڈھانک رکھا تھا اور آہستہ آہستہ ٹہل رہا تھا مجھ سے کہا کہ وہ شعر

سنائیں میں نے وہ شعر سنائے جو یہ ہیں۔

خَلِیلَیَّ مِن سَعدٍ اَلِمَّا فَسَلِّمَا ✧ عَلٰی مَریَمٍ لَا یُبعِدُ اللّٰہُ مَریَمَا

وَقُولَا لَہَا ہٰذَا الفِرَاقُ عَزَمتِہٖ ✧ فَہَل مِن نَوَالٍ بَعدَ ذَاکَ فَیُعلَمَا

اے میرے بنی سعد کے دونوں دوستو تم منزل کر کے مریم پر سلامتی بھیجنا اللہ اسے دور نہ کرے۔

اور کہنا کہ جدائی کے بعد جس کا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ارادہ ہی کر لیا ہے کیا بخشش وصال ہو گی؟ جو کچھ ہو گا تم دونوں کو معلوم ہو جائے گا۔

اس شخص نے جو اپنے لبادے سے چہرے کو ڈھکے ہوئے تھا مجھ سے کہا کہ یعلما نہیں بلکہ نعلما ہے۔ میں نے کہا ان دونوں میں فرق کیا ہوا اس نے کہا شعر کا حسن و قبح معنی پر موقوف ہے ہمیں اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ لوگ ہمارے اسرار سے واقف ہو جائیں میں نے کہا مگر میں اشعار سے تمہارے مقابلہ میں زیادہ واقف ہوں اس نے کہا اچھا بتاؤ یہ کس کے شعر ہیں۔ میں نے کہا یہ اسود بن عمارہ النوفلی کے ہیں اس نے کہا کہ میں اسود بن عمارہ ہوں میں نے اس کے قریب جا کر اس سے کہا کہ امیر المومنین کی یہ کیفیت ہے۔ میں مجبور ہوں اس حالت میں آپ کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یہ سن کر اس نے اپنے گھوڑے کی باگ موڑی اور یہ کہہ کر کہ یہاں سے چل دینا ہی مناسب ہے اپنی راہ چلا گیا۔

ابو المعافی کہتا ہے کہ میں نے موسیٰ اور ہارون کی مدح میں عباس بن محمدؒ کو یہ شعر سنائے۔

یَا خَیزُرَانُ ہَنَاکِ ثُمَّ ہَنَاکِ ✧ اِنَّ العِبَادَ یَسُوسُہُم اِبنَاکِ

ترجمہ۔ اے خیزران تجھے دُہری مبارک بادی ہو کیونکہ تیرے دونوں بیٹے بندگان خدا پر فرمانروائی کرتے ہیں۔

عباس بن محمد نے مجھ سے کہا دیکھو میں تمہاری بھلائی کے لئے تم سے یہ بات کہے دیتا ہوں کہ موسیٰ نے کہا ہے کہ میری ماں کا

کوئی تذکرہ بھلائی یا برائی سے نہ کیا جائے۔
یوسف الصیقل الواسطی شاعر بیان کرتا ہے کہ قبل اس کے کہ ہادی خلیفہ ہوئے ہوں اور بغداد آئے ہوں ہم جرجان میں ان کے پاس تھے یہ اپنے ایک پر تکلف اور خوبصورت بالاخانہ پر بیٹھے تھے کہ وہاں کسی نے یہ شعر گایا۔

واستقلت رجالھم ∴ بالردینی شرعا

(ترجمہ) ان کے مردوں نے ردینی نیزے تان لئے۔
اسے سن کر ہادی نے کہا پورا قصیدہ سنایا جائے چنانچہ پورا قصیدہ سنایا گیا کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ اس کی لے ایسے اشعار میں ہوتی جن میں درد ہوتا۔
یوسف الصیقل سے جاکر کہو کہ وہ اس طرز میں دوسرے شعر کہدے لوگوں نے مجھ سے امیر المومنین کی فرمائش بیان کی میں نے اسی وقت یہ شعر کہدئے۔

لاتلمنی ان اجزعا ∴ سیدی قد تمنعا
وابلائی ان کان نا ∴ بیننا قد تقطعا
ان موسیٰ بفضلہ ∴ جمع الفضل اجمعا

(ترجمہ) چونکہ میرے آقا نے مجھ سے اعراض کیا ہے اس لئے اگر میں اپنے رنج و غم کا اظہار کروں تو مجھے ملامت نہ کرو بلکہ معذور سمجھو، اگر وہ تعلقات جو میں نے مدت کی محنت کے بعد قائم کئے تھے منقطع ہوجائیں تو میری مصیبت کی کیا انتہا ہوسکتی ہے بیشک موسیٰ نے اپنے اخلاق کریمانہ کی وجہ سے تمام کرامتیں اپنے میں جمع کرلی ہیں۔
اشعار پڑھ کر انھوں نے نظر اٹھائی تو ایک گدھا نظر پڑا حکم دیا کہ اس گدھے کو درہم و دینار سے لاد کر یوسف کو لیجاکر دو چنانچہ لدا ہوا گدھا میرے پاس آگیا۔
ابو زہیر کہتا ہے کہ ہادی کے مزاج میں ابن داب کو سب سے

زیادہ در خور حاصل تھا۔ ایک دن فضل بن ربیع نے باہر آکر کہا کہ جو لوگ ملاقات کے لئے آئے ہیں ان کے لیئے امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ وہ واپس جائیں وہ آج نہیں مل سکتے البتہ ابن داب تم اندر چلو۔ ابن داب کہتا ہے کہ میں ہادی کے پاس گیا وہ اپنے بستر پر پڑے ہوئے تھے تمام رات کی بیداری اور میخواری کی وجہ سے دونوں آنکھیں سرخ تھیں مجھ سے کہا کہ شراب کے متعلق کوئی دلچسپ واقعہ سناؤ میں نے عرض کیا امیر المومنین ایک مرتبہ بنی کنانہ کے کچھ لوگ شراب پینے کے لیے شام آئے وہاں ان کا ایک دوست مر گیا وہ سب کے سب اس کی قبر پر بیٹھ کر شراب پینے لگے اور ان میں سے کسی نے یہ شعر کہے۔

لا تُصَرِّدْ هامةً من شربها ❊ اسقه الخمر وان كان قُبر

ترجمہ ہامہ کو شراب کا پیاسا مت رکھو اگر ہمارا دوست دفن ہو چکا ہے تو اوس کے عوض میں اسی کو خوب شراب پلاؤ۔

اسق اوصالا وهاما وصدى ❊ قَاشِعًا يَقشع قشع المسكبر

ترجمہ وصیلہ ہام اور صدیٰ کو ایسی تیز اور تند شراب پلا جو ان کو اس طرح اڑا لیجائے جیسے تیز آندھی موسم بہار کے ابر کو اڑا کر لے جاتی ہے

كان حرا فهوى فيمن هوى ❊ كل عودٍ وفنونٍ منكسر

ترجمہ وہ ایک شریف آدمی تھا اسے بھی موت آگئی اور ہر لکڑی اور درخت کی شاخیں ایک دن ٹوٹنے والی ہیں۔

انھوں نے دوات منگوائی اور یہ اشعار لکھ لیئے اور پھر حرانی کو حکم لکھا کہ چالیس ہزار درہم ابن داب کو دیدو مجھ سے کہا دس ہزار تمھارے سنانے کے اور تیس ہزار تینوں شعروں کے ہیں۔ میں حرانی کے پاس آیا اس نے کہا کہ دس ہزار پر ہمارا تمھارا اس شرط پر سمجھوتہ ہو جائے کہ تم حلف اٹھا کر مجھ سے عہد کرو کہ اس بات کو تم امیر المومنین سے بیان نہیں کرو گے۔ میں نے قسم کھا کر کہا تا وقتیکہ وہ خود نہ پوچھیں میں خود ان سے ہرگز اس بات کو

نہیں کہوں گا۔ہادی کا انتقال ہوگیا اور رشید خلیفہ ہو گئے مگر ابن داب نے کبھی یہ بات ہادی سے بیان نہیں کی۔

ابو دعامہ نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن عمرو الخاسر نے یہ قصیدہ موسٰی کی مدح میں لکھا تھا۔

بعیاباذ ھرٌ من قریش ⁂ علے جنباتہ الشراب الرواء

ترجمہ عیاباذ میں ایک ایسا جوانمرد قریشی ہے جس کے ہاں ہر وقت شراب ناب کا دور جاری ہے۔

یعوذ المسلمون بحقو بیتہ ⁂ اذا ما کان خوف او رجاء

ترجمہ۔ خوف ہو یا رجا دونوں حالتوں میں تمام مسلمان اس کی پناہ لیتے ہیں۔

وبالمید ان دو ھرشرفات ⁂ یشید ھن قوم ادعیاء

ترجمہ۔ اور میدان میں بہت سے بلند مکان ہیں جن کو مدعیان باطل نے مضبوط بنایا ہے

وکم من قائلٍ انی صحیح ⁂ وتاباہ الخلائق والرواء

ترجمہ اور بہت سے مدعیان شرافت ایسے ہیں کہ جن کے اخلاق اور بشرے ان کے دعوے کی تائید نہیں کرتے۔

لھم حسب یضن بدلیقی ⁂ ولیس لما یضن بہ بقاء

ترجمہ اگرچہ وہ اپنی شرافت کی حفاظت میں کوشاں ہے مگر وہ باقی نہیں رہ سکتی۔

علی الضبی لوم لیس یخفی ⁂ یخطیہ فینکشف الغطاء

ترجمہ ضبی میں ایک ایسا عیب ہے جو چھپائے نہیں چھپتا

لعمری لو اقام ابو خدیج ⁂ بنا الدار ما انہدم البناء

ترجمہ قسم ہے میری عمر کی اگر مکان کی بنا ابو خدیج نے اٹھائی ہوتی تو وہ بنیاد نہ ڈھاتی

پھر جب مہدی کے بعد ہادی خلیفہ ہوئے تو مسلم الخاسر نے یہ شعر کہے۔

لقد فاز موسیٰ بالخلافۃ والہدی ❊ ومات امیر المومنین محمد
فمات الذی غم البریۃ فقدہ ❊ وقام الذی یکفیک من یتفقد

ترجمہ موسیٰ نے خلافت اور رہنمائی پائی اور امیر المومنین محمدؑ نے انتقال کیا وہ شخص مر گیا جس کی موت کا رنج تمام عالم کو ہے اور اب وہ اس کی جگہ فائز ہوا ہے جو مرنے والے کا صحیح جانشین ہے۔

اسی سلم الخاسر نے یہ شعر بھی کہے۔

تخفی الملوک لموسیٰ عند طلعتہ ❊ مثل النجوم لقرن الشمس اذ طلعا
ولیس خلق یری بدرًا وطلعتہ ❊ من البریۃ الا ذل او خضعا

ترجمہ۔ موسیٰ کے سامنے دوسرے فرمانروا اس طرح چھپ جاتے ہیں جس طرح آفتاب کے طلوع ہونے کے ساتھ تمام ستارے کافور ہو جاتے ہیں اور تمام مخلوقات میں کوئی ایسا نہیں ہے جو بدر اور اس کی چمک دمک کے سامنے ماند نہ پڑ جائے۔

اسی نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

اولا الخلیفۃ موسیٰ بعد والدہ ❊ ما کان للناس من مہدیہم خلف

ترجمہ اگر موسیٰ اپنے باپ کے بعد خلیفہ نہ ہوا ہوتا تو لوگوں کے لیئے ان کے مہدی کا کوئی صحیح جانشین نہ ہوتا۔

الا تری امۃ الامی وارد ۃ ❊ کانہا من نواحی البحر تغترف

ترجمہ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ کی امت امڈی چلی آرہی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ سمندر سے اپنے چلو بھر رہی ہے۔

من راحتی ملک قد عم نائلہ ❊ کان نائلہ من جودہ سرف

ترجمہ وہ عطا اس بادشاہ کے دونوں ہاتھوں سے جاری ہے جس کا فیض عام ہے اور اس کی اس فیاضی سے اس کی سخاوت اسراف کی حد تک پہونچ گئی ہے۔

مروان بن ابی حفصہ کہتا ہے کہ موسیٰ کے خلیفہ ہونے کے بعد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے یہ شعر پڑھا۔

ان خلدت بعد الامام محمد ❊ نفسی لما فرحت بطول بقائہا

ترجمہ اگر امام محمد کے بعد مجھے حیات جاوداں حاصل ہو تو میں اس درازی عمر سے خوش نہ ہوں گا۔

نیز اِن کی مدح میں میں نے یہ شعر کہے۔

ابوک قد عاینت من ذاک شھدا ❊ لبعین الفاھند طھری دراشنی
بان لا یری شربی لدیک مُصَرَّدا ❊ وانی امیر المومنین لواثق

ترجمہ آپ کے والد نے ستر ہزار دے کر میری حالت درست کر دی اور اس سے میں نے خوب عیش کیا۔

اور اب بھی اے امیر المومنین میں وثوق کامل رکھتا ہوں کہ میری خواہش جناب کی بارگاہ میں تشنہ نہ رہے گی۔

جب میں نے یہ شعر سنائے تو کہنے لگے کہ بھلا مہدی کی برابری تو کہاں ممکن ہے مگر بہر حال ہم تم کو خوش کر دیں گے مگر اس کے کچھ ہی روز بعد ان کو موت آ گئی وہ مجھے کچھ بھی نہ دے سکے اور نہ رشید کی خلافت تک میں نے کسی سے ایک درہم لیا۔

ضحاک بن معن السلمی بیان کرتا ہے کہ میں موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ شعر میں نے سنائے۔

فلقد اری بکما الرباب وکلثما ❊ یا منزلے شجو الفواد لکلمّا

ترجمہ اے میری دل دکھانے والی دونوں قیام گاہو کچھ تو زبانِ حال سے کہو کیونکہ میں اب بھی تمھارے ہاں رباب اور کلثوم کو مقیم دیکھتا ہوں۔

ایکی لِما تحت الجوانح منکما ❊ ما منزلان علے التقادم والبلی

ترجمہ کیونکہ باوجود طولِ مدت اور محو ہو جانے کے آج بھی کوئی اور منزل تم سے زیادہ میرے دلی سوز و فراق کی ہمدردی میں رونے والی نظر نہیں آتی۔

طللان قد درسا فھاج فسلّما ❊ ردّا السلام علے کبیر شاقہ

ترجمہ تم ہی دونوں اس بڈھے کو سلام کا جواب دو جس کے

قلب میں ان دونوں بے نشان تودوں نے شوق کا ایک طوفان برپا کر دیا ہے۔
اسی قصیدہ میں میں نے ان کی مدح بھی کہی تھی جب میں اس شعر پر پہونچا۔

سبط الانامل بالفعال اخالہ ❊ ان لیس یترک فی الخزائن درہما

ترجمہ۔ اس کی انگلیاں دینے میں ایسی تیز چلتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ تمام خزانوں میں ایک درہم بھی باقی نہ بچیگا۔

اس شعر کو سن کر وہ احمد خزینہ دار کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا احمد معلوم ہوتا ہے کہ کل شام ہمیں یہ دیکھ رہا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ گذشتہ شب میں انھوں نے بہت سا روپیہ خزانوں سے نکلوا کر تقسیم کیا تھا۔

ابراہیم الموصلی مشہور گویا بیان کرتا ہے۔ ایک دن ہم موسیٰ کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت ابن جامع اور معاذ بن الطبیب بھی موجود تھے۔ یہ پہلا دن تھا کہ معاذ ہمارے ساتھ شریک جلسہ ہوا تھا یہ راگوں سے خوب واقف تھا اور پرانے پرانے راگ اسے معلوم تھے موسیٰ نے کہا جو اپنے گانے سے مجھے بے خود کر دے گا میں اس کی منہ مانگی بات پوری کروں گا۔ ابن جامع نے اپنا گانا سنایا مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا میں سمجھ گیا تھا کہ یہ کس قسم کے راگ کو چاہتے ہیں مجھ سے کہا ابراہیم تم گاؤ میں نے یہ گیت گایا۔

سلیمی اجمعت بیننا ❊ فاین تقولہا اینا

ترجمہ۔ سلیمی ہم میں موجود ہے مگر کہاں کہیں کہ کہاں ہے؟

اسے سن کر ان کو وجد آگیا اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک بلند آہ کی مجھ سے کہا دوبارہ گاؤ میں نے پھر گایا کہنے لگے ہاں اب میری غرض پوری ہوئی میں اسی کو سننا چاہتا تھا کہو کیا مانگتے ہو میں نے کہا امیر المومنین عبدالملک کی دیوار اور اس کا چشمۂ آب خرارہ یہ سن کر ان کی آنکھیں پھر گئیں اور غصہ میں انگاروں کی طرح دہکنے لگیں کہنے لگے حرامزادے تو چاہتا ہے کہ تمام دنیا میں میری بدنامی ہو اور لوگ اس بات کا چرچا کریں کہ

ایک گویئے کے گانے سے امیرالمومنین نے بیخود ہو کر اس کی منہ مانگی جاگیر دے دی اگر میں اس بات کو جانتا نہ ہوتا کہ یہ تیری فوری جہالت ہے جو تیری عقل اور دانش سلیم پر غالب آگئی ہے تو میں تیرا سر اڑا دیتا۔

اس کے بعد وہ تھوڑی دیر تک سر نیچا کیئے سوچتے رہے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا ملک الموت میرے اور ان کے درمیان کھڑا ہوا ان کے حکم کا منتظر ہے۔ پھر ابراہیم الحرانی کو بلا کر حکم دیا کہ اس جاہل کو بیت المال کے اندر لیجاؤ اور جو یہ چاہے وہاں سے لے لے۔ ابراہیم مجھے بیت المال کے اندر لے آیا مجھ سے کہا کتنا چاہتے ہو میں نے کہا سو تھیلیاں، اس نے کہا اچھا ان سے پوچھ آنے دو میں نے کہا اسّی سہی اس نے کہا ذرا ان سے پوچھ آؤں اب میں سمجھا کہ اس لیت و لعل سے اس کا کیا مقصد ہے۔ میں نے کہا اچھا ستر مجھے دو اور تیس تمہاری کہنے لگا اب معاملہ ٹھیک ہوا لے تو میں سات لاکھ لے کر گھر آیا اور ملک الموت نے میرا پیچھا چھوڑا۔

حکم الوادی بیان کرتا ہے کہ ہادی اُس درمیانی راگ کو بہت پسند کرتے تھے جس میں پلٹے کم ہوں اور بار بار کی تکرار سے وہ بے مزہ نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ میں ان کی خدمت میں حاضر تھا ابن جامع، موصلی، زبیر بن دہمان اور غنوی بھی حاضر تھے، ہادی نے تین تھیلیاں منگوائیں اور ان کے حکم سے وہ سب کے بیچ میں رکھی گئیں پھر ان کو کھول کر ایک جا کر دیا گیا، اب انھوں نے کہا کہ تم میں سے جو مجھے اُس طرز پر گا کر سنائے گا جو مجھے مرغوب ہے تو یہ تمام رقم اس کو دے دی جائیگی۔ ہادی اس قدر بامروت واقع ہوئے تھے کہ اگر کوئی بات ان کو ناپسند ہوتی تو اس کا اظہار نہ کرتے البتہ اس سے اعراض کر لیتے سب گویئوں نے گایا مگر کسی کا گانا ان کو پسند نہیں آیا سب کے آخر میں میری نوبت آئی میں نے جو راگ اٹھایا وہ بالکل ان کے مذاق کے موافق تھا سنتے ہی پھڑک گئے کہنے لگے خوب خوب مجھے

شراب پلاؤ اب انھوں نے شراب پی اور وجد میں آ گئے میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ان ہتھیلیوں پر بیٹھ گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ میری ہو چکیں اس موقع پر ابن جامع نے نہایت عمدہ طرز عمل اختیار کیا اور عرض پرداز ہوا کہ امیر المومنین جناب والا نے جس راگ کو پسند فرمایا ہے واقعی وہ قابل ستایش ہے۔ ہم سب نے آپ کے مرغوب طبع طرز ادا کو چھوڑ دیا تھا۔ ہادی نے مجھ سے کہا یہ رقم تمہاری ہے اور پھر شراب پی۔ اب ان کو ذرا بلند آواز سے حکم دینے کی ضرورت ہوئی وہ اٹھے اور حکم دیا کہ تین فراشوں کو حکم دیا جائے کہ وہ اس رقم کو حکم الوردی کے ساتھ لیجائیں ہم سب دربار سے اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے کے لیئے قصر کے صحن میں آئے ابن جامع میرے پاس آیا میں نے اس سے کہا، اے ابوالقاسم تم ایسے شریف آدمی کو ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا یہ روپیہ موجود ہے اس میں سے جتنا چاہو وہ تمہارے نذر ہے اس نے کہا یہ تمھیں کو مبارک رہے میں تو چاہتا تھا کہ تم کو کچھ اور زیادہ ملے موصلی بھی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کچھ دو میں نے کہا کہ کس بات کا مانگتے ہو تم نے تو ایک لفظ بھی اس موقع پر میرے لیئے نہیں کہا بخدا میں ایک درہم بھی تم کو نہیں دیتا۔

محمد بن عبد اللہ کہتا ہے کہ قاری ابان کے استاد قاری سعید العلاف نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک دن ہادی کی خدمت میں اُس کے ندیم اور مصاحبین خاص حرانی اور سعید بن سلم وغیرہ موجود تھے اور ہادی کی ایک باندی ان سب کو شراب پلا رہی تھی چونکہ وہ بہت پر مذاق اور بذلہ سنج تھی اس لیئے وہ ان سب پر فقرے بھی چست کر رہی تھی اتنے میں یزید بن مزید بھی وہاں آیا اوس نے وہ فقرے سنے جو وہ باندی حاضرین مجلس پر چست کر رہی تھی اس نے کہا خدائے برتر و بزرگ کی قسم ہے اگر تو نے مجھے ایسے القاب اور الفاظ کہے تو میں اس تلوار سے تیری خبر لوں گا۔ ہادی نے بھی اس باندی سے کہدیا

کہ یہ اسی قماش کا آدمی ہے اس سے مذاق مت کرنا یہ ضرور اپنی بات کو پورا کرے گا۔ اس کی دھمکی سے وہ بھی مرعوب ہو گئی اور اس نے یزید کو کوئی نازیبا لفظ نہیں کہا۔ راوی کہتا ہے کہ سعید العلاف اور قاری ابان اباضیہ فرقہ کے خارجی تھے۔

ربیع کی ایک لونڈی امۃ العزیز تھی جو نہایت خوبصورت تھی اور جس کے پستان اُبھرے ہوئے تھے۔ ربیع نے اسے مھدی کے نذر کر دیا مھدی نے جب اس کے حسن اور جوبن کو دیکھا کہا کہ یہ موسیٰ کے لئے مناسب ہے انھوں نے اسے موسیٰ کو دے دیا۔ موسیٰ اسے بہت چاہتے تھے اور ان کی تمام اولاد اسی کے بطن سے پیدا ہوئی۔

ربیع کے کسی دشمن نے موسیٰ سے کہا کہ میں نے ربیع کو یہ کہتے سنا ہے کہ امۃ العزیز سے زیادہ مجھے کسی دوسری عورت سے اسقدر لطف جماع حاصل نہیں ہوا۔ یہ سن کر موسیٰ کو شدید غیرت لاحق ہوئی اور انھوں نے ربیع کو قتل کر دینے کی قسم کھائی چنانچہ جب خلیفہ ہوئے تو ایک دن ربیع کو بلا کر اس کے ساتھ کھانا کھایا اس کی بہت خاطر تواضع کی اور شہد کی شراب کا ایک پیالہ اسے دیا۔

ربیع نے بیان کیا ہے کہ میں جانتا تھا کہ میری جان اس پیالہ میں ہے مگر مجبوری یہ تھی کہ اگر میں اسے رد کر دیتا تو وہ مجھے قتل کرا دیتے کیونکہ میں جانتا تھا کہ میرے ان کی باندی سے مجامعت کرنے کی جو شکایت ان سے کی گئی ہے اس کی وجہ سے وہ میرے دشمن ہو گئے ہیں میرا کوئی عذر اس وقت قابل پذیرائی نہ ہوگا اس خیال سے مجھے اس پیالہ کو پینا پڑا۔

وہاں سے ربیع اپنے گھر آیا اس نے تمام بال بچوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں آج ہی ورنہ کل مر جاؤں گا۔ اس کے بیٹے فضل نے پوچھا آپ یہ کیا فرماتے ہیں اس نے کہا موسیٰ نے اپنے ہاتھ سے مجھے زہر کا پیالہ دیا ہے اس کا عمل شروع ہو گیا ہے جسے اب میں

محسوس کر رہا ہوں اس کے بعد ربیع نے اپنی سب اولاد کو جو وصیت کرنا تھی وہ وصیت کی اور اس دن یا دوسرے دن اس نے انتقال کیا۔ موسیٰ الہادی کے مرنے کے بعد رشید نے امۃ العزیز سے نکاح کرلیا اور انہی سے علی بن رشید پیدا ہوا۔

فضل بن سلیمان بن اسحاق الہاشمی کا یہ بیان ہے کہ اپنی خلافت کے پہلے ہی سال جب ہادی عیسا باذ میں منتقل ہو گئے انہوں نے ربیع کو منصب وزارت اور دفتر رسائل سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عمر بن بزیع کو مقرر کیا۔ البتہ انہوں نے ربیع کو دفتر بندوبست کا ناظم بحال رکھا اور اس خدمت پر یہ اپنی وفات تک قایم رہا۔ ہادی کی خلافت کے چند ماہ بعد ربیع نے انتقال کیا۔ ہادی کو بھی اس کے مرنے کی اطلاع دی گئی مگر وہ شریک جنازہ نہیں ہوئے۔ ہارون نے جو ولیعہد تھا اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ہادی نے ربیع کی جگہ ابراہیم بن ذکوان الحرانی کو مقرر کر دیا اور ابراہیم کی جگہ اسماعیل کو شام اور اس کے ملحقہ علاقوں کے دفتر بندوبست کا ناظم مقرر کیا۔

یحییٰ بن الحسن بن عبد الخالق، فضل بن الربیع کا ماموں بیان کرتا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے یہ بات کہی کہ ایک مرتبہ ہادی نے کہا کہ میں ربیع کو قتل کر دینا چاہتا ہوں مگر اس کی کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آتی سعید بن مسلم نے کہا کہ آپ کسی کو حکم دیں کہ وہ مسموم خنجر سے اس کا کام تمام کر دے اور جب وہ ربیع کو ختم کر دے پھر آپ اس قاتل کو فوراً قتل کر دیں۔ ہادی نے کہا یہ رائے مناسب ہے انہوں نے ایک شخص کو اس کام پر متعین کر دیا اور وہ ربیع کی تاک میں اس کے راستے پر بیٹھ گیا۔ ربیع کے ایک نائب نے دربار سے اٹھ کر فوراً ربیع کو اس سازش کی اطلاع دی کہ تمہارے متعلق ایسا حکم دیا گیا ہے اس نے اپنا قدیم معمول کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا اور گھر پہونچ گیا۔ پہلے تو

ارادۃً بیمار بنا پھر اس کے بعد واقعی بیمار ہو گیا اور آٹھ روز بیمار رہ کر وہ اپنی موت مر گیا اس کی وفات ۱۶۹ھ ہجری میں واقع ہوئی یہی ربیع بن یونس ہے۔ فقط

تمت

JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY
LIBRARY
No. 5117
Date 25.8.49
SRINAGAR
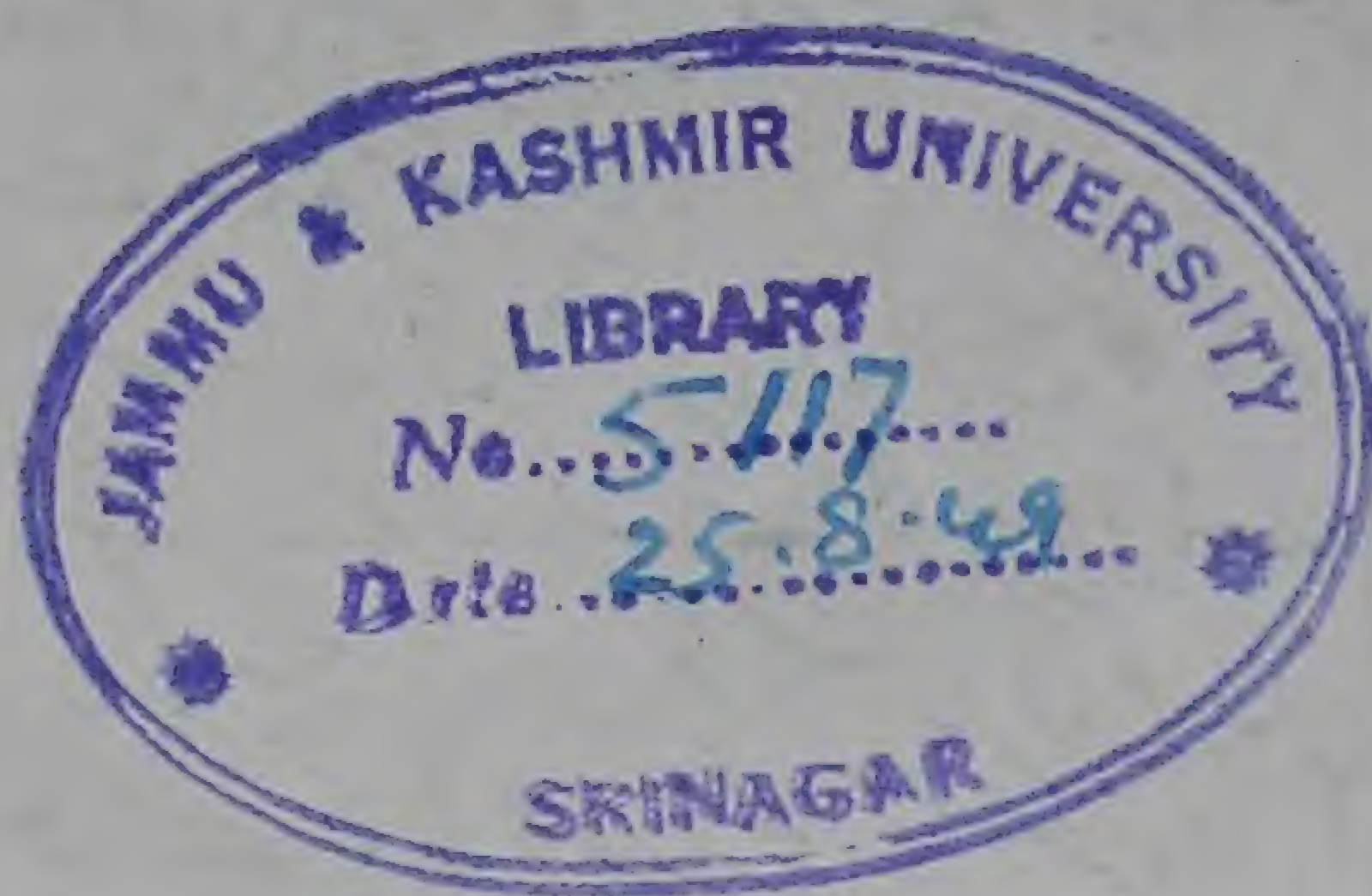
صحت نامہ

تاریخ طبری جلد سوم حصۂ اول

(عہد بنی عباس)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۱	۲۰	صلی اللہ علیہ	صلی اللہ علیہ وسلم	۷۱	۱ و ۲	موسیٰ نے نے	موسیٰ نے
۱۹	۴	لڑنے گا	لڑنے لگا	۷۶	۱۹	من کان تپوی	من کان ینوی
″	۱۲	سکاکک	سکاسک	″	۲۲	بناگیا تھا	بنایا گیا تھا
۲۸	۸	خبر گیبری	خبر گیری	۷۷	۱۳	بے جگہ ی	بے جگری
۲۹	۱۹	بنی سلیہ	بنی مسلیہ	۸۸	۵	آئے ہیں	آئے ہیں
۳۱	۱۹	ام النبیین	اُم البنین	۹۲	۱۰	گروہ	اگروہ
۳۴	۲۱	جمیں	جسمیں	۹۴	۱۰	وہ پہر	دوپہر
۴۴	۲۲	الونصر	ابونصر	۹۹	۲۳	تنظلہ	حنظلہ
۴۸	۱۳	حزیمہ	خزیمہ	۱۰۷	۱۳	ملہ	بلد
۴۹	۱۰	کرلے	کرکے	۱۰۸	۸	معلوم یہ ہو وہ	معلوم یہ ہو کہ وہ
۵۴	۹	جوخا	چوخا	″	۲۲	مضاف	مصاف
۵۴	۱۲	بنی الحارت	بنی الحارث	۱۰۹	۲۱	حدث	خدت
۵۸	۱۷	ابن النجا	ابن النجاح	۱۲۴	۹ و ۱۳	عینیہ	عیینہ
۶۶	۱۶	اپنے ولیعہد	اپنا ولیعہد	۱۳۷	۳	مدنت العمری	مدت العمر
۷۰	۱۱	کی	کے				

۱۲۸	۱۰	قرماستین	قرماسین	۳۷۰	۱	صدر سے	صدمہ سے
۱۳۶	۱۴	وبجھاکتم	اوبجھاکتہ	۳۷۴	۲۴	شال چادر	شالی چادر
۱۳۸	۵	معرلہ	معتزلہ	۳۸۲	۴	لوگوں ہنے	لوگوں نے
۱۵۳	۱۶	بن حشم	بنی جشم	۳۸۳	۱	لکھاکر	لکھاکہ
۱۵۴	۶	قبرقبیی چادر	قبرقبی چادر	۳۸۵	۱۹	ہیں	نہیں
۱۶۰	۵	جویرتہ	جویریہ	۳۸۶	۳	کساکہ	کہاکہ
۱۶۱	۱۰	اوڑھتے	اوڑھے	″	۲۰	گرزنے	گرزنے
۱۶۴	۱۸	باب	باپ	″	۲۱	نماز پڑھتے رہنے	نماز پڑھتے رہتے
۱۶۶	۱۹	عبداللہ نے نے	عبداللہ نے	۳۸۸	۱۵	گردی ہے کے	گردی ہے کہ
۱۷۱	۲۱	مزبیہ	مزنیہ	۳۹۱	۱۶	یہ کیکر	یہ کہکر
۱۷۲	۱۸	تباوگے	بتاؤکہ	۳۹۲	۱۱	عینیہ	عیینہ
۱۸۷	۲۰	اسی بھی	اسے بھی	۳۹۳	۱۸	میری شہری	میرے شہر میں
۲۰۹	۴	شکم سے	شام سے	۳۹۶	۱۸	اُن کی پیٹ	اُن کی پیٹھ
″	۲۴	بھینچ رہا ہوں	بھیج رہا ہوں	۴۰۳	۱۲	خشت	خشب
۲۲۶	۵	حالامدن	حالانکہ ان	۴۱۱	۴	ہیان کرتاہے	بیان کرتاہے
۲۵۵	۲۴	توایدِ	فوائد	″	۱۴	تونھوں	تواٹھوں
۲۵۶	۲	سے	نے	۴۱۵	۱۳	خیر بونگا	خبر لونگا
۲۶۳	۱۴	مسرجعہ	مربعہ	۴۱۸	۱۵	بڑھایے ہیں	بڑھاپے میں
۲۶۴	۱۶	خرئین	حرمین	۴۱۹	۲۳	منصونے	منصور نے
۲۶۵	۱۷و۱۸	تر ـــ شرو	تُرشرو	۴۲۲	۲۳	مجھے بلا بہنچا	مجھے بلا بھیجا
۲۸۳	۶	درہم ہے	درہم ملے	۴۳۲	۸	والنقضت	وانقضت
۳۰۰	۹و۱۷	نینجت	انبجبت	۴۴۶	۵	طلب وملاش	طلب وتلاش
۳۰۲	۶	جلاڈ الاجائے	جلاڈالا	۴۵۲	۱۰	ان کے مونھ	ان کے مُنھ
۳۲۷	۴	فی اُمنیتۃ	فی امنیتہ	۴۵۷	۱۹	میری تمام غیر منقولہ	میری تمام منقولہ اور
۳۵۵	۵	پرپھر	پھر			اور غیر منقولہ جائداد	غیر منقولہ جائداد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵۹	۲۴	اورآل بکرکو	اورآل ابی بکرہ کو	۵۱۸	۴	اوثبنتین لسؤ	اوثنتین لسؤ
۴۶۸	۲۴	۱۷۱۸ھ کو	۱۷۱ھ تک			الضلیع اوثبلاث	الضیع اوثلاث
۴۷۸	۱۲	مہمانی فوج	مہماتی فوج	۵۱۸	۱۰	ثبنتین	ثنتین
۴۷۹	۶	ستے کے بعد	سننے کے بعد	″	″	ثبلاث	ثلاث
″	۱۷	ہیری آنے کا	ہیرے آنے کا	۵۲۰	۲	ھفیمتہ	ھضیمتہ
۴۸۴	۱۱	ہتھیار کھے	ہتھیار رکھے	۵۲۸	۱۷	پٹھاری پار	پہاڑی پار
۴۸۹	۲۵	اور زم اون	اور نرم اون	۵۳۷	۱۹	بغدو چلو نعداو	بغداد چلو بغداد
۴۸۹	۱۶	کہاگیا اللہ نے	کہا گیا اللہ نے	۵۴۷	۱۷	خلفت عظیم	خلقت عظیم
″	۲۲	اسی کے بعد	اس کے بعد	۵۶۴	۵	انکو بھی	اسے بھی
۵۱۰	۷	پاسندان	ماسبذان	۵۶۶	۲۰	ایسا کیا اور ایسا کیا	ایسا کیا اور ایسا کہا
۵۱۱	۱۲	ناسباتیاں	ناشپاتیاں	۵۷۸	۵	س وقت	اس وقت

JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY
LIBRARY
No. 5117 .U9.
Date 25.8
SRINAGAR